نائٹ فائٹرز

مظہر کلیم ایم۔ اے۔

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

نائٹ فائٹر

مظہر کلیم ایم اے

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

نائٹ فائٹرز

کرنل فریدی اپنے دفتر میں بیٹھا ایک ضروری فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا لیکن اس کی نظریں بدستور فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

''پی اے ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں جناب۔'' ۔۔۔۔۔دوسری طرف سے پرائم منسٹر کے پی اے کی آواز سنائی دی اور کرنل آفریدی بے اختیار چونک پڑا۔

''یس''۔۔۔کرنل فریدی نے اسی طرح باوقار لہجے میں جواب دیا لیکن اب اس کی نظریں فائل سے اٹھ چکی تھیں۔

''پرائم منسٹر صاحب نے آپ کو فوری طور پر یاد کیا ہے اور وہ اپنے سپیشل آفس میں موجود ہیں۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اچھا میں آرہا ہوں۔''۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فائل بند کی اور اسے دراز میں رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''آؤ حمید میرے ساتھ''۔۔۔۔کرنل فریدی نے ایک سائیڈ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن حمید جو ایک باتصویر رسالے کے مطالعے بلکہ مشاہدے میں غرق تھا کرنل فریدی کی آواز سن کر چونک پڑا۔

''کہاں''۔۔۔اس نے جلدی سے رسالہ بند کرتے ہوئے کہا۔

''جہاں قسمت لے جائے''۔۔۔۔اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کرنل فریدی نے رک کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

''یااللہ خیر یہ قسمت کہاں سے آن ٹپکی درمیان میں''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔ رسالے کو اپنی میز کی دراز میں رکھ کر اس نے دراز کو باقاعدہ لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل فریدی پورچ میں موجود اپنی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا کیپٹن حمید نے دروازہ کھولا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی باوردی ڈرائیور نے ہلکے سے جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

''یہ آُپ کب سے قسمت کے قائل ہو گئے ہیں''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''قسمت کا قائل تو ہر آدمی ہوتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ کچھ لوگ
یہ سمجھتے ہیں کہ قسمت کے بننے بگڑنے کا تعلق ان کے اپنے اعمال سے ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ قسمت انہیں بگاڑتی بناتی ہے۔'' کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اچھا تو آپ اس قسمت کی بات کر رہے تھے۔ میں سمجھا آپ اس قسمت آزمائی والے مسئلے پر بات کر رہے ہیں جو ثقافتی نمائش میں موجود جوئے کے سٹال کے اوپر لکھا ہوتا ہے۔'' قسمت آزمائی کا نادر
موقع۔''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے جواب دیا اور کرنل حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

''واقعی نادر موقع ہوتا ہے لیکن کھیلنے والوں کے لئے کم اور کھلانے والوں کے لیے زیادہ''۔۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیا۔

''آپ مجھے کھیلنے کی اجازت دے دیں پھر دیکھیں کہ ان کی قسمت کس طرح نادر و نایاب ہوتی ہے''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے کہا۔

''تم جس کھیل کے کھلاڑی ہو بس اس تک ہی محدود رہو تو زیادہ بہتر ہے۔ لانگ جمپ کا کھلاڑی جب ہائی جمپ لگانے لگے تو الٹ کر سر کے بل گرتا ہے۔''۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔

''آپ اب جا کہاں رہے ہیں اور وہ بھی اس طرح اچانک''۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''پرائم منسٹر صاحب نے یاد فرمایا ہے اور تم جانتے ہو ہمارے نئے منتخب پرائم منسٹر کس قدر سخت مزاج آدمی ہیں وہ اپنے حکم کی
فوری تعمیل چاہتے ہیں''۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اسے بھی ایک دو بار پرائم منسٹر کے ساتھ میٹنگ کا اتفاق ہوا تھا اور اس کا بھی وہی نظریہ تھا جو کرنل فریدی کا تھا۔

''اس طرح اچانک کیوں یاد فرمایا ہے جناب وزیر اعظم صاحب نے''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو گی کوئی بات''۔۔۔۔کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیا اور کیپٹن حمید خاموش ہو گیا تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پرائم منسٹر صاحب کے خصوصی دفتر میں موجود تھے۔ پرائم منسٹر صاحب ابھی اس کمرے میں نہ آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر صاحب اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

''تشریف رکھیں''۔۔۔۔۔وزیر اعظم نے باوقار لہجے میں کہا اور خود بھی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئے۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بھی دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''کرنل صاحب آپ کو میں نے اس لئے یہاں آنے کی تکلیف دی ہے کہ آج کل حکومت کافرستان ایک

بحرانی سے گزر رہی ہے۔آپ کو مشکبار کی تحریک آزادی کے بارے میں یقیناً علم ہو گا آج کی یہ ملاقات اسی سلسلے میں ہے''۔۔۔۔۔۔وزیر اعظم نے بغور کرنل فریدی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر فرمایئے''۔۔۔کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیا

'' مشکباریوں کی تحریک روز بروز زور پکڑتی جا رہی ہے اور حکومت کافرستان باوجود سر توڑ کوششوں کے اسے ابھی تک نہ دبا سکی ہے اور نہ ہی اس تحریک کو ختم کر سکی ہے حکومت کافرستان نے اپنے طور پر بڑے بڑے منصوبے بنائے ایک منصوبہ ''ایس ایس پروجیکٹ'' کے نام سے بنایا گیا اور یہ منصوبہ کامیابی کے بلکل قریب پہنچ چکا تھا کہ اچانک پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس کے خلاف کام کیا اور آخر کار یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور پاور ایجنسی کا چیف مادام ریکھا دونوں ناکام رہے اس کے بعد ہم نے بالکل مختلف منصوبہ بندی کی ہم نے ایک خفیہ تنظیم ''بلیک ہاؤنڈز'' قائم کی جس کے بیشتر افراد کو اسرائیل سے خصوصی تربیت دلائی گئی ان کے ذمے یہ ٹارگٹ لگایا گیا کہ وہ حریت پسندوں کے گروپ کے لیڈروں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دیں تاکہ وادی مشکبار کی تحریک آزادی کو کچلا جا سکے اس تنظیم نے شاندار نتائج دینے شروع کیے لیکن اچانک رپورٹ ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خفیہ طور پر میدان میں اتری ہے اور آخر کار نہ صرف بلیک ہاؤنڈز کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا بلکہ ایک بہت بڑی چھاؤنی تباہ کر دی گئی اس طرح کافرستان کو اس قدر نقصان پہنچا کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ نقصان بھی ہوا کہ اس سے تحریب مشکبار کو بے حد تقویت پہنچی اور حکومت کافرستان اور زیادہ پریشان اور الجھ گئی چنانچہ اس سلسلے میں مختلف اقدامات اعلیٰ سطح پر ڈسکس ہوتے رہے آخر کار متفقہ طور پر یہی فیصلہ

کیا گیا کہ حریت پسندوں کو کچلنے کے لیے کرنل فریدی اور ان کی بلیک فورس کو مشکبار بھجوایا جائے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس پھر میدان میں اترے تو اس کا مقابلہ صحیح طور پر کیا جا سکے اور تحریک آزادی کو بھی کچلا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جا سکے اس فیصلے کے بعد میں نے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی ہے۔آپ فوری طور پر مشکبار پہنچنے کے انتظامات شروع کر دیں سرکاری آرڈر آپ کو مل جائے گا''۔۔۔۔۔۔۔وزیر اعظم نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''کیا صدر صاحب نے بھی اس فیصلے پر رضامندی دے دی ہے جناب''۔۔۔کرنل فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں پہلے تو وہ رضامند نہ ہو رہے تھے لیکن میرے اصرار پر آخر کار وہ رضامند ہو گئے ہیں ویسے بھی چیف ایگزیکٹو میں ہو اور آپ کی ایجنسی بھی براہ راست میرے ماتحت ہے اس لئے میں خود بھی اسی فیصلے کا مجاز ہوں''۔۔۔۔۔وزیر اعظم نے قدرے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔۔۔میں مشکبار میں کوئی خدمت انجام نہیں دے سکتا میں نے کافی عرصہ پہلے جناب صدر صاحب کو اس سلسلے میں معروضات پیش کر دی تھیں اور جناب صدر نے بھی میرے موقف سے اتفاق کیا تھا''۔۔۔کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وزیر اعظم بے اختیار کرسی سے اچھل پڑے۔

''کیا۔۔۔کیا مطلب۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔کیا آپ سرکاری احکامات کی تعمیل سے انکار کر رہے ہیں۔آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔آپ پر غداری کے الزام میں مقدمہ بھی چلایا جا سکتا ہے اور آپ کو شوٹ بھی کیا جا سکتا ہے''۔۔۔۔۔۔وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے اور تلخ لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے سر لیکن مشکبار میں جو کچھ ہو رہا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ میرے خیال کے مطابق کافرستان اقوام متحدہ کی اس قرارداد پر عمل درآمد کا پابند ہے جس کے تحت مشکباریوں کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی قسمت کا خود فیصلہ کریں کہ کیا وہ کافرستان کے ساتھ شامل رہنا چاہتے ہیں یا پاکیشیا

کے ساتھ۔'' کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل فریدی آپ کافرستانی ہیں اور جو حکومت کافرستان کا موقف ہو گا وہی آپ کا بھی ہونا چاہیے آُپ کے اس جواب سے مجھے بغاوت کی بو آرہی ہے''۔۔۔وزیر اعظم نے انتہائی برہم لہجے میں کہا۔

''سر میری درخواست ہے کہ آپ ایک بار پھر صدر مملکت صاحب سے اس معاملے کو ڈسکس کر لیں اس کے بعد آپ جو فرمائیں گے ویسا ہی ہو گا'' ۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے آپ ہمارے ملک کی انتہائی اہم شخصیت ہیں اور ہم سب آپ کی دل سے قدر کرتے ہیں اور کافرستان کے لیے آپ کی خدمات انتہائی طویل اور قابل قدر ہیں اس لئے میں آپ کی یہ درخواست منظور کرتا ہوں''۔۔۔وزیر اعظم نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''شکریہ جناب''۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیا اور وہ بھی کیپٹن حمید کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔وزیر اعظم مڑے اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جس دروازے سے اندر آئے تھے جب وہ کمرے سے باہر چلے گئے تو کرنل فریدی بھی خاموشی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا کیپٹن حمید کے چہرے پر شدید الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر کار میں سوار ہو چکے تھے۔

''کوٹھی چلو''۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

''اب کیا ہو گا آپ''۔۔۔کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''خاموش رہو''۔۔۔کرنل فریدی نے انتہائی سرد مہرانہ انداز میں اسے جھڑکتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا تھوڑی دیر بعد کار کوٹھی میں پہنچ گئی کرنل فریدی نے ڈرائیور کو واپس دفتر جانے

کا کہا اور خود وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔

''ہاں اب بتاؤ کیا کہنا چاہتے تھے تم''۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کمرے میں پہنچ کر کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اگر صدر صاحب بھی رضامند ہو گئے تو کیا آپ مشکبار جائیں گے۔'' کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے ہمیں وہاں جا کر حریت پسندوں کے خلاف کام کرنا چاہیے''۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دینے کے بجائے الٹا سوال کر دیا۔

''سرکاری طور پر تو ہم پابند ہیں لیکن''۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید بات کرتے کرتے رک گیا۔

''لیکن کیا''۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہم مسلمانوں پر اس طرح کا ظالمانہ تشدد کیسے کر سکتے ہیں جیسا کہ حکومت چاہتی ہے ایسا ہوناتو ناممکن ہے''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے جواب دیا تو کرنل فریدی کا چہرا کھل اٹھا۔

''پھر تم نے کیا سوچا ہے وزیر اعظم صاحب نے تو واضح طور پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلانے اور موت کی سزا دینے کی دھمکی دے دی ہے اور تم وزیر اعظم صاحب کے مزاج کو اچھی طرح سمجھتے ہو کٹر اور متعصب آدمی ہیں وہ ایسا کر بھی گزریں گے کیونکہ بہرحال وہ وزیر اعظم ہیں چیف ایگزیکٹو ہیں انہیں کون روک سکتا ہے۔'' کرنل فریدی نے کہا۔

''اس کا ایک حل ہے کہ آپ طویل رخصت لے لیں آُپ کی اور میری چھٹیاں طویل عرصے سے ڈیو ہیں جب تک مشکبار کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا ہم باہر رہیں گے''۔۔۔۔کیپٹن حمید نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں چھٹیوں کا وہ تصور

سرے سے موجود ہی نہیں ہے جیسا تصور دوسرے محکموں میں ہے ہم ہر وقت چھٹی پر بھی ہوتے ہیں اور ڈیوٹی پر بھی۔ اس لئے چھٹیوں والی بات تو غلط ہے باقی رہی یہ بات کہ ہم باہر جا کر مشکبار کے مسئلے کے حل کا انتظار کریں تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ ایسے مسائل دو چار روز میں یا دو چار ماہ میں حل نہیں ہوا کرتے اسے طویل عرصہ بھی لگ سکتا ہے اس لئے تمہاری یہ تجویز بھی ناقابل عمل ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"سوچنا کیا ہے بس کچھ عرصے کے لیے کسی اور ادارے میں چلا جاؤں گا"۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کسی اور ادارے میں۔ کون سے ادارے میں۔ میں سمجھا نہیں آپ صاف صاف بتائیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے بگڑ کر کہا۔

"کیپٹن حمید جب مشکبار میں حریت پسندوں کی تحریک کا آغاز ہوا ہے مجھے اپنے اعلیٰ حکام سے یہی خدشہ تھا کہ وہ کسی بھی وقت مجھے اس آگ میں کودنے پر مجبور کر سکتے ہیں اس لئے میں نے اس کی پیش بندی کر لی تھی۔ تمہیں معلوم ہے کہ حکومت کافرستان تمام اسلامی ممالک پر مشتمل تنظیم اسلامی اتحاد کونسل سے تعلقات بہتر بنانے کی کس قدر خواہشمند ہے اور اگر یہ تعلقات بہتر ہو جائیں تو یقیناً کافرستان کو بہت سے مفادات حاصل ہو جائیں گے چنانچہ میں نے حکومت کی اس خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے کونسل کے سیکرٹری

جنرل عابدی صاحب سے ملاقات کی۔ وہ میرے پرانے واقف کار اور دوست ہیں اور کئی بار اشارتاً وہ مجھ سے کہہ چکے ہیں کہ میں بحیثیت مسلمان کونسل کے لیے کام کروں لیکن میں ہر بار انہیں ٹال گیا تھا لیکن اب

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میں نے خود ان سے ملاقات کی اور ان کے سامنے تجویز پیش کی کہ وہ حکومت کافرستان سے مجھے ڈیپوٹیشن پر طلب کر لیں اور اپنے مرکزی سیکرٹریٹ میں میرا دفتر قائم کر دیں دفتر اسلامی سیکورٹی آفس کہلائے گا اور میرا کام پوری دنیا میں کسی بھی اسلامی ملک کے خلاف کی جانے والی سازش کے خلاف کام کرنا ہو گا میری اس تجویز پر عابدی صاحب بے حد خوش ہوئے اور پھر ان کے ساتھ میری تفصیلی بات چیت ہوئی اور ایک مکمل پلاننگ طے کر لی گئی چنانچہ اس پلاننگ کے تحت باضابطہ طور پر اسلامی سیکورٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا دفتر بھی قائم کر دیا گیا اس کے بعد عابدی صاحب نے باضابطہ طور پر کافرستان حکومت سے مذاکرات کئے اور یہ مذاکرات خاصے کامیاب رہے۔ انہی مذاکرات کی وجہ سے صدر کافرستان نے مجھے ڈیپوٹیشن پر اسلامی سیکورٹی پہنچنے کے سرکاری احکامات جاری کر دیئے پھر ان کے احکامات کی کافرستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی سے توثیق بھی کرا لی گئی تاکہ کل کو کوئی اسے قانونی طور پر چیلنج نہ کر سکے۔ یہ توثیق ایک ہفتہ قبل کی گئی ہے اور اب سرکاری طور پر میں حکومت کافرستان کی طرف سے اسلامی سیکورٹی میں آن ڈیپوٹیشن ہو جا چکا ہوں لیکن اس ڈیپوٹیشن کی شرط مختلف ہے کہ جب تک میں خود نہ چاہوں گا مجھے حکومت کافرستان واپس نہ بلا سکے گی۔ صدر کافرستان نے البتہ عابدی صاحب سے ایک شرط مزید منوالی ہے کہ اسلامی سیکورٹی کافرستان کے خلاف کوئی مشن سرانجام نہیں دے گی اس طرح یہ باقاعدہ معاہدہ ہو گیا ہے یہ سارا کام چونکہ وزیراعظم صاحب سے بالا بالا ہوا ہے کیونکہ وزیراعظم ملک کے چیف ایگزیکٹو ہیں دوسرے ممالک یا تنظیموں سے معاہدے کافرستان کے آئین کے مطابق صدر مملکت ہی کرنے کے مجاز ہیں اس لئے وزیراعظم صاحب سے اس بارے میں کسی مشورے کے پابند نہ تھے اس لئے میں نے انہیں کہا تھا کہ وہ صدر صاحب سے بات کر لیں پھر جیسا وہ کہیں گے ویسا ہی ہو جائے گا اور مجھے معلوم ہے کہ جب انہیں اس معاہدے کا علم ہو گا تو وہ سوائے پریشان ہونے کے اور کچھ نہ کر سکیں گے"۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

""اس کا مطلب ہے کہ ہم اب مستقل طور پر دماک میں رہیں گے۔ اسلامی اتحاد کونسل کا ہیڈ آفس تو وہیں ہے""۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے کہا۔

""پہلی بات تو یہ ہے کہ آن ڈیپوٹیشن میں اکیلا جارہا ہوں تم نہیں جارہے تم یہیں رہو گے اور میری جگہ لو گے اور مجھے یقین ہے کہ وزیر اعظم صاحب تمہیں مشکبار نہیں بھیجیں گے اس لئے مطمئن رہو اور میری طرف سے ترقی کی مبارکباد قبول کرو""۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"" آپ کے پاس ریوالور تو ہو گا""۔۔۔کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

""ہاں ہے کیوں""۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

""مجھے دیجئے تاکہ میں کسی آدمی کو قتل کر کے جیل جاسکوں اور ہو سکتا ہے کہ پھانسی پاکر چین کی قبر میں سو جاؤں""۔۔۔کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

""تم جیل کیوں جانا چاہتے ہو""۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

""اس لئے کہ آپ کے بغیر یہ ملک میرے لیے سوائے جیل کے اور کچھ نہ ہو گا اور بڑی جیل کے بجائے چھوٹی جیل میں جانا زیادہ بہتر ہے۔""کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

""سوچ لو۔ وہاں تمہیں تمہارے مطلب کے شغل نہ مل سکیں گے۔"" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

""خدا شکر خورے کو شکر دے ہی دیتا ہے۔""۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

""اوکے پھر تیاری کرو ہو سکتا ہے اگلے ہفتے ہم شفٹ ہو جائیں۔""۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے

"" اس قدر خوش ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے ہم وہاں پکنک منانے نہیں جارہے۔ وہاں کام کرنا پڑے گا""۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

""کام تو یہاں بھی کرنا پڑتا تھا وہاں کوئی نیا کام تھوڑا ہو گا بس چہرے نئے ہوں گے۔""۔۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

""سلیمان۔ جناب سلیمان صاحب آج فون سننے کی تمہاری باری ہے""۔۔۔۔۔۔عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

""آج منگل ہے اور منگل کو گوشت کا ناغہ ہوتا ہے اور باورچی منگل اور بدھ دو روز لمبی تان کر سوتے ہیں اور میں بھی سو رہا ہوں۔"" سلیمان کی آواز سنائی دی۔

""مرغ کے گوشت کا تو ناغہ نہیں ہوتا""۔۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

""جس کا ناغہ نہیں ہوتا وہ موجود ہے""۔۔۔ سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ سلیمان نے بڑا خوبصورت جواب دیا تھا۔

"" اچھا تو اب ہم مرغوں میں شامل ہو گئے ہیں""۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

""ناغے والے دن باورچی کو سب مرغے ہی دکھائی دیتے ہیں اور چھری تیز کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ اس لئے آپ چھری تیز کرانے سے بچیں اور مجھے لمبی تان کر سونے دیں۔""۔۔۔۔۔۔۔سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ ادھر فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

""آپ نے تو چھری تیز نہیں کر رکھی کہیں۔""۔۔۔۔۔۔۔عمران نے رسیور اٹھا کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہاری گردن کے لیے تو چھری تیز کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔''۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

''ارے ارے آج گوشت کا ناغہ ہے۔اس لئے آپ کھل کر بول رہے ہیں۔'' ۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

''پاکیشیا میں ہوتا ہے ناغہ ہمارے ہاں نہیں ہوتا۔''۔۔۔۔۔۔کرنل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ کے ہاں ایک جانور ایسا ہے جس کے گوشت کا ناغہ تو مسلسل ہوتا ہے۔''۔۔۔۔عمران نے کافرستان میں گائے کے ذبح کرنے پر موجود پابندی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''جس ملک کی تم بات کر رہے ہو۔فی الحال میں اس ملک کو چھوڑ چکا ہوں''۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''چھوڑ چکے ہیں۔کیا مطلب۔میں سمجھا نہیں۔'' عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

''میرے ملک کافرستان نے مجھے ڈیپوٹیشن پر بھجوا دیا ہے اور ڈیپوٹیشن کا عرصہ میری مرضی پر منحصر ہے۔چاہے ساری عمر ڈیپوٹیشن پر رہوں چاہے واپس چلا جاؤں۔'' ۔۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

''کہاں بھجوایا ہے۔کہیں آپ اسرائیل تو نہیں پہنچ گئے ڈیپوٹیشن پر۔''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں تمہیں اسرائیل کا خیال کیسے آگیا۔''۔۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آپ کا ملک کافرستان تو اپنی مرضی سے آپ کو اسرائیل ہی ڈیپوٹیشن پر بھجوا سکتا ہے اور کہاں بھیجے گا۔''۔۔۔۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

''لیکن اگر اس ڈیپوٹیشن میں میری مرضی بھی شامل ہو تو پھر اندازہ لگاؤ کہ میں کہاں جا سکتا ہوں۔''۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

''پھر تو جنت ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ جیسے پیر و مرشد جا سکتے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے بے ساختہ جواب دیا تو کرنل فریدی دوسری طرف سے کافی دیر تک ہنستا رہا۔

'' تمہارا اندازہ درست ہے۔''۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کیا۔کیا۔اب جنت میں بھی فون لگ گیا ہے پھر وہ جگہ جنت کیسے ہو سکتی ہے۔''۔۔۔۔عمران نے کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''میں اس وقت دماک سے بول رہا ہوں۔''۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

''دماغ سے کمال ہے دنیا میں رہتے ہوئے تو لوگ زبان سے بولتے ہیں جنت میں دماغ سے بولتے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔۔عمران نے بے ساختہ کہا۔

''سنو عمران۔۔۔میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں نے واقعی کافرستان فی الحال چھوڑ دیا ہے۔اسلامی اتحاد کونسل کے سیکرٹری جنرل عابدی کو تو جانتے ہو''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔۔۔۔۔۔۔اچھی طرح جانتا ہوں مگر۔۔۔۔۔۔''عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں مسلسل حیرت کی جھلک نمایاں تھی۔

''تو عابدی نے ایک کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔وہ مجھے اسلامی اتحاد کے لئے کام کرنے پر آمادہ کرتا رہتا تھا لیکن ظاہر ہے میں کافرستان کا ملازم تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا تھا اس پر عابدی نے ایک اور کام دکھایا اس نے کافرستان کے صدر سے باضابطہ بات چیت کی اور مجھے سرکاری طور پر اسلامی اتحاد کے سیکورٹی چیف کے

لیے ڈیپوٹیشن حاصل کر لیا اور اب میں اسلامی اتحاد کے سیکورٹی ادارے کا چیف ہوں اور اس کا دفتر دماک میں ہے میں نے یہاں چارج سنبھال لیا ہے اور چارج سنبھالتے ہی میں نے سب سے پہلے تمہیں فون کیا ہے۔"

کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"میں تسلیم ہی نہیں کر سکتا کرنل فریدی کہ یہ سب کچھ آپ کی مرضی کے بغیر ہوا ہے اور صدر کافرستان بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ آپ جیسے آدمی کو اسلامی ممالک کے حوالے کر دیں۔ ضرور کوئی اور چکر ہے۔"۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں کوئی چکر نہیں ہے۔"۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چکر نہیں ہے تو پھر یقیناً کوئی مثلث ضرور ہو گی کافرستان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کرنل فریدی کو اسلامی ممالک کے سپرد کر کے اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارے۔ میرا اندازہ ہے بلکہ اندازہ کیا یقین سمجھیں کہ کافرستان کے صدر سردار صاحب ہیں اور ان سے آپ کے گہرے تعلقات ہیں یقیناً آپ نے خود صدر صاحب کو اس بات پر مجبور کیا ہو گا۔" عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ میں ایسا کیوں کرتا جب کہ کافرستان میرا اپنا ملک ہے وہاں مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف یا پریشانی بھی نہ تھی۔"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پریشانی۔ اوہ۔ اوہ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ ہونہہ واقعی ایسا ایک روز ہونا ہی تھا۔"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا سمجھ گئے ہو۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نو منتخب وزیر اعظم صاحب کے مزاج اور ان کے خیالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ انہوں نے یقیناً آپ کو اور آپ کے سیکشن کو وادی مشکبار میں برپا مسلمان مشکباریوں کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے وہاں

جانے پر مجبور کیا ہو گا اور میں جانتا ہوں کہ آپ کسی قیمت پر بھی ایسا نہیں کر سکتے اور آپ ظاہر ہے اپنا ملک بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے آپ نے واقعی اپنی بے مثال ذہانت سے کام لیتے ہوئے یہ ڈیپوٹیشن والا باعزت راستہ اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔۔ آپ کی یہ سوچ واقعی بے مثال ہے۔ کم از کم میں اس قدر گہری بات نہ سوچ سکتا تھا۔ بہر حال آپ کی خدمات اسلامی ممالک کو مل جانے پر میں اس لئے خوش ہوں کہ اس طرح اسلامی ممالک کو حقیقتاً بہت بڑا تحفظ حاصل ہو گیا ہے۔ اصل مبارک باد تو تمام دنیا کے مسلمانوں کو دینی چاہیے۔"۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے جذباتی لہجے میں کہا تو کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" تم نے جتنی جلدی یہ اندازہ لگایا ہے تمہارا ذہن واقعی قدرت کا ایک شاہکار ہے مجھے اس کے لئے طویل عرصہ تک منصوبہ بندی کرنی پڑی ہے لیکن پھر بھی میری تم سے صرف ایک درخواست ضرور ہے کہ کافرستان کے خلاف کسی مشن پر کام کرتے وقت یہ ضرور سوچ لینا کہ وہ کرنل فریدی کا ملک ہے اور ڈیپوٹیشن کا خاتمہ کرنل فریدی کی صوابدید پر منحصر ہے۔"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ کا جذبہ حب الوطنی واقعی قابل قدر ہے لیکن کرنل صاحب آپ اگر غور فرمائیں تو آپ خود اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ پاکیشیا نے از خود کبھی ایسا منصوبہ نہیں بنایا کہ جس سے کافرستان کے خلاف جارحیت ہو اس نے ہمیشہ اپنے دفاع میں کام کیا ہے یہ تو کافرستان ہے جو پاکیشیا کے مفادات اور اس کی سلامتی کے تحفظ کے لیے مجبوراً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں آنا پڑتا ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس از خود کبھی کافرستان کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گی لیکن دفاع کا حق بہر حال اسے ہے۔"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میرے لئے اتنا ہی کافی ہے شکریہ۔"۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

''وہ کیپٹن حمید صاحب سے تو بہر حال کافرستان میں ملاقات ہوتی

ہی رہے گی اور شاید اب وہ بھی کیپٹن سے کرنل بن جائیں۔'' عمران نے کہا۔

''وہ بھی یہاں میرے ساتھ آیا ہے میری تو یہی خواہش تھی کہ میں سے وہاں اپنی جگہ چھوڑ آتا لیکن تم اس کے مزاج کو جانتے ہو۔'' کرنل فریدی نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب ایک اور اندازہ پیش کروں گا تو آپ میری تعریف کرنا شروع کر دیں گے۔ آپ بھی کیپٹن حمید کے بغیر وہاں دماک میں چند روز نہ گزار سکتے۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم واقعی شیطان ہو بہر حال اب یہ بات تو ہو گئی اب کام کی ایک بات بھی سن لو۔''۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جناب کہیں آپ کو اسلامی سیکورٹی کے خلاف گہری سازش کے تحت تو دماک نہیں بھجوایا گیا۔''۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔''۔۔۔۔ کرنل فریدی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب آپ میرے اندازے کی تعریف نہیں کریں گے دیکھیں کس طرح میں نے انتہائی گہری سازش کا سراغ لگالیا ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر وہی بکواس تم نے ایسی بات سوچی ہی کیوں۔''۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی کے لہجے میں غصہ بدستور تھا۔

''آپ نے اصل کام کی بات کرنے سے پہلے جس قدر لمبی تمہید باندھی ہے اور وہ بھی فارن کال کے ذریعے

اس لئے میرا اندازہ ہے کہ آپ کو اسلامی سیکورٹی کو معاشی طور پر فیل کرنے کی سازش کے طور پر بھیجا گیا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''اوہ اب سمجھا۔ نہیں تمہارا یہ اندازہ غلط ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اسلامی سیکورٹی آفس کے تمام اخراجات میں اپنی جیب سے ادا کروں گا میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی اسلامی سیکورٹی کونسل کے عابدی صاحب سے یہ بات منوالی تھی البتہ جو اخراجات سیکورٹی کے سلسلے میں کونسل سے منظور ہوں گے اس سے اسلامی ممالک کے ان بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے جائیں گے جو غربت کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔''۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

''اوہ پھر تو میرا ابھی سکوپ بن گیا تعلیم تو میں نے پہلے ہی حاصل کر لی ہے غربت اب دور ہو جائے گی۔''۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب میری بات سنو میں نے اسلامی سیکورٹی یعنی آئی ایس کے چیف کے طور پر پہلے کیس پر کام شروع کر دیا ہے تمہیں اس کیس کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ امریکہ کی ایک ریاست اوہایو میں ایک اسلامی ملک کے خلاف ایک بھیانک سازش تیار کی گئی ہے

اس سازش کے مطابق اسلامی ملک تساکی میں قائم کیے جانے والے ایٹمی ریسرچ سینٹر کو گوریلا کاروائی کے ذریعے تباہ کرایا جائے گا۔ یہ سازش ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی نے تیار کی ہے لیکن سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اس سازش کا اصل کردار پاکیشیا کا ایک شہری جس کا کوڈ نام رازی بتایا گیا ہے۔ سازش یہ ہے کہ پاکیشیا کی وزارت دفاع کے سپر سٹور سے ایک مخصوص آلہ جسے دفاعی زبان میں ''آئی ایس سی'' کہا جاتا ہے رازی چرائے گا اور پھر اس آلے کو پاکیشیا سے تساکی لے جائے گا اور اس کی مدد سے ایٹمی ریسرچ سینٹر کی سیکورٹی کو جام کر کے اس کے خلاف کاروائی کی جائے گی میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ رازی کو چیک کرنے اور

روکنے کا کام تم کرو گے یا میں اس سلسلے میں پاکیشیا آؤں۔"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

"یہ کیسے ممکن ہے کرنل صاحب کہ کوئی پاکیشیائی اسلامی ملک کے خلاف سازش میں آلہ کار بنے آپ کو یقیناً غلط خبر دی گئی ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خبر غلط نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ اصل رازی کی جگہ کسی دشمن ایجنٹ نے لے لی ہو بہر حال خبر درست ہے اور "آئی ایس سی" پاکیشیا سے اس لیے چرایا جائے گا کہ پاکیشیا کی مخصوص آب وہوا میں کام کرنے والا اسپیشل "آئی ایس سی" ہی تساکی میں کام کر سکتا ہے ورنہ تو یہ آلہ ایکریمیا اور دوسرے یورپی ممالک میں بھی تیار کیا جاتا

ہے لیکن تساکی کی مخصوص آب وہوا میں وہ کام نہیں کر سکتا اور تساکی کی آب وہوا کے لئے مخصوص "آئی ایس سی" تیار کرنے کے لیے طویل عرصہ چاہیے۔اس لئے سازش کرنے والوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اسے پاکیشیا سے چرا کر تساکی پہنچایا جائے اور اس سے فوری طور پر کام لیا جائے۔ میں نے رازی کے سلسلے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ رازی جس کا اصل نام نجانے کیا ہو پاکیشیا کی وزارت دفاع میں کسی اہم عہدے پر فائز ہے اکیلا رہتا ہے غیر شادی شدہ ہے اگر تم رازی والا کام سنبھال لو تو پھر باقی سازش کے بخیے میں اطمینان سے ادھیڑ سکتا ہوں۔ ویسے میں نے اسلامی کونسل کی طرف سے باقاعدہ سرکاری خط جاری کروا دیا ہے تاکہ تمہارا چیف مطمئن ہو جائے۔"۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاں خط تو ضروری تھا ورنہ چیف مجھے چیک نہیں دے گا اور آغا سلیمان پاشا جو لمبی تان کر سویا ہوا ہے غراتے ہوئے جاگ پڑے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے میں اب مطمئن ہوں۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔اس کے چہرے پر عجیب سی مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ایسی مسرت جسے بظاہر کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

"اب میں اتنی لمبی تان کر بھی نہیں سوتا جتنی لمبی آپ نے کال

بھگتائی ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔اس کے ایک ہاتھ میں بھاپ نکالتی چائے کی پیالی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں اس نے بسکٹ کی پلیٹ پکڑی ہوئی تھی۔

"واہ اسے کہتے ہیں باورچی کی اعلیٰ ترین صلاحیت کہ اسے پہلے سے معلوم ہے کہ کب مالک کو چائے کی ضرورت ہوتی ہے اور کب نہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے چائے کی پیالی اور بسکٹ کی پلیٹ لے لی۔

"مجھے اب بڑی بیگم صاحبہ سے بات کرنی پڑے گی۔" ۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اماں بی سے۔کیوں کیا جوتیاں کھانے کی خواہش زور پکڑ رہی ہے۔" عمران نے چونک کر کہا۔

"اتنی لمبی کال کا مطلب ہے کہ یہ کال نسوانی ہو گی اور جب نسوانی کالیں کسی کنوارے کے فون پر آنا شروع ہو جائیں تو پھر بڑی بیگم سے بات کرنی پڑتی ہے۔"۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"فریدی کا نام تو واقعی عورتوں جیسا ہے ہاں فرید ہوتا تب دوسری بات تھی۔۔۔۔۔ عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو کرنل فریدی صاحب کی کال تھی مگر وہ تو اتنی لمبی کال کرنے کے عادی نہیں ہیں۔"۔۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

''ایک بہت بڑی خوشخبری آج سنی ہے میں نے۔'' اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے گزشتہ دو سالوں کے بونس کی رقم کی مٹھائی خرید کر کالونی میں تقسیم کرادوں کیسا فیصلہ ہے اچھا ہے ناں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر میں بونس کا بل کرنل فریدی صاحب کو بھجوادوں گا اور مجھے معلوم ہے کہ وہ آپ کی طرح کنجوس نہیں ہیں دو کی بجائے چار سالوں کا بونس بھجوادیں گے''۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں واقعی اس کی یہی سخاوت تو ہے جس کی وجہ سے کیپٹن حمید اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ وہاں دماک میں بھی ساتھ ہی پہنچ گیا ہے۔'' عمران نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

''دماک۔ کیا مطلب کیا کرنل فریدی صاحب دماک چلے گئے ہیں مگر وہ تو اسلامی ملک ہے اور کرنل صاحب کا تعلق تو کافرستان سے ہے۔''۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہی تو خوشخبری ہے میرا دل چاہ رہا ہے کہ آج پوری اسلامی دنیا میں جشن منانے کا اعلان کرا دوں۔''۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب آپ کیا کہہ رہے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے کرنل فریدی کے مستقل طور پر دماک پہنچنے کی پوری تفصیل بتادی۔

''اوہ یہ تو واقعی خوشخبری ہے کرنل فریدی صاحب کی خدمات اب پوری دنیا کے مسلمانوں کو حاصل ہو جائیں گی جب کہ اس سے پہلے وہ

صرف کافرستان تک ہی محدود رہتے تھے۔'' سلیمان نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

''رازی کون ہو سکتا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے پیالی رکھ کر ٹیلی فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''آپ عالی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی ایس سی ﴿آکسن﴾ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر رہے ہیں فرمایئے''۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم سے بات کرنا واقعی شرف ہے۔''۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

''اوہ اوہ میں سمجھا شاید کسی قرض خواہ کا فون ہوگا اور میں اسے مشرف ہونے کا بل بھجوا کر حساب برابر کرالوں گا یہ تو کام الٹ ہو گیا اب تو وارنٹ گرفتاری آئے گا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''وارنٹ گرفتاری کیا مطلب''۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا ضرب المثل ہے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے والی۔''۔۔۔۔۔ عمران نے رک رک کر کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہارے لئے میرے پاس ایک عجیب خبر ہے تم سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔''۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا

''اوہ کیا میرا لاٹری میں انعام نکل آیا ہے۔''۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''انعام ہی سمجھ لو۔ کرنل فریدی نے کافرستان چھوڑ کر اسلامی سیکورٹی کونسل جائن کرلی ہے۔''۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور عمران مسکرادیا

''کرنل فریدی نے۔ واقعی۔۔۔۔۔۔۔۔۔''عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کیونکہ سر سلطان نے اسے جس انداز میں یہ خبر سنائی تھی وہ انہیں بتا کر شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اس بارے میں پہلے سے معلوم ہے۔

"ہاں میرے پاس اسلامی اتحاد کونسل کی نئی تنظیم اسلامی سیکورٹی کے چیف کا خط آیا تھا وہ کسی سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تعاون حاصل کرنا چاہتے تھے۔ میں اس خط پر کرنل فریدی کا نام اور دستخط بطور چیف دیکھ کر حیران رہ گیا چنانچہ میں نے تم سے بات کرنے سے پہلے اس بارے میں تحقیقات کیں تو پتہ چلا کہ اسلامی اتحاد کونسل نے کافرستان سے کرنل فریدی کو ڈیپوٹیشن پر حاصل کیا ہے اور اسے سیکورٹی چیف بنا دیا ہے مجھے حقیقتاً بے حد مسرت ہوئی کہ اس طرح مسلمانوں کو تم جیسا ایک اور محافظ مل گیا ہے۔ ویسے بحیثیت سیکرٹری خارجہ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہوئی کہ آخر کافرستان نے اسے کیسے گوارا کر لیا۔ چنانچہ میں نے کافرستان میں اپنے خاص ذرائع سے معلومات حاصل کیں۔ وہاں سے پتہ چلا کہ کافرستان

کے صدر نے اسلامی اتحاد کونسل کے سیکرٹری جنرل سے اس بارے میں خصوصی معاہدہ کیا ہے۔ کافرستان کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ وہ پاکیشیا کو سیاسی طور پر کارنر کرنے کے لئے اسلامی ممالک سے گہرے تعلقات قائم کرے۔ اسی خواہش کے نتیجے میں یہ معاہدہ طے ہوا ہے لیکن کافرستان کے پرائم منسٹر اس معاہدے سے خوش نہیں ہیں لیکن وہ کافرستان کے آئین کی وجہ سے خاموش ہو گئے ہیں کیونکہ آئینی طور پر ایسے معاہدے کرنے کا حق صرف کافرستان کے صدر کو حاصل ہے ویسے یہ معلومات بھی ملی ہیں کہ وزیر اعظم کافرستان وادی مشکبار کے مسلمانوں کی تحریک کو کچلنے کے لئے کرنل فریدی کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے لیکن صدر کے اس معاہدے کی وجہ سے ان کی خواہش پوری نہیں ہو سکی اور حقیقت یہ ہے عمران بیٹے کہ اگر کرنل فریدی مشکباری تحریک کے خلاف میدان میں اتر آتا تو واقعی یہ مشکباریوں کے لئے انتہائی بدقسمتی کی بات ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً مشکباریوں کی دعائیں قبول کی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا کیونکہ اس نے پہلے ہی یہ اندازہ لگا لیا تھا۔

"آپ کرنل فریدی کو نہیں جانتے وہ اس پر کبھی تیار نہ ہوتا۔ بہرحال اچھا ہوا کہ یہ معاملہ ختم ہو گیا اور واقعی

دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے کہ کرنل فریدی جیسے عظیم آدمی کا تحفظ انہیں میسر ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے یہ خط تمہیں بھجوا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس پر ضرور کام کرو گے۔" سر سلطان نے کہا۔

"آپ کا حکم ہے تو میں حاضر ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب۔"۔۔۔۔۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔

"واسطی صاحب سے بات کرنی ہے میں علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صاحب تو کلب گئے ہوئے ہیں جناب۔ رات گئے واپس لوٹیں گے۔"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ بولنے والا یقیناً ملازم ہی تھا۔

"کون سے کلب جاتے ہیں تمہارے صاحب۔"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"آفیسرز کلب جناب۔"۔۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیا۔

"کلب کا نمبر کیا ہے۔"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں جناب۔"۔۔۔۔۔۔۔ دوسی طرف سے ملازم نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے فلیٹ کی گھنٹی بجی تو سلیمان دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ایک لفافہ لے کر واپس آیا۔

"سر سلطان نے بھجوایا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے لفافہ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے لفافہ لیا اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود کاغذ کو پڑھنے لگا آخر میں کرنل فریدی کے مخصوص دستخط دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا اس نے خط واپس لفافے میں ڈالا اور لفافہ جیب میں ڈال کر اٹھ

کھڑا ہوا۔ ڈریسنگ روم سے لباس تبدیل کر کے وہ فلیٹ سے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار آفیسرز کلب کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔ واسطی وزارت دفاع میں سپیشل سٹور کا سیکورٹی آفیسر تھا۔ پہلے اس کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے تھا بعد میں اس کا ٹرانسفر وزارت دفاع میں کر دیا گیا تھا اس لئے وہ عمران سے اور عمران اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ کرنل فریدی نے سپیشل سٹور کا حوالہ دیا تھا اس لئے عمران نے سوچا کہ اس سلسلے میں واسطی سے تفصیلی بات چیت کر لی جائے تو شاید اس خفیہ رازی کے سلسلے میں کوئی کلیو سامنے آ جائے۔ آفیسرز کالونی کے قریب ہی آفیسرز کلب واقع تھا جس کی شاندار عمارت جدید طرز تعمیر کا اک نادر نمونہ تھی۔ پارکنگ میں رنگ برنگی کاروں کا ایک ہجوم نظر آرہا تھا عمران نے کار ایک سائیڈ پر پارک کی اور پھر کار سے اتر کر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا کلب میں عورتوں اور مردوں کی آمدورفت جاری تھی۔ گیٹ پر دو باوردی دربان موجود تھے جو ہر آنے اور جانے والے کو باقاعدہ جھک کر سلام کرتے اور پھر دروازہ کھولتے اور آفیسران بڑے متکبرانہ انداز میں سر کو صرف ہلکا سا خم دے کر آگے بڑھ جاتے جیسے اگر انہوں نے سر کو ذرا سا بھی مزید ہلا دیا تو گردن ٹوٹ جانے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''۔۔۔۔۔۔ عمران نے گیٹ پر پہنچ کر بڑے خشوع و خضوع سے دونوں دربانوں کو سلام کیا تو وہ دونوں چونک کر اس طرح عمران کو دیکھنے لگے جیسے عمران کا تعلق اس زمین کے بجائے کسی اور سیارے سے ہو۔ عمران کے جسم پر گو سوٹ تھا لیکن اس کے چہرے پر جس طرح کی نرمی اور مسکراہٹ تھی ایسی نرمی اور مسکراہٹ آفیسرز کے چہروں پر نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لئے دونوں دربان ایک لمحے میں سمجھ گئے کہ عمران کا تعلق آفیسرز کلاس سے بہرحال نہیں ہے۔

''وعلیکم السلام جناب''۔۔۔۔۔ ان دونوں نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا جناب کا لفظ شاید عمران کے جسم پر سوٹ کی وجہ سے ادا کیا گیا تھا۔

''کیا حال ہیں۔۔۔۔۔ بچے راضی ہیں۔ ناراض تو نہیں ہیں کیونکہ آج کل کے بچے اکثر ناراض ہی رہتے ہیں اس لئے دانشور موجودہ نسل کو ناراض نسل ہی کہتے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں مسکراتے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''جی بچے تو راضی ہیں مگر آپ۔۔۔۔۔۔'' دونوں دربانوں نے چونک کر ہاتھ اٹھا کر اسے اندر جانے سے روکتے ہوئے کہا۔

''میرا کیس ذرا مختلف ہے۔ میں راضی ہوں مگر ڈیڈی مجھ سے ناراض رہتے ہیں۔ ویسے فکر نہ کرو ڈیڈی کی اس ناراضگی کے باوجود خوب گزر رہی ہے۔ اماں بی ڈیڈی کی ناراضگی کے لئے انتہائی کارآمد بریک کا درجہ رکھتی ہیں''۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔

''جناب آپ کلب کے ممبر نہیں ہیں اور کلب میں صرف ممبر ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اگر کسی صاحب سے ملنا ہے تو ادھر گیسٹ روم کی طرف چلے جائیں وہاں موجود اٹنڈنٹ آپ کی ملاقات کرادے گا''۔۔۔۔۔ ایک دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ آفیسرز کلب نہیں ہے''۔۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

''جی۔ جی ہاں''۔۔۔۔۔۔ دونوں دربانوں نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں نے ایک بار پھر عمران کو بغور دیکھنا شروع کیا۔

''تو پھر کیا آفیسرز کے سروں پر سینگ ہوتے ہیں جو تم انہیں دور سے ہی پہچان لیتے ہو''۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جناب ہماری یہاں روزانہ ڈیوٹی ہوتی ہے اس لئے ہم سب کو پہچانتے ہیں اگر آپ بھی آفیسر ہیں تو پھر پہلے آپ سیکرٹری صاحب سے ملیں وہ آپ کو پہلی بار اندر لے جائیں گے۔ یہ یہاں کا قاعدہ ہے جناب''۔۔۔۔۔۔

ایک دربان نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔اب یہ اتفاق تھا کہ اس دوران نہ کوئی اندر جانے کے لئے آیا تھا اور نہ کوئی اندر سے باہر آیا تھا اس لئے عمران اوران دربانوں کے مذاکرات اطمینان سے جاری تھے۔

''کیا میں تمہیں آفیسر نظر آتا ہوں''۔۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا۔

''جج۔۔جی۔۔۔ہم تو غریب ملازم ہیں۔ہم کیا کہہ سکتے ہیں جناب ویسے آپ کے چہرے پر آفیسرانہ شان ابھی پیدا نہیں ہوئی شاید آپ نئے آفیسر ہیں''۔۔۔۔۔۔ایک دربان نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''بہت خوب واقعی اچھی شناخت ہے افسروں کی۔لیکن یار میں ذرا عوامی ٹائپ کا آفیسر ہوں''۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''جی پھر تو آپ بالکل اندر نہیں جاسکتے۔آرمی آفیسر تو گریڈ سترہ تک ہوتے ہیں اور یہ بڑے آفیسرز کا کلب ہے گریڈ اٹھارہ سے اوپر کے آفیسرز کا۔گریڈ سترہ کے آفیسرز کا کلب ادھر دائیں ہاتھ پر ہے جناب''۔۔۔۔۔۔ایک دربان نے اس بار قدرے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''یعنی کلب بھی گریڈوں کے مطابق علیحدہ علیحدہ ہیں حیرت ہے۔'' عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی بڑے آفیسر چھوٹے آفیسروں کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتے ہیں جناب''۔۔۔۔۔۔اس دربان نے کہا اور پھر عمران کوئی جواب دیتا اچانک دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا اور دونوں دربان اس کے سامنے رکوع کے بل جھک گئے۔

''عمران صاحب آپ''۔۔۔۔۔۔۔اس ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو آپ بھی گریڈ اٹھارہ یا اس سے بڑے آفیسر ہیں۔کمال ہے آپ نے پہلے کبھی نہیں بتایا''۔۔۔۔عمران

نے جواب دیا۔یہ ادھیڑ عمر وزارت خارجہ میں چیف آفیسر تھا اور ظاہر ہے عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔

''گریڈ اٹھارہ یا اوپر۔جی میرا گریڈ انیس ہے مگر آپ یہاں کیسے''۔۔۔۔۔۔۔۔چیف آفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اوہ پھر تو آپ واقعی بڑے افسر ہوئے وہ آفیسرانہ شان والے آفیسر ویسے آج مجھے یہ دوانکشافات بیک وقت ہوئے ہیں ایک تو یہ کہ میں افسر بن ہی نہیں سکتا اور دوسرا یہ کہ اگر کسی طرح بن بھی جاؤں تب بھی بڑا افسر تو بہرحال کسی صورت نہیں بن سکتا۔ویسے میں نے واسطی صاحب سے ملنا تھا۔وزارت دفاع کے سپیشل سٹور کے چیف سیکورٹی آفیسر ہیں''۔۔۔۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ چیف آفیسر بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب کم از کم آپ میرے سامنے تو یہ بات نہ کریں۔آپ چاہیں تو اندر موجود سارے افسر آپ کے سامنے قطار بنا کر آپ کو سارا دن سلام کرتے رہیں۔آیئے میرے ساتھ واسطی صاحب کو میں نے دیکھا ہے''۔۔۔۔۔اس نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''اگر اجازت ہو گیٹ افسران صاحب۔ویسے ایک بات ہے گیٹ اور گریڈ کا بس بولنے میں ہی فرق ہے''۔۔۔۔۔۔۔عمران نے مسکراتے
ہوئے دربانوں سے کہا اور وہ دونوں بے اختیار مسکرا دیئے اور عمران تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔اندر واقعی ایک نئی دنیا آباد تھی۔چہروں پر مصنوعی خول چڑھائے کلف لگی گردنوں کے ساتھ بڑے آفیسرز اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ جیتے جاگتے انسانوں کی بجائے کسی میوزیم کے ریک میں لگے ہوئے مجسمے ہوں ایک میز پر واسطی بھی موجود تھا۔

''اوہ۔اوہ عمران صاحب آپ اور یہاں''۔۔۔۔۔۔۔۔واسطی نے عمران کو دیکھتے ہی بے اختیار اٹھ کھڑے

ہوتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ارد گرد بیٹھے ہوئے آفیسرز بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"غلطی سے آگیا ہوں کلف لگائے بغیر۔ بہر حال آؤ کہیں بیٹھتے ہیں تم سے چند باتیں کرنی ہیں لیکن کسی کھلی جگہ پر چلو یہاں تو میرا دم گھٹتا ہے مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے میں کسی قدیم اہرام میں آگیا ہوں جہاں بادشاہوں کی یخ بستہ ممیاں رکھی ہوئی ہوں"۔۔۔۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ آیئے اوپر چھت پر چلتے ہیں"۔۔۔۔۔واسطی نے کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لئے چھت پر آگیا۔یہاں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں لیکن یہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا واسطی نے اوپر آتے ہوئے ویٹر کو کافی کا آرڈر دے دیا تھا اس لئے ان کے وہاں بیٹھتے ہی کافی سرو کر دی گئی۔

"واسطی پہلے تو یہ بتاؤ کہ وزارت دفاع کے سپر سٹور میں کوئی آلہ "آئی ایس سی" بھی ہے یا نہیں"۔۔۔۔۔۔۔عمران نے پوچھا تو واسطی بے اختیار چونک پڑا۔وہ ایک بار پھر غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"جی ہاں پورا سیکشن ہے اس کا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واسطی نے کہا۔

"سیکشن کیا مطلب"۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ انتہائی قیمتی آلہ ہے عمران صاحب۔۔۔۔۔اس کا اصل کام عمارتوں میں موجود ہر قسم کے سائینسی نظام کو جامد کرنا ہے۔لیکن اس کی رینج بے حد وسیع ہوتی ہے۔یہاں سے اگر اس آلے کو آپریٹ کیا جائے تو تین میل دور کسی بھی عمارت میں موجود سائنسی حفاظتی نظام کو جامد کر سکتا ہے۔لیکن وزارت دفاع میں اس کی موجودگی ایک اور وجہ سے ہے اس سے کمپیوٹر گنیں اور کمپیوٹر طیاروں کو جام کیا جاتا ہے اس لئے ان کی کافی تعداد سپیشل سٹور میں موجود ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔واسطی نے تفصیل سے بات

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آلات کہاں کے بنے ہوئے ہیں"۔۔۔۔عمران نے پوچھا

"بنیادی ٹیکنالوجی تو ایکریمیا سے حاصل کی گئی تھی لیکن یہاں ہمارے سائنسدانوں نے انتہائی طویل ریسرچ کے بعد اسے ہمارے موسمی حالات کے مطابق بنایا ہے کیونکہ اس آلے کی کارکردگی میں موسم اور جغرافیائی حالات کا بھی دخل ہوتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔واسطی نے جواب دیا۔

"آپ سپیشل سٹور کے چیف سیکورٹی آفیسر ہیں۔کیا آپ کا خیال ہے کہ سٹور میں سے "آئی ایس سی" چرایا جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا تو واسطی بے اختیار اچھل پڑا۔

"چرایا۔۔۔۔۔اوہ نہیں۔ہر گز نہیں جناب ایسا تو قطعی ناممکن ہے قطعی ناممکن"۔۔۔۔۔۔۔واسطی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر ایسا وزارت دفاع سے متعلق کوئی آدمی چاہے۔مثال کے طور پر تم خود"۔۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"پھر بھی ناممکن ہے اور اس کی وجوہات بھی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔واسطی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے وہ وجوہات بھی بیان کر دیں۔

"ہونہہ واقعی۔۔تمہاری بات درست ہے لیکن یہ آلات کہیں تجربے کے لئے تو لے جائے جاتے ہوں گے"۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"ہاں فوجی مشقوں میں ان پر باقاعدہ کام کیا جاتا ہے۔لیکن پلیز اب آپ مجھے بتا دیں کہ آخر آپ یہ انکوائری کیوں کر رہے ہیں۔ورنہ میرا دماغ پھٹ جائے گا"۔۔۔۔۔واسطی نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ایک خفیہ اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا کی کوئی خفیہ تنظیم کسی اسلامی ملک کے

خفیہ ایٹمی ریسرچ سینٹر کو تباہ کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے پاکیشیا کا بنا ہوا ''آئی ایس سی'' استعمال کیا جائے گا اور یہ آلہ وزارت دفاع کے سپر سٹور سے ہی اڑایا جائے گا اور یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ ایسا کرنے والا کوئی پاکیشیائی

ہے جس کا کوڈ نام رازی ہے اس کا تعلق پاکیشیا کی وزارت دفاع سے ہی ہے اور اس کے متعلق صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ غیر شادی شدہ ہے اور اکیلا رہتا ہے۔ چنانچہ چیف نے مجھے یہ کام دیا ہے کہ میں اس رازی کو ٹریس کروں''۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کیونکہ واسطی کو وہ طویل عرصے سے جانتا تھا واسطی انتہائی محب وطن اور دیانتدار آدمی تھا۔ اس لئے عمران نے اسے بلا کم و کاست سب کچھ بتا دیا تھا۔

''رازی یہ نام تو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سنا''۔۔۔۔۔۔۔ واسطی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ایسے آدمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو جو اس پوزیشن میں ہوں کہ ''آئی ایس سی'' کو کسی بھی انداز میں حاصل کر سکتے ہوں اور غیر شادی شدہ ہوں''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ایسے افراد صرف دو ہیں عمران صاحب۔ لیکن یہ دونوں ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا تر ہیں ایک تو سٹور انچارج افضل ہے اور دوسرا آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی اعظم رحمانی۔ یہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں اور ان پر شک کیا جا سکتا ہے کہ یہ کسی طرح اس آلے تک پہنچ سکتے ہیں''۔۔۔۔۔۔۔ واسطی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''یہ دونوں کہاں رہتے ہیں''۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو واسطی نے ان کے گھروں کے پتے بتا دیئے۔

''اوکے اب میں چلتا ہوں مجھے اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں ہے

کہ یہ بات چیت آؤٹ نہیں ہو گی''۔۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں عمران صاحب''۔۔۔۔۔ واسطی نے جواب دیا اور پھر وہ عمران کو کلب کے گیٹ تک

چھوڑنے آیا اور عمران کار لئے وہاں سے سیدھا دانش منزل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ان دونوں کی اب وہ خصوصی طور پر نگرانی کرائے گا۔

کار ایک کوٹھی کے پھاٹک پر رکی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے باوردی ڈرائیور نے تین بار ہارن بجایا تو کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور خاموشی سے کار اندر لے گیا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے اس لئے باہر سے اندر کا منظر نظر نہ آ سکتا تھا۔ کار کوٹھی کے پورچ میں جا کر رکی اور پھر ڈرائیور تیزی سے نیچے اترا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عقبی دروازہ کھول دیا دوسرے لمحے عقبی سیٹ سے ایک نوجوان اور خوبصورت عورت باہر نکلی اس کے جسم پر خاصا قیمتی لباس تھا وہ خاموشی سے چلتی ہوئی کوٹھی کے اندر ایک کمرے میں پہنچی اور اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس میز پر رکھا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس شوبرا کلب''۔۔۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مادام مارتھا سے بات کراؤ میں نازی بول رہی ہوں''۔۔۔۔۔۔ اس عورت نے کہا۔

''یس میڈم ہولڈ آن کریں''۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''ہیلو نازی کیا بات ہے''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بولنے والی کے لہجے میں تحکم تھا۔

''مادام آپ فوراً میرے پاس آ جائیں میں نے آپ سے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے مشن مڈنائٹ کے بارے میں''۔۔۔۔۔۔ نازی نے جواب دیا۔

''اوہ اچھا میں آ رہی ہوں''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور نازی نے رسیور رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے میز کی سائڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

''یس میڈم''۔۔۔۔ایک نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مادام مارتھا آرہی ہیں انہیں میرے پاس لے آنا''۔۔۔نازی نے کہا اور نوجوان سر جھکائے باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سن کر وہ بے اختیار سیدھی ہو کر بیٹھ گئی پھر گیٹ کھلنے اور کار پورچ میں آکر رکنے کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد دروازے پر ایک بھاری جسم کی ادھیڑ عمر عورت نظر آئی تو نازی بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''کیا بات ہے نازی تم نے پہلے تو کبھی ایسی کال نہیں کی تھی۔''

آنے والی جو مادام مارتھا تھی قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''میں بتاتی ہوں''۔۔۔۔نازی نے کہا اور اٹھ کر اس نے پہلے تو ڈرائینگ روم کا دروازہ بند کیا اور پھر سوئچ پینل پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔

''رازی کو تلاش کیا جارہا ہے''۔۔۔۔نازی نے مادام مارتھا کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو مادام مارتھا بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا۔کیا کہہ رہی ہو کون تلاش کر رہا ہے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا''۔۔۔۔۔مادام مارتھا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مادام آج میں کلب میں واسطی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ علی عمران اچانک اندر آگیا واسطی اسے دیکھ کر بے حد پریشان ہو گیا پھر عمران اسے لے کر اوپر چھت پر چلا گیا میں بھی عمران کو دیکھ کر چونک پڑی تھی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے اس کی کلب میں اس طرح اچانک آمد اور پھر واسطی کو اس طرح اوپر علیحدہ لے جانے سے میں بھی پریشان ہو گئی میرے پرس میں وائڈ رینج وائس کیچر موجود تھا۔میں اوپر گئی اور پھر ایک جگہ مجھے ایسا روشندان مل گیا جہاں میں نے وہ وائس کیچر لگا دیا اور خود واپس

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

آگئی کافی دیر بعد وہ دونوں نیچے آئے اور پھر واسطی اسے گیٹ تک چھوڑنے چلا گیا۔واپسی پر میں نے ویسے ہی واسطی سے اس کے بارے میں پوچھا تو واسطی ٹال گیا لیکن وہ بے حد پریشان اور الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور پھر وہ معذرت کر کے جلدی چلا گیا۔حالانکہ پہلے اس کا میرے ساتھ

وعدہ تھا کہ وہ مجھے نائٹ کلب بھی لے جائے گا بہر حال میں نے جا کر وہ وائس کیچر اٹھایا اور اسے ایک باتھ روم میں جا کر جب میں نے سنا تو ساری بات چیت سامنے آگئی اس لئے میں نے آپ کو بلایا ہے آپ بھی یہ سن لیں اور اس کے بعد بتائیں کہ اب کیا لائحہ عمل ہم نے اختیار کرنا ہے۔'' نازی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور مادام مارتھا کا چہرہ تفصیل سن کر بے اختیار سکڑ گیا۔

''کیا کیا باتیں ہوئی ہیں ان دونوں کے درمیان۔'' مادام مارتھا نے کہا اور نازی نے ساتھ ہی صوفے پر پڑا ہوا اپنا بڑا مگر قیمتی پرس اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے میز پر رکھ دیا اور دوسرے لمحے اس میں سے ایک آواز سنائی دی۔

''واسطی پہلے تو یہ بتاؤ کہ وزارت دفاع کے سپر سٹور میں کوئی آلہ ''آئی ایس سی'' بھی ہے یا نہیں''۔۔۔۔۔ایک آواز سنائی دی۔

''یہ علی عمران کی آواز ہے۔''۔۔۔۔۔۔۔۔۔نازی نے کہا تو مادام مارتھا نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر عمران اور واسطی کے درمیان ہونے والی بات چیت انتہائی صاف اور واضح طور پر مادام مارتھا سنتی رہی اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے چہرے پر سختی کا تاثر ابھر آیا تھا اور آنکھیں سکڑ سی گئی تھی جب گفتگو ختم ہوئی تو نازی نے باکس کا بٹن آف کر دیا۔

''ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن نہ صرف لیک آؤٹ ہو چکا ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب اس کے خلاف کام بھی کر رہی

ہے"۔۔۔مادام مارتھا نے کہا۔

"یس مادام اور میں حیران ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آخر کس نے یہ اطلاع دی ہوگی اور وہ بھی ایسی واضح کہ انہیں میرے کوڈ نام کا بھی علم ہے"۔۔۔۔۔نازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو وہ رازی کسی مرد کو سمجھ رہے ہیں لیکن یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں۔اب یہ بھوت کی طرح اس کام کے پیچھے لگ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ تمام "آئی ایس سی" وہ فوری طور پر اپنی تحویل میں لے لیں۔اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں چیف سے بات کر لینی چاہئے یہ انتہائی نازک معاملہ ہے"۔۔۔۔مادام مارتھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔۔رابطہ قائم ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی مگر لہجہ خشک سا تھا۔

"ایس ون سے بات کراؤ میں ایس ٹو بول رہی ہوں"۔۔۔۔مارتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل نمبر پر کال کریں"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے اسی طرح خشک لہجے میں کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔مارتھا نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پلیز"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے اس بار ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایس ٹو"۔۔۔۔مارتھا نے کہا۔

"ہولڈ کریں"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ایس ون اٹنڈنگ"۔۔۔۔بولنے والے کا لہجہ نارمل تھا جس میں نہ ہی کسی دلچسپی کا کوئی عنصر تھا اور نہ بیزاری تھی اور جواب میں مارتھا نے نازی سے ملنے والی تمام تفصیل سنا دی۔

"وہ گفتگو مجھے سناؤ"۔۔۔۔ایس ون نے کہا اور مارتھا کے اشارے پر نازی نے باکس کا بٹن دبایا تو عمران کی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی اس باکس میں آٹو ریوائنڈ سسٹم موجود تھا اس لئے جیسے ہی اندر موجود مخصوص ٹیپ کو آف کیا جاتا وہ خود بخود ریوائنڈ ہو جاتی تھی۔گفتگو ہوتی رہی اور نازی اور مارتھا دونوں خاموش بیٹھی رہیں جب گفتگو ختم ہو گئی تو نازی نے باکس کا بٹن آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پورا مشن ہی لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس چیف اور یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ایسا کیسے ہو گیا"۔۔۔۔۔۔۔مارتھا نے کہا۔

"وہ تو معلوم کر لیا جائے گا لیکن "آئی ایس سی" بہر حال حاصل کرنا ہے۔یہ انتہائی اہم ترین مشن ہے اور اسے ہر قیمت اور ہر صورت میں بہر حال مکمل کیا جانا ہے اس لئے اب لمبی بات ختم کر دو اور شارٹ پلاننگ کرو"۔۔۔۔۔۔چیف نے کہا۔

"آپ ہدایات دیں"۔۔۔۔۔مارتھا نے کہا۔

"نازی کے ذریعے واسطی کو اغوا کراؤ اس سے اس سٹور کے بارے میں تمام معلومات حاصل کرو اور آج رات اس سٹور میں نقب لگاؤ چاہے اس کے لئے تمہیں پوری عمارت کو ہی کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑے اور "آئی ایس سی" حاصل کرو صبح تک "آئی ایس سی" بہر حال ہمارے پاس پہنچ جانا چاہیئے اس کے لئے جو قیمت بھی ادا کرنی پڑے پرواہ نہ کرو"۔۔۔۔۔چیف نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ سپیشل گروپ کو آگے لے آیا جائے۔"۔مارتھا نے کہا۔

"ہاں اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے اب کام فوری اور تیز ہونا چاہیے"۔۔۔چیف نے کہا۔

"یس چیف ایسا ہی ہو گا"۔۔۔۔۔۔۔مارتھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"معاملات خراب ہو گئے ہیں مادام مارتھا"۔۔۔۔۔نازی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"نہیں ابھی وقت ہے عمران واسطی کی طرف سے مطمئن ہے اس لئے وہ اس کی نگرانی نہ کرائے گا اس لئے اسے آسانی سے اغوا کیا جا سکتا ہے اور بعد میں کوئی ہم پر شک بھی نہ کر سکے گا تم ایسا کرو واسطی کو سپیشل گروپ ہیڈ کوارٹر میں لے آؤ میں وہاں جا رہی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔۔

مادام مارتھا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ نہ آئے کیوں نہ اسے اغوا کرا لیا جائے اس طرح معاملات خفیہ رہیں گے"۔۔۔ نازی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں سپیشل گروپ کا آفیسرز کالونی میں جانا ٹھیک نہیں ہے تم جاؤ تم پر کوئی شک نہ کرے گا تم وہاں آتی جاتی رہتی ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔ مادام مارتھا نے سخت لہجے میں کہا اور نازی نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر وہ مادام مارتھا کو اس کی کار تک چھوڑنے گئی اور جب مادام مارتھا کی کار پھاٹک سے باہر چلی گئی تو وہ واپس اسی کمرے میں آئی اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی"۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور نازی اس کی آواز پہچان گئی یہ واسطی کا ملازم تھا۔

"واسطی صاحب سے بات کراؤ میں ان کی سیکرٹری رفعت بول رہی ہوں"۔۔۔۔ نازی نے کہا۔ وہ واقعی واسطی کی لیڈی سیکرٹری تھی اور وہاں اس کا نام رفعت تھا۔ واسطی شادی شدہ آدمی تھا لیکن نازی نے اسے شیشے میں اتار لیا تھا حالانکہ نازی کو وہاں لیڈی سیکرٹری تعینات ہوئے ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزرا تھا یہ تعیناتی مادام مارتھا نے اپنے ذرائع سے کرائی تھی۔ نازی مادام مارتھا کے گروپ کی ممبر تھی اور اس کے ذمے ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ وہ واسطی سے سپیشل سٹور کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کرے لیکن درمیان میں

اس عمران کے اچانک آ جانے کی وجہ سے کام میں گڑبڑ ہو گئی تھی۔

"ہیلو"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد واسطی کی آواز سنائی دی۔

"رفعت بول رہی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ نازی نے بڑے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ تم اس وقت خیریت"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے واسطی نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ رفعت نے آج سے پہلے کبھی اس کی رہائش گاہ پر فون نہیں کیا تھا۔

"ڈیئر ایک اہم مسئلے پر تم سے فوری بات کرنی ہے"۔۔۔۔۔۔ نازی نے کہا۔

"کیسی بات"۔۔۔۔۔ واسطی نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"دفتر کا ایک آدمی مجھے ملا ہے اس نے اپنا نام افضل خان بتایا ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ سیکشن آفیسر ہے حالانکہ میں نے تو اسے کبھی نہیں دیکھا وہ کہتا ہے کہ اگر واسطی صاحب سے میں اسے ملوا دوں تو اس میں واسطی صاحب کا ہی فائدہ ہے اس کے بے حد اصرار پر میں نے تمہیں فون کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ کسی راز کے سلسلے میں کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے"۔۔۔۔۔ نازی نے کہا۔

"سیکشن آفیسر افضل خان۔ اوہ اوہ پچھلے دنوں دو نئے سیکشن آفیسر بھرتی تو ہوئے ہیں مجھے ان کے ناموں کا علم نہیں تھا وہ کہاں ہے اس وقت"۔۔۔۔۔۔ واسطی نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے مکان پر۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ واسطی صاحب سے میں نے خفیہ طور پر ملنا ہے اگر کسی کو اس ملاقات کا پتہ چل گیا تو پھر اس کی اور واسطی صاحب کی خیر نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔۔ نازی نے جواب دیا۔

"اچھا میں آ رہا ہوں۔ تم اسے بٹھاؤ جانے نہ دینا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے واسطی نے کہا اور نازی نے رسیور رکھا اور پھر ملازم کو بلا کر اس نے اسے خاص ہدایات دینا شروع کر دیں۔ وہ واسطی کو یہاں سے بے ہوش کر

کے سیکشن تھری کے ہیڈ کوارٹر لے جانا چاہتی تھی۔

عمران نے ابھی ناشتہ ختم کر کے میز پر رکھے ہوئے اخبارات کے بنڈل کے طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا کیونکہ اخبارات کا تفصیلی مطالعہ کرنا اس کی عادت میں شامل تھا اور اس موقع پر کسی قسم کی ڈسٹربنس اسے کبھی پسند نہ آتی تھی۔

”یہ صبح صبح کیسے آپ کو خیال آگیا کہ کسی شریف آدمی کو تنگ کیا جائے“۔۔۔۔۔۔عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

”عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں“۔۔۔۔دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”واہ اس کا مطلب ہے کہ آج کا دن اچھا گزرے گا۔ بالکل طاہر کی طرح پاک صاف“۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وزارت دفاع کی عمارت میں تخریب کاری کی گئی ہے۔ عمارت

میں بم دھماکے ہوئے ہیں“۔۔۔۔بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کیا واقعی“۔۔۔عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں ابھی مجھے سرکاری طور پر رپورٹ دی گئی ہے“۔۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری بیڈ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کام کر گئے اور ہم صرف نگرانی کرتے رہ گئے۔ ٹھیک ہے میں جارہا ہوں وہاں“۔۔عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ یہ خبر ایسی ہولناک تھی کہ اسے اخبارات وغیرہ سب بھول گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے وزارت دفاع کی اس خصوصی عمارت کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی جہاں سپیشل سٹور تھا۔ لیکن عمارت سے

کافی فاصلے پر اسے روک دیا گیا۔ چاروں طرف فوج پھیلی ہوئی تھی اور اعلیٰ سرکاری آفیسر کی گاڑیاں تیزی سے آجا رہی تھیں۔

”آپ واپس جائیں پلیز۔ راستہ بند ہے۔ یہاں ایک تخریب کاری کی واردات ہوئی ہے“۔۔۔۔اسے روکنے والے فوج کے کیپٹن نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

”کون کون سے سرکاری آفیسران وہاں موجود ہیں۔ کیا سیکرٹری وزارت خارجہ موجود ہیں“۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں سارے ہی سیکرٹری صاحبان موجود ہیں“۔۔۔۔۔کیپٹن نے جواب دیا۔

”تو اگر وہاں سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان موجود ہوں تو انہیں کہو کہ علی عمران آیا ہے“۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

”جی بہتر میں معلوم کرتا ہوں“۔۔۔۔۔۔۔کیپٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی واپسی تقریباً دس منٹ بعد ہوئی۔

”سر آپ جا سکتے ہیں“۔۔۔۔کیپٹن نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”شکریہ“۔۔۔۔عمران نے کہا اور پھر جیسے ہی رکاوٹ والی راڈ ہٹائی گئی عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ عمارت واقعی آدھے سے زیادہ تباہ ہو چکی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پر انتہائی طاقتور بموں کی بارش کی گئی ہو وہاں فوج کے اعلیٰ افسران کے ساتھ ساتھ سول حکام بھی موجود تھے عمران نے کار ایک طرف روکی اور پھر ایک طرف موجود سر سلطان کی طرف بڑھ گیا۔ سر سلطان اسے دیکھ کر باقی حکام سے ہٹ کر اس کی طرف بڑھ آئے۔

”تم یہاں کیسے آئے ہو۔ کیا تمہاری سروس کا کوئی کیس ہے“۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں یہ وہی کیس ہے جس کے لئے کرنل فریدی نے خط بھیجا تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ روٹین کی تخریب کاری ہے۔اس کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے۔ویری گڈ"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"تفصیل کیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ میں تمہیں انچارج سے ملواتا ہوں۔وہ تمہیں تفصیل بتائے گا۔میں تو صرف رسمی طور پر آیا تھا"۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور واپس مڑ گئے۔عمران بھی خاموشی سے ان کے پیچھے چل پڑا۔

"کرنل شہباز۔یہ علی عمران صاحب ہیں۔سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی اور علی عمران صاحب یہ کرنل شہباز ہیں۔وزارت دفاع کے چیف آپریشنل انچارج"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے عمران کا تعارف ایک ادھیڑ عمر کرنل سے کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔یس سر"۔۔ کرنل شہباز سیکرٹ سروس کے حوالے کے ساتھ ساتھ سر سلطان جیسے اعلیٰ ترین آفیسر کے منہ سے علی عمران کے لئے باعزت لہجہ سن کر بے حد مرعوب نظر آ رہا تھا۔

"کیا آپ مجھے تفصیل بتائیں گے کہ یہ سب کیسے ہوا"۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر دھماکوں کے فوراً بعد ہی مجھے اطلاع مل گئی۔میں یہاں پہنچ گیا اور اب تک کی انکوائری سے جو کچھ معلوم ہوا ہے۔اس سے پتہ چلا ہے کہ ایک جیب میں سوار ملٹری آفیسرز یہاں پہنچے۔انہوں نے چیک پوسٹ ہر موجود عملے کو شاید سائیلنسر لگے ریوالور کی گولیوں سے ہلاک

کر دیا کیونکہ یہاں کسی نے فائرنگ کی آوازیں نہ سنی تھیں۔پھر ان لوگوں نے یہاں آتے ہی خون کی ہولی کھیل ڈالی۔یہاں موجود دس افراد کو گولیوں سے اڑا دیا۔اس کے بعد یہاں بموں کے خوفناک دھماکے

ہوئے۔پھر وہ جیپ میں بیٹھ کر چلے گئے۔چار افراد تھے۔انہوں نے ملٹری آفیسرز کی یونیفارمز پہن رکھی تھیں۔ویسے یہ بم خاص قسم کے تھے کیونکہ انہوں نے سپیشل سٹور کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں۔اب تک جو چیکنگ ہوئی ہے۔اس کے مطابق ایک اہم آلہ "آئی ایس سی" غائب ہے۔باقی کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا۔ایک آدمی مرنے کے بجائے شدید زخمی ہو گیا اس نے ہی ان کے جانے کے بعد مجھے فون کیا اور پھر میں نے یہاں پہنچتے ہی اسے خود ہسپتال پہنچایا۔وہاں اس نے یہ بیان دیا ہے اور اس کے بعد وہ بھی مر گیا ہے"۔۔۔ کرنل شہباز نے کہا۔

"کتنے "آئی ایس سی" یہاں موجود تھے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"چھ جناب"۔۔۔۔ کرنل نے جواب دیا۔

"ایک لے آئیں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ وہ کیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو کرنل نے اپنے ایک ساتھی کو بلا کر اسے احکام دیئے اور تھوڑی دیر بعد ایک بریف کیس نما باکس وہاں لایا گیا۔جس پر بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے۔عمران نے اسے غور سے دیکھا اور پھر واپس بھجوا دیا۔

"ٹھیک ہے۔اس جیپ کے بارے میں مزید کوئی معلومات۔"

عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ابھی تک تو کچھ معلوم نہیں ہو سکا"۔۔ کرنل شہباز نے جواب دیا۔

"او کے سر سلطان اب مجھے اجازت دیں"۔۔۔۔۔ عمران نے سر سلطان سے کہا اور پھر تیزی سے واپس ایک طرف موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"کیا نقصان ہوا ہے وہاں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"وہ لوگ کام دکھا گئے ہیں۔" "آئی ایس سی" غائب ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے تصور بھی نہ تھا کہ اس طرح وہ لوگ ڈائریکٹ ایکشن لے کر اپنا مقصد حاصل کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"واسطی صاحب سے بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی وہ تو رات کے گئے ہوئے ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے۔ بیگم صاحبہ بھی پریشان ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ہیلو کون صاحب"۔۔۔ اسی لمحے دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں واسطی صاحب کا دوست ہوں عمران۔ واسطی صاحب کہاں ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بولنے والی واسطی کی بیگم ہے۔ چونکہ وہ کبھی ان کے گھر نہ گیا تھا اس لئے بیگم اسے نہ جانتی تھی۔

"وہ کلب سے جلدی واپس آ گئے تھے۔ پھر رات گئے ان کی لیڈی سیکرٹری کا فون آیا۔ انہوں نے فون سنا اور مجھے یہ کہہ کر چلے گئے کہ ایک اہم سرکاری کام کے لئے جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں واپس آ جائیں گے لیکن اب تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ میں نے آفس بھی فون کیا ہے لیکن وہاں بھی وہ نہیں پہنچے"۔۔۔۔۔ بیگم واسطی نے جواب دیا۔

"ان کی لیڈی سیکرٹری کون ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے ملازم نے بتایا تھا کہ ان کی لیڈی سیکرٹری رفعت کا فون آیا تھا۔ واسطی صاحب دفتر کی باتیں تو گھر میں نہیں کرتے"۔۔۔ بیگم نے جواب دیا۔

"اوہ اوکے۔ شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"وزارت دفاع کے سپیشل سٹور کو بموں سے توڑ کر وہاں سے ایک انتہائی اہم سائینسی آلہ جسے "آئی ایس سی" کہا جاتا ہے اور جو بالکل ایک باکس کی شکل کا ہے جس پر بٹن لگے ہوئے ہیں چرا لیا گیا ہے۔ پوری ٹیم کو اس باکس کی تلاش پر لگا دو۔ مکمل طور پر ائیر پورٹ ریلوے اسٹیشن اور دوسرے ان تمام راستوں پر جہاں سے دارالحکومت سے باہر نکلا جا سکے۔ سب کو چیک کرو"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹائیگر اٹینڈنگ"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ عمران کا اندازہ درست تھا کہ ٹائیگر اتنی صبح اپنے کمرے سے باہر نہ گیا ہو گا۔ اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر کے بجائے فون استعمال کیا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"رات کسی وقت وزارت دفاع کے سپیشل سٹور کو بموں سے توڑ کر وہاں سے ایک سائنسی آلہ چرایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایک جیپ وہاں گئی ہے جس پر چار آدمی جنہوں نے ملٹری آفیسرز کی یونیفارمز پہنی ہوئی تھیں سوار تھے۔ انہوں نے چیک پوسٹ پر سائیلنسر لگے ہتھیاروں سے حملہ کر کے سب کو ہلاک کیا اور پھر

اصل

عمارت میں بھی بے تحاشہ فائرنگ کر کے سب کو ختم کر دیا۔اس کے بعد مخصوص ساخت کے بموں سے سٹور کی دیوار توڑ کر وہ ایک اہم سائنسی آلہ چرا کر لے گئے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ مجرموں نے اس کے لئے کسی مقامی گروپ کی خدمات حاصل کی ہوں۔اس لئے تم فوری طور پر اپنے رابطوں کو چیک کراؤ''۔۔۔۔عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''۔۔۔۔۔۔ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''پی۔اے ٹو سیکرٹری خارجہ''۔۔۔دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔سر سلطان ہیں''۔۔۔عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔کیونکہ وہ ذہنی طور پر خاصا الجھا ہوا تھا۔

''جی ہاں جناب ابھی تشریف لائے ہیں۔ہولڈ آن کریں۔'' دوسری طرف سے پی۔اے نے جواب دیا۔وہ بھی عمران کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔اس لئے جب تک عمران خود مذاق نہ کرتے وہ بھی سنجیدہ رہتا تھا۔

''ہیلو''۔۔۔۔چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں جناب۔وزارت دفاع کا آفیسر واسطی کل رات سے غائب ہے۔وہ اس سپیشل سٹور کا چیف سیکورٹی آفیسر تھا۔اس کی بیگم نے بتایا ہے کہ رات کو اس کی لیڈی سیکرٹری کا فون آیا تھا اور واسطی اپنی بیگم کو یہ کہہ کر کہ ایک ضروری سرکاری کام ہے وہ ابھی

واپس آرہا ہے مگر ابھی تک واپس نہیں آیا''۔۔۔عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو کیا یہ واسطی مجرموں سے ملا ہوا تھا''۔۔۔۔۔سر سلطان نے کہا۔

''نہیں واسطی کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔وہ انتہائی ایماندار اور فرض شناس آدمی ہے۔میری کل شام اس سے آفیسرز کلب میں ملاقات بھی ہوئی تھی۔میرا خیال ہے کہ مجرموں تک اس بات کی اطلاع پہنچ گئی ہو گی کہ میں نے اس سے ملاقات کی ہے۔اس لئے اسے اغوا کیا گیا ہو گا تاکہ ہمارے درمیان ہونے والی بات چیت معلوم کی جاسکے۔لیکن اگر واقعی فون اس کی لیڈی سیکرٹری نے کیا تھا تو پھر یہ لیڈی سیکرٹری یقیناً مجروں کی آلہ کار ہے۔اس کی مدد سے مجرموں تک پہنچا جا سکتا ہے۔وزارت دفاع میں اس وقت ہنگامی صورت حال ہے اس لئے آپ اپنے ذرائع استعمال کرتے ہوئے واسطی کی لیڈی سیکرٹری کے بارے میں معلومات فوری طور پر حاصل کر کے مجھے دانش منزل کے فون پر اطلاع دے دیں۔آپ کی وجہ سے کام جلدی ہو جائے گا''۔۔۔۔۔۔۔عمران نے تفصل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس کے لئے اتنی لمبی چوڑی تفصیل بتانے کی کیا ضرورت تھی۔تم مختصر طور پر بھی کہہ سکتے تھے کہ لیڈی سیکرٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں''۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے سوچا کہیں آپ اس لیڈی سیکرٹری کی تلاش سے کوئی اور

مطلب نہ سمجھ لیں''۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''ہاں بات تو ٹھیک ہے۔واقعی میں یہی سمجھتا اور ہو سکتا ہے کہ میں بھابھی کو اطلاع بھی کر دیتا کہ مبارک ہو۔لڑکا اب خود تلاش پر لگ گیا ہے''۔۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران جو ظاہر ہے کوئی پھڑ کتا ہوا جواب دینے کے لیے ابھی منہ کھول ہی رہا تھا کہ اسے بغیر بولے ہی منہ بند کرنا پڑا اور اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کرنل فریدی کو اس چوری کی اطلاع کر دینی چاہیئے تاکہ اگر یہ لوگ یہ آلہ یہاں سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو وہ ہوشیار رہے''۔۔۔بلیک زیرو نے چند لمحوں تک کی خاموشی کے بعد کہا۔

''وہ تمام اسلامی ممالک کی متحدہ سیکورٹی کا چیف ہے اور پاکیشیا بھی اسلامی ملک ہے۔اس لحاظ سے تم اگر چیف ہو تو وہ سر چیف اور جب خالی خولی چیف کو ناکامی کی اطلاع دیتے ہوئے دل دھڑکنے لگتا ہے۔رنگ زرد پڑ جاتا ہے اور آنکھیں پھٹنے لگتی ہیں تو سر چیف کو ناکامی کی اطلاع دیتے ہوئے کیا حال ہو گا۔اس لئے سوری میں تو یہ رسک نہیں لے سکتا''۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''ویسے ایک بات ہے عمران صاحب کرنل فریدی صاحب نے
سیٹ خوب حاصل کر لی ہے۔میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ وہ کافرستان میں اپنے آپ کو ضائع کر رہے ہیں۔ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کا فیلڈ وسیع ہونا چاہیئے اور اب انہوں نے واقعی اپنی صلاحیتوں کے لئے وسیع فیلڈ حاصل کر لیا ہے''۔۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ کرنل فریدی نے واقعی انتہائی ذہانت سے ساری پلاننگ کی ہے۔کم از کم اس قدر ذہانت سے منصوبہ بندی میرے بس میں نہ تھی کہ وہ حکومت کافرستان کا شہری بھی رہ گیا اور حکومت کافرستان سے الگ بھی ہو گیا''۔۔۔عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''۔۔۔۔۔عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں سر''۔۔۔دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''یس کیا رپورٹ ہے''۔۔۔۔عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

''سر وہ جیپ جس پر رات مجرموں نے واردات کی ہے۔تلاش کر لی گئی ہے۔صدیقی اور خاور کے ذمے میں

نے یہ ڈیوٹی لگائی تھی اور ابھی صدیقی نے رپورٹ دی ہے کہ انہوں نے اس جیپ کے ٹائریوں کے نشانات جا کر وزارت دفاع کے عمارت کے باہر چیک کیے ٹائروں سے انہیں معلوم ہوا کہ یہ اینگلر جیپ کے ٹائر تھے۔جو کہ مخصوص
ساخت کے ہوتے ہیں۔چنانچہ انہوں نے اینگلر جیپوں کو ٹریس کرنا شروع کر دیا اور پھر انہیں اس تلاش میں کامیابی ہو گئی۔جیپ وزارت دفاع کی اس عمارت سے دس کلو میٹر شمال کی طرف درختوں کے ایک ذخیرے میں کھڑی پائی گئی ہے۔اس میں ملٹری یونیفارمز بھی پڑی ہوئی ہیں لیکن انہیں جو سب سے حیرت انگیز چیز وہاں ملی ہے وہ لیڈیز بیگ ہے۔جس میں لیڈیز میک اپ کے سامان کے ساتھ ساتھ ایک کارڈ بھی موجود ہے اور اس کارڈ پر کسی نامعلوم پرندے کی تصویر بنی ہوئی ہے۔میں نے صدیقی کو کہہ دیا ہے کہ وہ یہ بیگ دانش منزل پر پہنچا دے''۔۔۔جولیا نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''جیپ اور ملٹری یونیفارمز کے بارے میں بھی تحقیقات کراؤ اور اس کار کو بھی ٹریس کراؤ۔لیکن اصل توجہ اس آلے کی بازیابی پر رکھو''۔۔۔۔۔عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس''۔۔دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''لیڈیز بیگ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لیڈی سیکرٹری براہ راست اس واردات میں ملوث ہے''۔عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد مخصوص سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو چونک پڑا۔اس نے میز کے کنارے لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بٹنوں میں سے دو بٹن پریس کیے تو سیٹی کی
آواز سنائی دینی بند ہو گئی۔چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک لیڈیز ہینڈ بیگ نکال کر اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''کاش اس سسٹم کے تحت کبھی کوئی لیڈی بھی ساتھ آسکتی۔'' عمران نے لیڈیز ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''بمعہ جوتیوں کے تو آسکتی ہے''۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران بلیک زیرو کے اس بے ساختہ اور خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دیا۔اس نے ہینڈ بیگ کو کھولا اور اس کا سامان میز پر پلٹ دیا۔ لیڈیز میک اپ کا سامان۔ٹشو پیپرز اور اس کے ساتھ ہی ایک سفید رنگ کا کارڈ میز پر گرا۔عمران نے بیگ کو اندر سے چیک کرنا شروع کر دیا۔اس کا خیال تھا کہ شاید اندر کوئی خفیہ خانہ بنا ہوا ہو۔لیکن ایسا کوئی خانہ نہ تھا۔ اس نے بیگ کو الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا اور پھر وہ اس پر لگے ہوئے مخصوص کمپنی کے سٹیکر کو پڑھنے لگا یہ دارالحکومت کے ایک فیشن ایبل علاقے کے ایک بڑے مشہور سٹور سے خریدا گیا تھا۔اس دکان کا بھی سٹکر بیگ پر لگا ہوا تھا۔اس نے بیگ رکھا اور میک اپ کے سامان کو چیک کرنے لگا لیکن وہ عام سا سامان تھا اور آدھے سے زیادہ استعمال شدہ تھا۔ پھر اس نے کارڈ اٹھایا۔کارڈ سفید کاغذ کا تھا۔جس کے بارڈر پر باریک سی سنہری لائن تھی۔درمیان میں ایک پرندے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔وہ غور سے اس پرندے کو دیکھتا رہا۔

''یہ وسٹیام پرندہ ہے''۔۔۔عمران نے چند لمحوں بعد کہا۔

''وسٹیام۔یہ تو بالکل ہی نیا نام ہے''۔۔بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''یہ ایکریمی ریاست باجورا کا پرندہ ہے۔جب یہ ریاست گھنے جنگلات کی صورت میں تھی تو یہ پرندہ وہاں کثرت سے ہوتا تھا لیکن پھر جنگلات کے ساتھ ساتھ اس کی نسل بھی معدوم ہو گئی۔وہاں کا مقامی پرندہ ہے اور چونکہ اس میں کوئی ایسی خصوصیت نہ تھی جو اسے عالمگیر شہرت دے سکے۔اس لئے اس ریاست سے باہر کم ہی لوگ اس کے بارے میں جانتے ہیں۔میں نے اس کی تصویر انسائیکلو پیڈیا میں دیکھی تھی''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کارڈ بلیک زیرو کی طرف بڑھا کر اس نے بیگ کو اپنے سامنے رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر

اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔اس کی نظریں بیگ پر لگے ہوئے سٹکر پر جمی ہوئی تھیں۔

''شان شاپنگ سنٹر''۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''منیجر سے بات کرائیں۔میں ایس پی سپیشل پولیس بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔۔عمران نے پولیس والوں کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جی صاحب میں منیجر انعام احمد بول رہا ہوں۔'' ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

''آپ کی دکان سے ایک لیڈیز ہینڈ بیگ فروخت ہوا ہے اور وہ ایک انتہائی سنگین واردات میں استعمال کیا گیا ہے۔اس بیگ پر آپ کی دکان کا سٹکر بھی موجود ہے۔کیا آپ اس سلسلے میں پولیس سے کوئی تعاون کر سکتے ہیں''۔۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''اوہ یس سر۔پولیس سے تعاون تو ہمارا فرض ہے۔سٹکر کے دائیں کونے پر نمبر موجود ہو گا۔آپ وہ نمبر بتا دیں۔کمپیوٹر سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لیڈیز بیگ کب فروخت کیا گیا''۔۔۔۔منیجر نے جواب دیا۔

''تاریخ نہیں خریدار کے بارے میں کچھ بتائیں''۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''خریدار کے بارے میں تو جناب ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔کیونکہ ہمارے ملک میں تو خریداروں کے نام کور جسٹر کرانے کا کوئی رواج نہیں ہے۔ویسے آپ نمبر بتا دیں۔میں تاریخ فروخت معلوم کر کے اس مخصوص کاؤنٹر سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔شاید کچھ معلوم ہو جائے''۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نمبر چار ہزار آٹھ سو اٹھارہ درج ہے''۔۔۔۔۔عمران نے باریک حرفوں میں چھپے نمبر کو پڑھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔آپ اپنا فون نمبر بتا دیجئے میں معلومات کر کے آپ کو اطلاع کرتا ہوں''۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں خود پندرہ منٹ بعد فون کر لوں گا''۔۔۔عمران نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔ اس نے جیسے ہی رسیور رکھا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"ہزار بار بتایا ہے جناب کہ سلطان بولا نہیں فرمایا کرتے ہیں لیکن آپ ہر بار "بول" کا لفظ ہی بول دیتے ہیں۔ ویسے بھی لفظ بول ایک اور معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے آپ جیسے معزز آدمی کی زبان سے یہ لفظ نہیں بولا جانا چاہیے۔"۔۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"توبہ ہے۔ بریک نام کی کوئی چیز تمہاری زبان میں موجود ہی نہیں ہے۔ بولنے پر آتے ہو تو مسلسل بولے ہی چلے جاتے ہو۔" سر سلطان نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ سر سلطان نے لاشعوری طور پر "بول"۔۔۔۔ کا لفظ اس پر چسپاں کر دیا تھا۔"

"چلیئے آپ ناراض نہ ہوں۔ میں بولنا بند کر دیتا ہوں۔ آپ بولنا شروع کر دیجیئے۔ کیونکہ زبان کی طرح میرے کانوں میں بھی بریک نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ویسے بھی ایک مشہور یونانی فلاسفر کا قول ہے کہ قدرت نے انسان کو ایک زبان اور دو کان اس لئے دیئے ہیں کہ وہ بولے کم اور سنے زیادہ"۔۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہوئی۔

"واسطی کی لاش مل گئی ہے۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور
اس کی لاش ایک پرانے باغ میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ اس کی لیڈی سیکرٹری کا نام رفعت ہے۔ وہ ایک ہفتہ پہلے بھرتی کی گئی تھی۔ لیکن اس کی آفس فائل بھی غائب کر دی گئی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے جلدی جلدی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"اوہ اس کا مطلب ہے میرا شبہ درست تھا۔ اس لیڈی سیکرٹری رفعت کا حلیہ تو معلوم ہو گیا ہو گا۔ چلیئے وہی بتا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دیجیے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"حلیہ تو میں نے معلوم نہیں کیا۔ تم ایسا کرو کہ وزارت دفاع کے آفس سپرنٹنڈنٹ راشدی سے بات کر لو۔ میں نے تمہارا سرکاری تعارف اسے کرا دیا ہے۔ وہی نمائندہ خصوصی والا"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور پھر عمران کے بولنے سے پہلے ہی انہوں نے رابطہ ختم کر دیا اور عمران ان کے ایسا کرنے پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کونکہ سر سطلان نے حقیقتاً اُس کی باتوں سے جان چھڑانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ عمران نے کریڈل دبا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کیے اور پھر انکوائری سے اس نے آفس سپرنٹنڈنٹ وزارت دفاع کے نمبر معلوم کر کے وہ نمبر ڈائل کر دیئے۔

"آفس سپرنٹنڈنٹ راشدی بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ اور آواز بتا رہی تھی کہ بولنے والا ریٹائرمنٹ کی عمر کے قریب پہنچ چکا ہے۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ میرا تعارف سیکرٹری وزارت خارجہ سر
سلطان نے کرا دیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ حکم سر فرمایئے سر"۔۔۔۔۔۔ راشدی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واسطی کی لیڈی سیکرٹری رفعت کا حلیہ بتا دیجیئے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سپرنٹنڈنٹ نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"آپ کی میز واسطی صاحب کے قریب ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب میرا تو سیکشن ہی علیحدہ ہے"۔۔۔۔۔ راشدی نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ نے اس کی لیڈی سیکرٹری کو اس قدر تفصیل سے کیسے دیکھ لیا۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ واسطی صاحب کی بجائے آپ کی لیڈی سیکرٹری ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ جناب دراصل رفعت کو میں پہلے سے جانتا ہوں۔ مادام مارتھا کے حوالے سے۔ اس لئے جناب مجھے اس کا حلیہ اتنی تفصیل سے معلوم ہے''۔۔۔۔۔ راشدی نے بے اختیار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مادام مارتھا وہ کون ہے''۔۔۔۔۔۔ عمران نے بے اختیار چونک کر کہا۔

''وہ جناب شوبرا کلب کی مالکہ ہیں۔ بے حد بااثر خاتون ہیں۔ انتہائی اعلیٰ حکام سے ان کی دوستی ہے۔ میں بھی کبھی کبھار ان کے کلب میں آتا جاتا رہتا ہوں اور رفعت کو میں نے یہاں ملازم ہونے سے

پہلے مادام کے کلب میں کئی بار دیکھا تھا اور یہاں بھی ان کی ملازمت کے سلسلے میں مادام مارتھا کا اثر رسوخ کام آیا تھا''۔۔۔۔۔ راشدی نے آخر کار جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ''۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''مادام مارتھا۔ شوبرا کلب''۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے شاپنگ سنٹر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''شان شاپنگ سنٹر''۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''منیجر سے بات کرائیں۔ میں سپیشل پولیس آفس سے بول رہا ہوں''۔۔ عمران نے کہا۔

''اوہ یس سر''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''انعام احمد صاحب کچھ پتہ چلا اس لیڈیز ہینڈ بیگ کے متعلق۔'' عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں یس سر۔ یہ بیگ پچھلے ماہ کی بارہ تاریخ کو فروخت ہوا ہے اور اتفاق سے اس روز اس کوالٹی کا ایک ہی بیگ فروخت ہوا تھا۔ کیونکہ یہ اس سیکشن کا سب سے قیمتی بیگ ہے اور سیلز مین نے مجھے بتایا ہے کہ یہ بیگ مادام مارتھا کو فروخت کیا گیا تھا۔ شوبرا کلب کی مالکہ اور مشہور سماجی شخصیت مادام مارتھا جناب۔ لیکن جناب ایک

درخواست ہے کہ آپ برائے مہربانی اس بات کو لیک آؤٹ نہ کریں کہ مادام مارتھا کے متعلق معلومات ہمارے سٹور سے آپ کو ملی ہیں کیونکہ مادام مارتھا انتہائی بارسوخ اور بااثر خاتون ہیں''۔۔ منیجر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں اور اس تعاون کا شکریہ''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ مادام مارتھا اس سارے کھیل کا مرکزی کردار ہے''۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے''۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس انکوائری پلیز''۔۔۔ انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''شوبرا کلب کا نمبر دیجئے''۔۔۔ عمران نے کہا اور آپریٹر نے فوراً ہی نمبر دوہرا دیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''شوبرا کلب''۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مادام مارتھا سے بات کرائیں۔ میں سٹیٹ آفس سے بول رہا ہوں''۔۔ عمران نے کہا۔

''مادام تو کلب میں موجود نہیں ہیں جناب۔ ان کا آفس بند ہے۔ آپ منیجر سے بات کر لیں''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند

لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''منیجر نفیس بول رہا ہوں''۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد ٹھنک دار تھا۔

''میں سٹیٹ آفس سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر راجہ بول رہا ہوں۔ مادام مارتھا سے بات کرائیں۔ ایک انتہائی ضروری کام ہے۔'' عمران نے کہا۔

"اوہ سر آپ مجھے حکم فرمائیں میں ہر خدمت کے لیے تیار ہوں۔مادام تو رات کی فلائٹ سے ایکریمیا گئی ہیں۔ ان کی واپسی نجانے کب ہو"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس فلائٹ سے گئی ہیں اور کہاں۔ان کا ایکریمیا کا پتہ اور فون نمبر بتادیں"۔۔۔۔۔عمران کا لہجہ لاشعوری طور پر سرد ہو گیا تھا۔

"جناب مجھے تو آج صبح ان کی رہائش گاہ سے ان کے ذاتی ملازم سے معلوم ہوا ہے کہ وہ رات کی فلائٹ سے ایکریمیا گئی ہیں۔مزید تفصیل کا تو علم نہیں ہے اور نہ ہی ان کا پہلے سے کوئی پروگرام تھا۔ویسے وہ اکثر ایسے ہی کرتی ہیں۔اچانک ہی پروگرام بنالیتی ہیں"۔۔۔۔منیجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کا پورا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔۔عمران نے پوچھا۔

"کس کا جناب"۔۔۔۔منیجر نے چونک کر پوچھا۔

"مادام مارتھا کا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

"مارتھا سٹف جناب"۔۔۔۔منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ"۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔اے ٹو منیجر ائیرپورٹ"۔۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں افضل خان سے بات کراؤ۔" عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے کہا کیونکہ ایئرپورٹ منیجر افضل خان سے اس کے خاصے پرانے تعلقات تھے۔

"یس سر"۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو افضل بول رہا ہوں"۔۔۔۔چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں نے سوچا کہ کسی بڑے افسر سے فون نا کراؤں ورنہ افضل کی افضیلت مجروح ہو سکتی ہے۔خود ہی بات کرلوں"۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ فرمایئے۔ہم تو آپ کو بڑا افسر ہی سمجھتے ہیں"۔۔دوسری طرف سے افضل خان کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں کیسے افسر ہو گیا۔نہ میرے پاس ساٹھ فٹ لمبی گاڑی۔نہ باوردی ڈرائیور۔نہ بارہ کنال کی کوٹھی۔نہ فیشن ایبل بیگم۔نہ ہٹلر مارکہ مونچھیں۔نہ گردن پر لگا ہوا کلف اور نہ چہرے پر موجود مصنوعی سرد مہری۔میں کیسے افسر ہو گیا"۔۔۔۔۔عمران نے کہا اور دوسری طرف سے افضل خان کافی دیر تک ہنستا رہا۔

"آپ نے تو افسروں کا خاصا خطرناک حلیہ بیان کر دیا ہے۔البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ آپ کے معمولی سے اشارے پر حکومت کے بڑے سے بڑے افسر اس طرح حرکت میں آجاتے ہیں جیسے ان کی افسری کا دارومدار آپ کے حکم کی تعمیل میں ہو۔بہرحال فرمایئے کیسے فون کیا"۔۔۔۔۔افضل خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رات ایکریمیا جانے والی فلائٹ سے کوئی خاتون مارتھا سٹف نے سفر کیا ہے۔اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کہ کیا واقعی وہ گئی ہیں اور اگر گئی ہیں تو ان کے ساتھ سامان کی تفصیل کیا تھی اور یہ فلائٹ ایکریمیا کس وقت پہنچی ہو گی"۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"آپ ہولڈ کریں میں معلوم کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔افضل خان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو عمران صاحب"۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر بعد افضل خان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"۔۔۔۔۔۔عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پچھلی رات دو بجے کی فلائٹ سے شوبرا کلب کی مالکہ مارتھا سٹف نے سفر کیا ہے۔ان کے ساتھ ایک اور مقامی خاتون مس نازی رفعت اور چار ایکریمی بھی تھے۔انہوں نے سپیشل ٹکٹس حاصل کی ہیں۔ان کے ساتھ

چار بڑے بیگ تھے جن میں سے ایک بیگ میں کوئی سائنسی آلہ تھا۔ جوان کے مطابق ان کے ساتھی سائنسدان کی ذاتی ملکیت تھا۔ ان کی منزل ناراک تھی اور ناراک فلائٹ اب سے چار گھنٹے پہلے پہنچ چکی ہے''۔۔۔۔۔۔۔۔ افضل خان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے شکریہ''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

''ہم یہاں سر پٹک رہے ہیں اور ''آئی ایس سی'' اطمینان سے ایکریمیا پہنچ بھی چکا ہے''۔۔۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے وہ لفافہ نکالا جو کرنل فریدی کی طرف سے بھجوایا گیا تھا۔ اس نے اس میں موجود کاغذ باہر نکالا اور اسے کھول کر اس نے اس میں درج فون نمبر دیکھا۔

''دماک کا رابطہ نمبر دیکھو ڈائری میں''۔۔ عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔

''کرنل فریدی کو فون کرنا ہے''۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں اب اس کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ چڑیاں تو کھیت چگ ہی گئیں''۔۔۔ عمران نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور زیرو نے میز کی دراز سے ڈائری نکال کر اسے کھولا اور پھر دماک کا رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے جو رسیور پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہوا تھا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''سیکورٹی مین آفس''۔۔۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل فریدی سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''کرنل اور کیپٹن صاحب تو ایکریمیا گئے ہوئے ہیں۔'' دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ کر کے انہیں فوری پیغام دو کہ وہ پاکیشیا میں علی عمران سے سپیشل نمبر پر بات کریں'' اٹ از ایمرجنسی''۔۔۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر''۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''کرنل فریدی کو ہمارے سپیشل نمبر کا علم ہے''۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''انہیں تو یہ بھی علم ہے کہ بلیک زیرو سارا دن میں کتنی چائے کی پیالیاں روزانہ خود پی جاتا ہے اور کتنی پیالیاں کتنے سالوں میں مہمانوں کو پلاتا ہے''۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوہ سوری میں لے آتا ہوں آپ کے لئے چائے''۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے چائے کی ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری اپنے سامنے رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جولیا کو فون پر کہہ دو کہ وہ سیکرٹ سروس کو واپس بلا لے۔ مجرم تو نکل ہی گئے اب خالی لکیر پیٹنے کا فائدہ''۔۔۔۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے رسیور کی طرف بڑھا دیا۔ پھر عمران نے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے ٹائیگر کو بھی مزید کوئی کاروائی کرنے سے روک دیا اور ابھی اس نے کال ختم ہی کی تھی کہ سپیشل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے سپیشل فون اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''یس علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) بزبان خود۔ بلکہ بہ دہان خود بلکہ بہ دھیان خود بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اتنا لمبا نام بتاتے بتاتے تم نے جو وقت ضائع کیا ہے۔ اس کا حساب تمہیں دینا ہو گا کیونکہ یہ کال مسلم ورلڈ فنڈ سے کی جا رہی ہے''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس لئے تو میں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اپنا پورا تعارف کرا دیا ہے کہ کال میری طرف سے نہیں ہو رہی۔ بہر حال اب آپ نے دھمکی دی ہے تو میں بتا دوں کہ آپ کی کال مجھ تک بہت لیٹ پہنچی ہے اور مجرم

''آئی ایس سی'' نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔'' عمران نے کہا۔

''اوہ کیسے''۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا تو عمران نے مختصر لفظوں میں ساری کہانی سنا ڈالی۔

''نازی رفعت۔ یہی نام لیا ہے ناں تم نے''۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

''ہاں یہ واسطی کی لیڈی سیکرٹری تھی اور اب جب مجھے اس کا پورا نام معلوم ہوا تب مجھے اس بات کا خیال آیا ہے کہ جسے آپ رازی کہہ رہے تھے وہ یہی محترمہ نازی رفعت ہی ہو گی۔ ہم اس شخصیت کو مرد سمجھتے رہے''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ہونہہ ٹھیک ہے۔ اطلاع کا شکریہ۔ میں دیکھ لوں گا انہیں۔ خدا حافظ''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بکھر گیا تھا۔

''آپ کال کر کے مزید پریشان دکھائی دے رہے ہیں''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں کرنل فریدی نے جو ردعمل ظاہر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے میری ناکامی پر سخت دھچکا پہنچا ہے اور یہی بات میری برداشت سے باہر ہو رہی ہے''۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کا مطلب تھا کہ وہ آپ کو برا بھلا کہتے۔ ناکامی پر شرمندہ کرتے''۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''اگر ایسا ہو جاتا تو یقیناً مجھے تسلی ہو جاتی کہ ''آئی ایس سی'' کی اس طرح چوری پر کرنل فریدی کے لئے زیادہ پریشانی کا باعث نہیں بن رہی لیکن کرنل فریدی نے جس انداز میں جواب دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود اس بات سے ذہنی طور پر شدید پریشان ہو گیا ہے اور اب مجھے لامحالہ اس سلسے میں مزید کام کرنا بڑے گا''۔۔۔ عمران

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لیکن''۔۔۔ بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔

''میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ اس کیس کے سلسلے میں ہمیں کوئی سرکاری دعوت نہیں دی گئی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ کرنل فریدی سے زیادہ کام ہمیں اس کیس پر کرنا چاہئے کیونکہ اگر مجرموں کا یہ منصوبہ کامیاب ہو گیا تو اس سے پاکیشیا کا مفاد سخت خطرے میں پڑ جائے گا''۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''پاکیشیا کا مفاد خطرے میں کیسے پڑ جائے گا۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی''۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے۔ ٹھہرو میں اس سلسلے میں پوری تصدیق کر لوں۔ اس کے بعد بات ہو گی''۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں صاحب موجود ہیں''۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر ہولڈ آن کریں''۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''سر سلطان چیک کر لیں کہ لائن محفوظ ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا ایک منٹ''۔۔۔۔ سر سلطان کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں محفوظ ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ کیا بات ہے خیریت۔'' سر سلطان کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ

تھی۔

”سر سلطان کرنل فریدی نے مجھے فون پر بتایا ہے کہ ایک خفیہ ایکریمی ایجنسی اسلامی ملک تساکی کے ایٹمی ریسرچ سنٹر کو تباہ کرنے کی سازش میں مصروف ہے اور اس کے لئے انہوں نے جو پلاننگ کی تھی اس کے مطابق اس ریسرچ سنٹر کے حفاظتی انتظامات کو جامد کرنے کے لئے انہوں نے پاکیشیا کی ”آئی ایس سی“ استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کرنل فریدی نے مجھے یہاں مجرموں کو گرفتار کرنے اور ”آئی ایس سی“ کو ان کے ہاتھوں تک نہ پہنچنے کی ہدایات کی تھی اور وہ خود اس خفیہ ایکریمی تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے ایکریمیا کی ریاست ادھایو پہنچ گیا ہے لیکن مجرموں کو شاید اس بات کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ انہوں نے بجائے منصوبہ بندی سے آہستہ آہستہ کام کرنے کے فوری اور ڈائریکٹ ایکشن کیا اور وزارت دفاع کے سپیشل سٹور کو مخصوص بموں سے اڑا کر انہوں نے وہاں سے ”آئی ایس سی“ حاصل کر لیا ہے اور راتوں رات اسے لے کر وہ ایکریمیا فلائی کر گئے ہیں۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے کہ تساکی کا یہ ایٹمی ریسرچ سنٹر پاکیشیائی سائنسدانوں کے تحت ہی قائم کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک بار میں نے آپ کے منہ سے ایسی بات سنی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں وہی سیکورٹی

سسٹم بنایا گیا ہو۔ جو پاکیشیا میں قائم کیا گیا ہے۔ اسرائیل اور ایکریمیا سمیت دنیا کے تمام غیر مسلم ممالک کسی صورت بھی پاکیشیا میں ایٹمی ریسرچ سنٹر کو مزید کام کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتے اور اسے تباہ کرنے کے لئے انہوں نے بے شمار بار منصوبہ بندی بھی کی۔ کام بھی کیا لیکن ہر بار ان کو ناکامی ہوئی۔ مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں انہوں نے تساکی کے اس ایٹمی ریسرچ سنٹر کو تباہ کرنے کا مشن اس لئے تو نہیں بنا لیا کہ اس طرح وہ ماڈل ریہرسل کر سکیں گے اور اگر وہ اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر وہی طریقہ وہ یہاں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا تھا کہ آپ اپنے طور پر معلومات حاصل کر کے بتائیں کہ کیا میرا یہ

آئیڈیا درست ہے یا نہیں کیونکہ اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ تساکی کا ایٹمی ریسرچ سنٹر ابھی اس قابل تو نہیں ہوا کہ وہ ایکریمیا جیسی سپر پاور کی آنکھوں میں کھٹکنا شروع ہو جائے۔ پھر وہ لوگ اس کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کیوں کر رہے ہیں“۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں معلومات کر کے ابھی تمہیں فون کرتا ہوں۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے“۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے جواب دیا۔

”میں دانش منزل میں موجود ہوں“۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نصف گھنٹے بعد فون کروں گا“۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”میں آپ کا آئیڈیا سمجھ گیا ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ مشن تساکی سے زیادہ پاکیشیا کے لیے اہمیت رکھتا ہے“۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر نصف گھنٹہ تو کیا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں“۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”جی فرمایئے۔ کچھ معلومات ملی بھی ہیں یا نہیں“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران بیٹے تمہارا خیال سو فیصد درست ثابت ہوا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ صورت حال یہ ہے کہ تساکی میں قائم شدہ ایٹمی ریسرچ سنٹر دراصل پاکیشیا کی ہی ایک شاخ ہے۔ پاکیشیا کے خلاف پوری غیر مسلم اور خاص طور پر ایکریمیا نے جو صف بندی کر رکھی تھی اور اہم ترین پرزے اور ریسرچ سنٹر کے لئے اہم ترین

مٹیریل کی سپلائی کو ہر صورت روک لیا گیا تھا۔اس کے تحت ایک خفیہ منصوبہ بندی کی گئی تساکی پاکیشیا کا گہرا دوست ملک ہے۔تساکی ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ لیکن وہاں تیل کی دولت نے انقلاب برپا کر دیا ہے۔ تیل کی وجہ سے تساکی کے تعلقات ایکریمیا اور یورپ کے دوسرے

ملکوں سے انتہائی دوستانہ ہیں۔تساکی کے فرمانروا پاکیشیا کو اپنا دوسرا وطن سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ طے پایا گیا ہے کہ تساکی میں ایک ایٹمک ریسرچ سنٹر بنایا جائے۔ایک تو وہ جو عام سا ہو اور دوسرا خفیہ۔اس عام سے ریسرچ سنٹر میں تو ظاہر ہے عام سا ہی کام ہونا تھا اور جو پوری دنیا کے لئے اوپن رکھا جانا تھا۔ لیکن یہ خفیہ سنٹر پاکیشیا کے لئے تھا۔تاکہ تساکی کے سلطان اپنے خصوصی تعلقات کی وجہ سے تمام اہم مٹیریل تساکی منگوا سکیں اور جس ریسرچ کو پاکیشیا میں روک دیا گیا تھا۔اسے تساکی میں خفیہ طور پر مکمل کیا جا سکے۔ چنانچہ اس خفیہ منصوبہ بندی پر کام شروع کر دیا گیا اور تساکی میں ایک انتہائی خفیہ سنٹر پاکیشیائی انجینئروں نے تعمیر کرایا۔اس کے بعد وہاں کام بھی شروع کر دیا گیا اور یہ بھی بتادوں کہ پاکیشیا کے سب سے معروف ایٹمی سائنسدان بھی خفیہ طور پر وہاں کام کر رہے ہیں۔جب کہ دھوکہ دینے کے لئے یہاں ان کا ڈپلیکیٹ موجود رہتا ہے اور یہ بھی سن لو کہ ان معلومات کے حصول کے بعد میں نے صدر صاحب سے بات کی تو صدر صاحب بے حد پریشان ہو گئے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ ایکریمیا کے کانوں تک ہمارے ریسرچ سنٹر کی بھنک پڑ گئی ہے اور یقیناً وہ اسی لئے اس سنٹر کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ہو سکتا ہے کرنل فریدی کو اس ساری تفصیل کا علم نہ ہو۔اس لئے صدر صاحب نے درخواست کی ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو اس سلسلے میں فوری اقدامات کرنے چاہئیں اور ہر قیمت پر اس سنٹر کا تحفظ کیا

جائے''۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ اور گھمبیر لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن سر سلطان ایک غیر مسلم ملک میں ہم کب تک اس سنٹر کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ حکومت ایکریمیا تک

اگر اس سنٹر کے بارے میں معلومات پہنچ گئی ہیں تو ظاہر ہے وہ اپنی ایک ایجنسی کے خاتمے سے رک تو نہ جائے گا۔ایکریمیا سپر پاور ہے۔اس کے پاس بے شمار خفیہ ایجنسیاں ہیں۔ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری ایجنسی اس پر کام کر سکتی ہے''۔۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

''تمہاری یہ بات درست ہے۔میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی میں نے صدر صاحب سے اس بارے میں بات کی تو صدر صاحب نے فوری طور پر ایک خصوصی ہاٹ لائن پر اس سنٹر کے انچارج سائنسدان ڈاکٹر احسان سے بات کی۔ڈاکٹر احسان بھی ایکریمیا کی اس کاروائی پر پریشان ہو گئے۔ لیکن ڈاکٹر احسان نے بتایا ہے کہ جو اہم ترین ریسرچ سنٹر میں کی جانی مقصود تھی وہ اب تقریباً تکمیل کے قریب ہے۔اگر انہیں ایک ماہ مزید کام کرنے کا موقع مل گیا تو یہ ریسرچ مکمل کر کے اسے پاکیشیا شفٹ کر دیں گے۔اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا خود ہی اس سنٹر کو ختم کر دے۔ چنانچہ صدر نے مجھے یہ ساری بات بتادی۔اس لئے تمہیں کال کرنے میں اتنی دیر لگ گئی کیونکہ صدر صاحب کے جواب کا انتظار تھا''۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے کہا۔

''اوہ اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اس ایجنسی کو اس کے مشن سے روکے جانے سے ہمارا مقصد حل ہو جائے گا۔اس سنٹر کے بارے میں تفصیلات اگر آپ کو معلوم ہوں تو مجھے بتادیں تاکہ میں اپنی ٹیم کے چند ممبران وہاں بھجوا دوں اور خود دوسری ٹیم کے ساتھ ایکریمیا جا کر کام کروں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں وہاں روکنے میں کامیاب نہ ہوں تو کم از کم مجھے اتنی تسلی تو ہو گی کہ ہمارے آدمی سنٹر پر موجود ہیں''۔۔۔عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔اس کی تفصیلات میں معلوم کر کے اس کی فائل تمہیں بھجوا دیتا ہوں اور وہاں ریسرچ سنٹر میں بھی اس بات کی اطلاع سرکاری طور پر کر دی جائے گی۔ تم جو ممبرز وہاں بھیجنا چاہو۔ان کی تفصیلات مجھے بھجوا دینا تاکہ ان کے خصوصی کاغذات تیار کرائے جا سکیں''۔۔سر سلطان نے کہا اور عمران کے ہاں کہنے پر سر

سلطان نے رابطہ ختم کر دیا۔

''بلیک زیرو تم صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کو کال کر کے انہیں تیار رہنے کا حکم دے دو اور ان کے بارے میں تفصیلات بھی سر سلطان کو بھجوا دو۔ انہوں نے اس سنٹر میں رہ کر اس کی حفاظت کے لئے کام کرنا ہے۔ میں چوہان، صدیقی، خاور اور نعمانی کو اپنے ساتھ ایکریمیا لے جاؤں گا۔ انہیں بھی اطلاع کر دینا۔ ہم کسی بھی وقت روانہ ہو سکتے ہیں۔'' عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا آپ فوری طور پر روانہ ہوں گے یا کچھ روز بعد جائیں گے''۔۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے اس مادام مارتھا کی آمد تک تو رکنا ہی پڑے گا۔ تاکہ میں اس سے وہاں ایکریمیا میں کام کرنے کا کوئی کلیو حاصل کر سکوں۔'' عمران نے جواب دیا۔

''وہاں کرنل فریدی جو کام کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کو تمام توجہ اس سنٹر پر ہی محدود رکھنی چاہیئے۔''۔۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

''کرنل فریدی اپنے طور پر کام کرے گا اور میں اپنے طور پر۔ مشن تو اس بار ہمارا ایک ہی ہے۔ کوئی بھی کامیاب ہو جائے۔ فائدہ تو ہمارا ہی ہے۔ اب اگر میں نے کرنل فریدی سے اپنے کام کرنے کے بارے میں کچھ کہا تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے وہاں آنے سے روک دے اور اسے اپنے کام میں مداخلت سمجھے۔ اس لئے میں وہاں جا کر اپنے طور پر کام کروں گا''۔۔۔۔عمران نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے ایک وسیع کمرے میں دفتری میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر شخص نے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجتے ہی چونک کر سامنے رکھی ہوئی فائل پر سے سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ادھیڑ عمر شخص کا لہجہ کرخت تھا۔

''جناب فرانسو کی کال ہے باس''۔۔۔دوسری طرف سے ایک نسوانی اواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''فرانسو کی۔ بات کراؤ''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ادھیر عمر شخص نے کہا۔

''ہیلو الفرڈ۔ فرانسو بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔

''خیریت کیسے کال کی''۔۔۔۔۔۔ادھیڑ عمر شخص جس کا نام الفرڈ لیا گیا تھا۔ اس بار نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ایجنسی آئرن راڈ آج کل کسی اسلامی ملک کے خلاف کام کر رہی ہے ناں''۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا تو الفرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''ہاں مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا''۔۔۔۔۔۔الفرڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''سنٹرل کمانڈ آفس میں رہتے ہوئے مجھ سے کیا بات چھپی رہ سکتی ہے۔''۔۔۔دوسری طرف سے فرانسو نے جواب دیا اور الفرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں واقعی۔ مجھے حیرت ظاہر کرنے سے پہلے یہی بات خود سوچنی چاہیے تھی۔''۔۔۔۔۔۔الفرڈ نے جواب دیا اور دوسری طرف سے فرانسو کی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''تمہارے لئے ایک اور اطلاع ہے۔ میرے پاس''۔۔۔۔فرانسو نے کہا۔

''کیا''۔۔۔۔۔۔الفرڈ نے چونک کر پوچھا۔

''کافرستان کا کرنل فریدی ڈیپو ٹیشن پر دماک پہنچ گیا ہے۔'' فرانسو نے کہا تو الفرڈ اس بری طرح سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں اچانک سپرنگ نکل آئے ہوں۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل فریدی ڈیپوٹیشن پر دماک پہنچ گیا ہے کیا مطلب میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔۔۔ الفرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ خبر ہی ایسی ہے جب مجھے پہلی بار یہ اطلاع ملی تو میں بھی انتہائی حیران ہوا اور پھر میں نے خصوصی طور پر اس کے بارے میں تفصیلی انکوائری کرائی اور جو خبریں ملی ہیں۔ اس کے مطابق انتہائی حیرت انگیز خبریں سامنے آئی ہیں"۔۔۔۔۔ فرانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا خبریں ہیں"۔۔ الفرڈ نے پوچھا۔

"اسلامی اتحاد کونسل نے ایک سیکورٹی ایجنسی قائم کی ہے اور اس سیکورٹی ایجنسی کا چیف کرنل فریدی کو بنایا گیا ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی اسلامی اتحاد کونسل کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ دماک میں ہی قائم کیا گیا ہے"۔۔۔ فرانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس نے کافرستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے"۔۔۔ الفرڈ نے پوچھا۔

"نہیں بلکہ اسلامی اتحاد کونسل نے اسے ڈیپوٹیشن پر حاصل کیا ہے اور اسی وجہ سے میں حیران ہوا تھا کہ کافرستان تو اسلامی ملک نہیں ہے۔ پھر اس نے ڈیپوٹیشن پر کیوں کرنل فریدی کو اسلامی اتحاد کے مطابق کونسل بھجوایا گیا ہے۔ تو انکوائری کے بعد جو حقائق سامنے آئے ہیں۔ ان کے مطابق کافرستان کے پرائم منسٹر کرنل فریدی اور اس کے سیکشن کو اپنی مقبوضہ ریاست مشکبار میں وہاں جاری مسلمان مشکباریوں کی تحریک کو کچلنے کے لئے بھجوانا چاہتے تھے۔ لیکن کرنل فریدی شاید پہلے ہی اس بارے میں منصوبہ بندی کر چکا تھا۔ کیونکہ وہ مسلمان ہے۔

وہ کس طرح مشکباری مسلمانوں کو بے رحمی سے کچلنے کا کام کر سکتا تھا اسلامی اتحاد کونسل کا سیکرٹری جنرل عابدی اس کا دوست ہے۔ اس نے اس سے کئی ملاقاتیں کیں اور پھر عابدی نے کافرستان کے صدر سے وہاں

کے پرائم منسٹر سے بالا بالا خصوصی معاہدہ کیا۔ کافرستان چونکہ پاکیشیا کو کارنر کرنے کی وجہ سے اسلامی اتحاد اور اسلامی ممالک سے تعلقات قائم کرنے کا خواہش مند تھا۔ اس لئے کافرستان کے صدر کرنل فریدی کو اسلامی اتحاد کی سیکورٹی کے لئے ڈیپوٹیشن پر بھجوانے کے لئے راضی ہو گئے اور اس معاہدے کی توثیق کافرستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی سے بھی کروالی گئی۔ لیکن اس میں ایک خصوصی شرط بھی رکھی گئی ہے کہ ڈیپوٹیشن سے واپسی کرنل فریدی کی اپنی مرضی پر منحصر ہو گی۔ حکومت کافرستان اسے ازخود واپس نہ بلا سکے گی اور نہ ہی اسلامی اتحاد کونسل اسے واپس بھجوا سکے گی اور کرنل فریدی کافرستان میں بھی کسی مشن پر کام نہ کرے گا۔ چنانچہ اس طرح کرنل فریدی اپنے اسسٹنٹ کیپٹن حمید اور اپنے سیکشن کے خاص آدمیوں سمیت دماک پہنچ گیا ہے اور اب وہ اسلامی سیکورٹی کونسل کا چیف ہے اور اب وہ اسلامی ممالک کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں کے خلاف کام کرے گا"۔۔۔۔ فرانسو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ فرانسو یہ تو ہمارے لئے خاصی بری خبر ہے۔ اب تو کرنل فریدی کو بھی کام کرنے کے لئے وسیع فیلڈ مل گئی اور یہ وسیع فیلڈ یقیناً ہمارے خلاف ہی ہو گی۔ ہم پہلے ہی پاکیشیا کے علی عمران کے ہاتھوں تنگ ہیں اب اسلامی ممالک کو یہ دوسرا آدمی بھی مل گیا ہے"۔۔ الفرڈ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں لیکن ظاہر ہے اب ہم اسے روک نہیں سکتے اور دوسری بات یہ کہ کرنل فریدی نے یہاں جو سب سے پہلا کام ہاتھ میں لیا ہے۔ وہ تمہارا ہی کیس ہے۔ تسا کی مشن"۔۔۔۔۔۔۔ فرانسو نے کہا اور الفرڈ ایک بار پھر پہلے کی طرح اچھلا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔۔۔ الفرڈ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں اسی لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے۔ تاکہ تم پوری طرح ہوشیار ہو جاؤ۔ ہمارے دماک میں مخبر موجود ہیں کیونکہ اسلامی اتحاد کونسل کی سرگرمیوں سے باخبر رہنا ہماری مجبوری ہے۔ اس مخبروں کو میں ہی ڈیل

کرتا ہوں اور میں نے انہیں کرنل فریدی کی سرگرمیوں کے بارے میں ہی معلومات حاصل کرنے کی ہدایات دی تھیں۔

چنانچہ مجھے جو اطلاعات ملی ہیں۔ان کے مطابق تمہارے اس تساکی مشن کے بارے میں کرنل فریدی کو اطلاعات مل گئی ہیں اور اس نے اس کیس پر کام کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ اپنے سیکشن سمیت اوہایو پہنچ چکا ہے"۔۔۔فرانسو نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ آج تو تم نے ساری بری خبریں اکھٹی سنانی شروع کر دی ہیں۔ لیکن اس کی اطلاعات کیسے مل گئیں۔ ابھی تو ہم نے کام ہی شروع نہیں کیا۔ابھی تو صرف منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔" الفرڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے جو معلومات ملی ہیں۔اس کے مطابق کرنل فریدی نے دماک میں واقع ایک کلب میں کسی ایکریمی عورت سے ملاقات کی ہے۔اس کے بعد اس نے کیپٹن حمید کو اس مشن کے بارے میں بتایا اور پھر اس نے پاکیشیا میں علی عمران سے بھی اس سلسلے میں بات کی۔ تمہاری کوئی پلاننگ پاکیشیا میں بھی ہے۔اس سلسلے میں کوئی کام کرنل فریدی نے پاکیشیا میں علی عمران کے ذمے لگایا اور پھر وہ اوہایو روانہ ہو گیا۔میرے مخبر نے یہ ساری گفتگو ریکارڈ کی اور پھر مجھے اطلاع بھجوا دی ہے۔ یہ اطلاع تین روز پہلے آئی تھی لیکن میں چونکہ ایک سرکاری دورے پر گیا ہوا تھا۔اس لئے میں اسے موصول نہ کر سکا۔آج دفتر آنے پر جب میں نے اسے چیک کیا تو تمہیں فوری طور پر اطلاع دے رہا ہوں۔تاکہ تمہیں ان سارے حالات کا پوری طرح علم ہو سکے۔" فرانسو نے کہا۔

"بے حد شکریہ فرانسو تم نے واقعی انتہائی اہم ترین اطاعات دی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔الفرڈ نے کہا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا۔یہ کرنل فریدی اس علی عمران سے بھی زیادہ خطرناک آدمی ہے۔گڈ بائی"۔۔۔

دوسری طرف سے فرانسو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ"۔۔۔۔الفرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رسیور کا کریڈل پر رکھ دیا۔کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ"۔۔۔۔الفرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو الفرڈ نے رسیور اٹھالیا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجیے جناب"۔۔۔۔اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میں الفرڈ بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔الفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس الفرڈ کیا بات ہے۔کیوں کال کی ہے"۔۔۔دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر آپ کو تساکی مشن کے بارے میں ایک اہم اطلاع دینی تھی تاکہ آپ سے مزید ہدایات لی جا سکیں"۔۔۔۔۔الفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیسی اطلاع"۔۔۔۔دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور الفرڈ نے فرانسو کا نام لئے بغیر اس سے ملنے والی اطلاع کی پوری تفصیل بتا دی۔

"ویری بیڈ کرنل فریدی کے بارے میں تو مجھے اطلاع مل گئی تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کرنل فریدی تساکی مشن پر کام کر رہا ہے اور اگر اس نے اس سلسلے میں پاکیشیا کو بھی مطلع کر دیا ہے تو پھر یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی کرنل فریدی کے ساتھ مل جائے گی۔اب یہ ہمارے لئے انتہائی تشویش انگیز بات ہے"۔۔۔۔۔سیکرٹری نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔میری ایجنسی ان دونوں سے نمٹ لے گی۔" الفرڈ نے سیکرٹری کو اس قدر پریشان

اور الجھا ہوا دیکھ کر کہا۔

"نہیں مسٹر الفرڈ اب یہ معاملہ بے حد سیریس ہو گیا ہے پھر کرنل فریدی کو تمہاری ایجنسی کے بارے میں مخبری بھی ہو چکی ہے۔ اس لئے اب یہ کام تمہاری ایجنسی کے بس کا روگ نہیں رہا۔ بلکہ اب تمہاری ایجنسی کا وجود ہی خطرے میں پڑ گیا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں فوری ایکشن لینا ہو گا۔ آپ ایسا کریں کہ ایک گھنٹے بعد اس مشن کے سلسے میں مکمل فائل لے کر سپیشل میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس سے تو اچھا تھا کہ میں آپ کو اطلاع ہی نہ دیتا"۔۔۔۔۔ الفرڈ نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے سیکرٹری کو فون کر کے تسا کی مشن کی مکمل فائل لے آنے کا کہا اور خود میٹنگ میں جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

کرنل فریدی نے کار روکی اور پھر دروازے کھول کر نیچے اتر آیا۔ دوسری سائیڈ سے کیپٹن حمید نیچے اترا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مین گیٹ سے گزر کر وہ ہوٹل کے بڑے ہال میں داخل ہوئے تو ہال میں بھرے ہوئے منشیات کے گاڑھے دھویں اور شراب کی تیز بو نے ان دونوں کو ناک سکوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر موجود بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"میڈم ازابیلا سے ملاقات ہو سکتی ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

"سوری سر وہ اس وقت مصروف ہیں۔ آپ ان کی سیکرٹری سے اپائنٹمنٹ لے لیں"۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے بڑی ادا سے جواب دیا۔

"آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے یا اس کے لئے بھی آپ کی سیکرٹری سے اپائنٹمنٹ لینی پڑے گی"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے جو کرنل فریدی کے ساتھ ہی کھڑا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی کیسی ملاقات"۔۔۔۔ لڑکی نے چونک کر اور غور سے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل فریدی اس دوران خاموشی سے سائیڈ راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

"پھر تفصیل سے بتاؤں گا"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔ کیپٹن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل فریدی کے پیچھے راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔

"کیا آپ واقعی سیکرٹری سے اپائنٹمنٹ لیں گے۔" کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس میں کیا حرج ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ایک بند دروازے پر اس نے آہستہ سے دستک دی۔

"یس پلیز کم ان"۔۔۔۔۔۔۔۔ سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے انٹر کام سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی دروازے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ظاہر ہے کیپٹن حمید نے اس کی پیروی کرنی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پر دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میز پر سیکرٹری کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

"مادام ازابیلا کو فون کریں اور انہیں کہیں کہ کرنل فریدی ملنے آیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مگر۔ مادام تو۔۔۔۔۔۔۔" سیکرٹری نے چونک کر کہنا شروع کر دیا۔

"پلیز جو میں نے کہا ہے وہی کریں۔ ورنہ مادام کو پہنچنے والے تمام نقصان کی آپ ہی ذمہ دار ٹھہرائی جائیں گی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ تو سیکرٹری نے جلدی سے

سامنے رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھالیا۔اور دو بٹن پریس کر دیئے۔

"مادام مداخلت کی معافی چاہتی ہوں۔ایک صاحب دفتر میں آئے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔سیکرٹری نے یہ کہہ کر کرنل فریدی کا فقرہ اس نے اپنے الفاظ میں ہی دوہرا دیا۔

"یس میڈم۔یس میڈم"۔۔۔۔۔۔سیکرٹری نے دوسری طرف سے چونک کر بات سنتے ہوئے کہا اور رسیور کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

"بات کیجئے جناب"۔۔۔۔۔۔اس بار سیکرٹری کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں۔اپنی یہ میٹنگ ختم کرو۔انتہائی اہم مسئلہ ہے"۔۔۔۔کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا اور پھر اطمینان سے ساتھ پڑے ہوئے کاؤچ پر بیٹھ گیا۔کیپٹن حمید کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس کا خیال کے مطابق تو مادام ازابیلا سے ان کی پہلی ملاقات تھی لیکن کرنل فریدی نے جس انداز میں بات کی تھی۔اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کرنل فریدی کی کوئی ادنی

ماتحت ہو۔سیکرٹری کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔چند لمحوں بعد انٹر کام کی گھنٹی بجی تو سیکرٹری نے رسیور اٹھالیا۔

"یس میڈم"۔۔۔۔۔۔۔اس نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تشریف لائیے جناب مادام آپ کی منتظر ہیں"۔۔۔۔۔۔۔سیکرٹری نے کرسی سے اٹھ کر عقبی دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قالین پر ایک مخصوص جگہ کو آہستہ سے پیر رکھ کر دبا دیا تو سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی عقبی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں پر ہو گئی اور اب دوسری طرف جاتی ہوئی ایک تنگ سی راہداری صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"شکریہ"۔۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔کیپٹن حمید بھی کندھے اچکاتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔جو ان کے وہاں پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا اور کرنل فریدی خاموشی سے اندر داخل ہو کر مڑ کر کھڑا ہو گیا۔یہ لفٹ تھی۔

"کیا آپ پہلے بھی یہاں آئے ہوئے ہیں"۔کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کئی بار"۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔لفٹ اب نیچے جا رہی تھی۔

"کب۔میں تو یہاں پہلی بار آیا ہوں"۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دوسری بار بھی آسکتے ہو۔بشر طیکہ۔۔۔۔۔۔۔"کرنل فریدی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا لیکن بولتے بولتے وہ رک گیا۔لفٹ مسلسل نیچے اترتی چلی جا رہی تھی۔

"بشر طیکہ کیا"۔۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"بشر طیکہ مادام ازابیلا تمہیں پسند آگئی"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ۔اوہ۔تو کیا وہ آپ کو پسند ہے"۔۔۔۔کیپٹن حمید نے چمک کر پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں اچھی خاتون ہے"۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بہت بوڑھی ہے"۔۔۔کیپٹن حمید نے بڑے پر اسرار سے انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔جوان ہے۔خوبصورت ہے"۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔اسی لمحے لفٹ ایک جھٹکے سے رکی اور اس کے ساتھ ہی لفٹ کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔پہلے کی طرح یہاں بھی ایک راہداری تھی۔

"کمال ہے۔ یہ محترمہ تو کسی جادو کی پٹاری میں رہتی ہے۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی صرف مسکرا دیا راہداری کے اینڈ پر ایک دروازہ تھا۔ کرنل فریدی نے اس پر آہستہ سے دستک دی۔

"کم ان کرنل"۔۔۔۔۔۔۔اندر سے ایک نوجوان نسوانی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید نے یوں سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ یہ بات ہے۔ کرنل فریدی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن حمید بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کو ایک وہیل چیئر پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کی ٹانگوں پر سرخ رنگ کا کمبل پڑا ہوا تھا۔

"خوش آمدید کرنل"۔۔۔۔۔اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا اسسٹنٹ ہے کیپٹن حمید اور کیپٹن حمید یہ مادام ازابیلا ہیں"۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کا تعارف کرایا۔

"آپ سے مل کر خوشی کے بجائے حیرت ہوئی ہے۔ مادام سے میں یہی سمجھا تھا کہ آپ کوئی بوڑھی کھوسٹ ٹائپ کی خاتون ہوں گی جو گلے میں نقلی ہیروں کا ہار اور سر پر نقلی بالوں کی وگ لگائے جوان بننے کی کوشش میں مصروف رہتی ہوں گی لیکن آپ تو واقعی نوجوان ہیں اور خوبصورت بھی"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے کہا اور ازابیلا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ آپ واقعی بالکل ویسے ہی ہیں جیسے کہ میرے تصور میں تھا۔ میں نے کئی بار کرنل سے کہا کہ آپ کو ساتھ لے آئیں۔ مجھے آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا"۔۔۔ازابیلا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو آج لے آیا ہوں"۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے جب کہ

ازابیلا وہیل چیئر کو ایک بڑی دفتری میز کے پیچھے لے گئی۔ اب محسوس ہی نہ ہوتا تھا کہ وہ معذور بھی ہے۔

"آج آپ نے بڑا نادر شاہی حکم دیا ہے کرنل"۔۔۔۔ازابیلا نے مسکراتے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں کیونکہ تمہاری جان خطرے میں تھی"۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیا تو ازابیلا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میری جان خطرے میں تھی وہ کیسے"۔۔۔ازابیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"الفرڈ اور اس کی پوری ٹیم اچانک روپوش ہو گئی ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ انہیں یقیناً یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ تم نے ان کی مجھ سے مخبری کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس قسم کی تنظیمیں مخبروں سے کیا سلوک کیا کرتی ہیں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"غائب کیسے ہو گئی۔ کیا مطلب"۔۔۔ازابیلا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کے تمام اڈے اور تمام آدمی یکلخت انڈر گراؤنڈ چلے گئے ہیں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اوہ یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ انہیں میرے متعلق علم ہو گیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ازابیلا نے کبھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ ویسے میں ابھی معلوم کرتی ہوں کہ اصل صورت حال کیا ہے"۔۔۔۔ازابیلا نے کہا اور میز کے کنارے پر لگا ہوا کوئی بٹن پریس کیا تو میز کی سائیڈ کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا اور مادام نے اندر موجود فون کا رسیور نکال کر اسے

کانوں سے لگالیا اور پھر اندر ہی ہاتھ ڈال کر اس نے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ میز کا اٹھا ہوا حصہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے سامنے تھا۔ اس لئے ان دونوں کو وہ نمبر معلوم ہی نہیں ہو سکتے تھے جو ازابیلا نے پریس کیے تھے۔ شاید یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا تھا تاکہ کمرے میں موجود افراد کو ان نمبروں سے لاعلم رکھا جائے۔

”ازابیلا بول رہی ہوں۔ ایکس ون کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے فوری رپورٹ دو“۔۔۔۔۔۔۔ ازابیلا نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ہاتھ سے وہ خانہ بند کر دیا۔ اب میز کی سطح صاف اور ہموار ہو چکی تھی۔

”آپ کو کیسے اطلاع ملی ہے“۔۔۔۔۔ ازابیلا نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تین پوائنٹس میں نے چیک کرائے تینوں کے تینوں خالی

ہیں“۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا اور ازابیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا کر اس نے مشروبات بھیجنے کا کہہ دیا۔ پھر مشروبات پینے تک کمرے میں سکوت رہا۔ اس کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ازابیلا نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ازابیلا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تفصیل معلوم کرو کہ کیوں ایسا ہوا ہے“۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ازابیلا نے کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے مادام۔ سیکرٹری نے سپیشل میٹنگ کال کی ہے جس میں ایکس ون بھی شریک ہوا تھا۔ اس کے بعد ایکس ون یکلخت سکرین آؤٹ ہو گیا ہے“۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ چونکہ مادام کے فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی گفتگو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کو سنائی دے رہی تھی۔

”تو معلوم کرو کہ اس میٹنگ میں کیا ہوا ہے“۔۔۔۔۔ ازابیلا نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

”نو مادام سپیشل میٹنگ کی کاروائی کسی بھی طرح معلوم نہیں کرائی جا سکتی۔ آئی۔ ایم۔ سوری“۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صاف جواب دے دیا گیا۔

”او۔ کے“۔۔۔۔۔۔۔ ازابیلا نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور

رسیور اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور ہی اس فون کا ہو۔

"اب کیا ہو سکتا ہے کرنل"۔ ازابیلا نے کرنل فریدی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایک در بند سو کھلے۔ اجازت"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کوشش جاری رکھوں گی کرنل۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہوا میں آپ کو مطلع کر دوں گی"۔ ازابیلا نے کہا۔

"شکریہ۔ گڈ بائی"۔ کرنل فریدی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید نے بھی ازابیلا کو الوداع کہا اور کرنل فریدی کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سب ہوا کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو سمجھائیں"۔ ہوٹل سے باہر کار میں بیٹھتے ہی کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تساکی میں ایٹمی ریسرچ سنٹر کے خلاف ایکریمیا نے اپنی ایک خفیہ تنظیم آئرن راڈ کو مشن سونپا تھا ازابیلا مخبری کا دھندہ کرتی ہے لیکن اعلیٰ پیمانے پہ۔ یہ پہلے سے اسلامی اتحادی کونسل سے اٹیچ تھی۔ چنانچہ اس نے آئرن راڈ کے اس مشن کے خلاف مخبری کی اور یہ بھی اس نے بتایا کہ پاکیشیا سے ایک آلہ "آئی ایس سی" اڑانے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس منصوبہ بندی کے خلاف کام عمران کے ذمے لگا دیا اور خود میں نے اس آئرن راڈ کے تمام سیکشنز چیک کرانے شروع کر دیئے۔ صرف ان کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہ ہو

رہا تھا کہ اچانک مجھے اطلاع ملی کہ تمام سیکشنز ہیڈ کوارٹر خالی کر دیئے گئے ہیں۔اسی لئے میں ازابیلا کے پاس آیا تھا تاکہ چیک کر سکوں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔اب معلوم ہوا ہے کہ کوئی سپیشل میٹنگ ہوئی ہے"۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آئرن راڈ سے کیس واپس لے لیا گیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"ہاں اور نہ صرف واپس لے لیا گیا ہے بلکہ تنظیم کو بھی انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہمارے متعلق معلومات مل چکی ہیں اس لئے انہوں نے یہ کھیل کھیلا ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف موڑ دی۔

"یہاں کون ہے۔کیا کوئی اور مخبر ہے"۔۔ کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"یہ ایکریمیا ہے برخوردار۔ یہاں ہر قسم کے دھندے ہوتے ہیں۔یہاں ایک آدمی ہے جو حکومت کے اعلیٰ ترین عہدے داروں کی مخبری کرتا اور لاکھوں کروڑوں ڈالر کما لیتا ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے پارکنگ میں کار روکتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔کیپٹن حمید نے بھی اس کی پیروی کی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کلب کے عقبی حصے میں بنے ہوئے ایک سپیشل روم میں داخل ہوئے۔

"اوہ کرنل فریدی آپ اور اس طرح اچانک"۔ آرام کرسی پر
بیٹھے ہوئے ایک گول مٹول سے نوجوان نے اٹھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اتنا وقت نہیں تھا کہ تمہیں اطلاع کرتا"۔ کرنل فریدی نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"جارج بلسن"۔۔اس گول مٹول سے نوجوان نے کیپٹن حمید کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے بھی جوابی تعارف کرا دیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"کوئی خاص کام کرنل"۔۔۔ جارج بلسن نے دوبارہ اس نیم دراز کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری نے ایک خصوصی میٹنگ کی ہے۔جس میں آئرن راڈ تنظیم کا چیف الفرڈ بھی شریک ہوا ہے۔اس کے بعد آئرن راڈ کو انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے۔اس میٹنگ کی تفصیلات چاہئیں"۔۔۔۔۔۔۔
کرنل فریدی نے حسب عادت صاف لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب معذرت خواہ ہوں۔ سپیشل میٹنگ ایسے ہال میں کی جاتی ہے جہاں سے کوئی سراغ کسی صورت بھی نہیں لگایا جا سکتا۔پھر اس کی ٹیپ بھی نہیں کی جاتی اور نہ بریفنگ کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ پی۔اے لیڈی س کرٹری کسی سے بھی کوئی لنک نہیں ہوتا۔اس لئے مجبوری ہے اور کوئی خدمت ہو تو حاضر ہوں"۔
جارج بلسن نے بھی صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سیکرٹری ڈیفنس شادی شدہ ہے"۔۔ کرنل فریدی نے پوچھا تو جارج بلسن چونک پڑا۔

"اوہ اگر آپ ان پر ہاتھ ڈالنے کا سوچ رہے ہیں تو میرا یہی مشورہ ہے کہ ایسا نہ کریں۔ان کی حفاظت ایکریمیا کے صدر سے بھی زیادہ کی جاتی ہے اور وہ بھی ایک لمحے کے لئے اس حفاظتی حصار سے باہر نہیں جاتے"۔
جارج بلسن نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے اس میٹنگ کی تفصیلات ہر قیمت پر چاہئیں۔ہر قیمت پر"۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب ایک ٹپ دی جا سکتی ہے۔کام آپ خود کریں"۔ جارج بلسن نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں بتاؤ تمہاری فیس تمہیں مل جائے گی"۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"سیکرٹری ڈیفنس میں ایک لڑکی کام کرتی ہے۔اس کا نام ماریا ہے۔ماریا اگر چاہے تو آپ کا کام ہو سکتا ہے۔
لیکن وہ لڑکی حد سے زیادہ اکھڑ اور مردم بیزار ہے۔کسی سے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتی اور نہ اسے کسی

طرح کالاچ دے کر کام کروایا جاسکتا ہے۔ آُپ اسے ضرورت سے زیادہ الٹی کھوپڑی کہہ سکتے ہیں"۔ جارج بلسن نے جواب دیا۔

"وہ کیا کر سکتی ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ سپیشل میٹنگ روم کی سیکرٹری انچارج ہے۔ اس سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کون کون میٹنگ میں شریک ہوا۔ پھر ان میں سے کسی کو کور کیا جاسکتا ہے'۔۔۔ جارج بلسن نے کہا۔

'یہ کہاں رہتی ہے"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"رائل بلڈنگ کے کسی فلیٹ میں رہتی ہے"۔۔ جارج بلسن نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ"۔ کرنل فریدی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جارج بلسن سے مصافحہ کرنے کے بعد وہ اس کلب سے باہر آ گئے۔

"آپ مجھے اجازت دیں میں اس سے سب معلوم کرلوں گا"۔ کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں کیپٹن حمید معاملات بے حد سیریس ہیں۔ اس لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسی بھی کیا آفت آگئی ہے۔ ابھی وہ کون سا تساکی کا سنٹر اڑا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب تک شکار سامنے موجود تھا ہم مطمئن تھے۔ لیکن اب ہم اندھیرے میں ہیں اور یہ معاملہ زیادہ خطرناک ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسی وقت انہیں گرفتار کرلینا تھا۔ انہیں کیوں ڈھیل دی تھی"۔۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"گرفتار کرلیتے تو کوئی دوسری ایجنسی مشن پر کام شروع کر دیتی۔ ہمارا مقصد صرف ان کی نگرانی ہے اور بس تاکہ عین وقت پر ان پر ریڈ
کیا جاسکے"۔ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا آپ اب رائل بلڈنگ میں جارہے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"نہیں ابھی آفس ٹائم ختم ہونے میں دو گھنٹے رہتے ہیں۔ اس لئے فی الحال اپنی رہائش گاہ پر ہی جارہا ہوں"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

"سر آپ کا فون"۔۔۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی وہاں موجود ایک آدمی نے کہا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جب کہ کیپٹن حمید کا رخ باتھ روم کی طرف ہو گیا تھا۔ باتھ روم سے فارغ ہو کر وہ جب اس کمرے میں پہنچا جہاں کرنل فریدی فون سننے گیا تھا تو اس نے کرنل فریدی کو ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف پایا"۔۔۔۔۔

"کس کا فون تھا"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران کا تھا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے رسالے پر سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔

"کیا کہہ رہا تھا"۔ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"وہ ناکام ہو گیا ہے۔ "آئی ایس سی" وہاں سے اڑا بھی لیا گیا ہے اور ایکریمیا پہنچ بھی گیا ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو اس کے باوجود آپ بیٹھے رسالہ پڑھ رہے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے جھلا کر کہا۔

"تو اور کیا کروں۔ کوئی راستہ اس وقت سامنے رہا ہی نہیں۔ ہم یکلخت اندھیری وادی میں پہنچ گئے

ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے یقین نہیں کہ عمران نے اپنی ناکامی کا اعتراف کیا ہو گا۔وہ ایسا آدمی ہے ہی نہیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"کیا مطلب۔کیا وہ ناکام نہیں ہو سکتا۔کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"ناکام تو وہ ہمیشہ رہتا ہے۔لیکن ہر بار وہ کوئی نہ کوئی چکر چلا کر صورت حال کو اپنے حق میں کر لیتا ہے۔لیکن ناکام رہنے کے باوجود وہ اپنی ناکامی کا اعتراف نہیں کرتا۔یہ اس کی فطرت ہے"۔کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں تمہارا تجزیہ درست ہے۔لیکن اس بار وہ واقعی ناکام ہو گیا ہے اور اس میں اس کا بھی قصور نہیں ہے۔ اصل میں صورت حال یہ ہے کہ جس طرح ہم مخبروں کا سہارا لے رہے ہیں اسی طرح ایکریمین حکومت بھی مخبروں کا سہارا لے رہی ہے۔ہماری بھی مخبری ہو رہی ہے۔میں نے عمران کو فون کیا تھا۔وہاں موجود تنظیم کو اس کی خبر ہو گئی۔انہوں نے طویل منصوبہ بندی چھوڑ کر ڈائریکٹ ایکشن کیا اور نتیجہ یہ کہ وہ کامیاب ہو گئے۔ادھر آئرن راڈ گراؤنڈ ہو گئی۔اب ہمارے لئے آگے بڑھنے کا کوئی راستہ ہی نہیں رہا"۔کرنل فریدی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ بھی ہمت ہار بیٹھے ہیں"۔کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ایسی بات سوچی کیسے۔ہمت ہارنے کی بجائے میں نے اپنی پالیسی بدل دی ہے۔اب میں مخبروں کا سہارا لینے کی بجائے خود کام کروں گا"۔کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ہارڈسٹون"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر ماریا آج دفتر نہیں گئی۔وہ رخصت پر ہے اور اس کی رہائشی بلڈنگ کے سپروائزر سے پتہ چلا ہے کہ وہ آج ریڈ اسکوائر اپنے والدین سے ملنے گئی ہوئی ہے"۔دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"او کے۔اس کی واپسی کا انتظار کرو اور جیسے ہی وہ واپس آئے اسے اغوا کر کے بلیک پوائنٹ پر پہنچا دو۔اس کے بعد مجھے کال کرنا"۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ ہوئی نا بات۔آپ تو واقعی دوسروں کے سہارے پر چلنے لگ گئے تھے"۔کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں چل دیئے"۔کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"اپنے کمرے میں جا رہا ہوں نجانے یہ ماریا کب واپس آئے۔میں اس دوران کچھ کام کر لوں"۔کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہارڈسٹون"۔۔کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر میں نے اس مادام مارتھا کا سراغ لگا لیا ہے۔جو پاکیشیا سے آئی تھی"۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ کیسے تفصیل بتاؤ"۔کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے ائیر پورٹ سے اس کے کاغذات چیک کیے۔یہاں ڈپلیکیٹ کاغذات رکھے جاتے ہیں۔وہاں سے اس کی تصویر دیکھ کر میں نے اس کا حلیہ معلوم کیا اور پھر ایک ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ اسے ائیر پورٹ سے اس نے کنگ ایونیو کی کوٹھی نمبر اڑسٹھ پہنچایا تھا اس کے ساتھ ایک اور عورت بھی تھی جو ایشیائی نژاد تھی۔چنانچہ میں اس کوٹھی میں گیا اور وہاں میں نے سپیشل ڈکٹافون کے ذریعے معلوم کر لیا ہے کہ مادام مارتھا اور وہ ایشیائی نژاد عورت اس کوٹھی میں موجود ہیں۔میں وہیں سے کال کر رہا ہوں"۔دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"او۔کے۔تم وہیں رکو میں خود آرہاہوں"۔کرنل فریدی نے کہااور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھااور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیپٹن حمید کو بلاؤ"۔۔۔۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے راہداری میں موجود ایک آدمی سے کہااور وہ آدمی تیزی سے کیپٹن حمید کے کمرے کی طرف

بڑھ گیااور پھر جب تک کرنل فریدی کار میں بیٹھا کیپٹن حمید بھی پورچ میں پہنچ گیا۔

"کیا ہوا۔کیا اتنی جلدی ماریا آگئی"۔کیپٹن حمید نے کار میں بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ان عورتوں کا پتہ چل گیا ہے۔جو پاکیشیا سے "آئی ایس سی "اڑالائی ہیں"۔کرنل فریدی نے کہااور اس کے ساتھ ہی اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے تیزی سے موڑااور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔پھاٹک پر پہلے سے موجود ملازم نے کار کو مڑتے دیکھ کر خود ہی پھاٹک کھول دیا تھا۔اس لئے کرنل فریدی کار سیدھی باہر نکال کر تیزی سے دائیں طرف لیتا چلا گیا۔

"ان کا کیسے پتہ چل گیا"۔۔۔کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب خود آدمی حرکت میں آجائے تو پھر حرکت میں برکت تو ہوتی ہی ہے"۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیااور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ کام آپ پہلے کر لیتے تو خوامخواہ کی بھاگ دوڑ سے تو بچ جاتے"۔کیپٹن حمید نے کہا۔

"بھاگ دوڑ تو اب شروع ہوئی ہے۔پہلے بھاگ دوڑ سے بچنے کے لئے ہی تو مخبروں کا سہارا لیا تھا"۔کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ان عورتوں کا حدود اربعہ کیا ہے۔میرا مطلب ہے ان کا تعارف"۔کیپٹن حمید نے کہا۔

"ایک کا نام مادام مار تھا ہے اور دوسری کا نازی رفعت۔ایک ایکریمین ہے اور دوسری ایشیائی نژاد۔فی الحال تو اتنا ہی معلوم ہوا ہے"۔۔۔کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔مادام وغیرہ کو آپ چیک کر لینا۔نازی صاحبہ کے ناز میں اٹھالوں گا"۔کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رفعت بلندی کو کہتے ہیں۔اس لئے سوچ لو کہیں بلندی سے لڑھک نہ جاؤ"۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہااور کیپٹن حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ کے ہوتے ہوئے بھلا کوئی لڑھک سکتا ہے۔آپ کی عقابی آنکھوں کا تصور ہی آدمی کو لڑھکنے سے باز رکھتا ہے"۔کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہااور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب ڈائریکٹ ایکشن ہو گا سمجھے"۔کرنل فریدی نے کار ایک کالونی میں موڑتے ہوئے کہا۔اور کیپٹن حمید کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

"کیا واقعی آپ اجازت دے رہے ہیں"۔کیپٹن حمید نے چمک کر کہا۔

"ہاں اب میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا"۔کرنل فریدی نے جواب دیااور کیپٹن حمید نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔چند لمحوں بعد کرنل فریدی نے کار ایک کوٹھی کے بند گیٹ پر روکی اور پھر کیپٹن حمید کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ کار سے نیچے اتر آیا۔کوٹھی پر کسی پروفیسر جیراڈ کی نیم پلیٹ موجود تھی۔کرنل فریدی نے کال بیل کے بٹن پر ہاتھ رکھ دیا۔چند لمحوں بعد سائیڈ گیٹ کھلااور ایک نوجوان نے جیسے ہی سر باہر نکالا۔کرنل فریدی اسے دھکیلتا ہوااس پھاٹک سے اندر داخل ہو گیا۔کرنل فریدی نے اس کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑ رکھی تھی اور اس آدمی کا چہرہ اتنی دیر میں ہی بگڑ گیا تھا جیسے اس کی گردن کسی آدمی کے ہاتھ کی گرفت میں آنے کی بجائے کسی خوفناک فولادی شکنجے میں جکڑ دی گئی ہو اور دوسرے لمحے اس کا

جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ سانس رک جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ کرنل فریدی نے ایک جھٹکے سے اسے سائیڈ پر اچھالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پورچ کی طرف بڑھنے لگا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ ابھی وہ دونوں لان کے درمیان تھے کہ برآمدے میں ایک اور آدمی نمودار ہوا۔ وہ چند لمحے تو حیرت سے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو آتے دیکھتا رہا پھر تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات تھے۔

"آپ کون ہیں۔ وہ ناڈی کہاں ہے"۔ اس آدمی نے قریب آ کر کہا۔

"ناڈی وہی آدمی جس نے پھاٹک کھولا تھا"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ وہ کس کی لاش پڑی ہے"۔ اچانک اس

آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی نظریں اب پہلی بار پھاٹک کے ساتھ پڑے ہوئے ناڈی کے بے حس و حرکت جسم پر پڑی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ کرنل فریدی کا بازو گھوما اور اس آدمی کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ بے اختیار اچھل کر دو فٹ دور جا گرا۔ اسی لمحے کیپٹن کی لات گھومی اور تڑپتا ہوا آدمی یکلخت ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ پورچ کراس کر کے وہ برآمدے سے ہوتے ہوئے جیسے ہی وہ درمیانی راہداری میں پہنچے۔ ایک کمرے سے ایک چیختی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

"کون ہے ناڈرڈیہ کیسی آوازیں ہیں"۔ بولنے والی کا لہجہ خالصتاً ایکریمی تھا۔

"مجھے تو یوں لگتا ہے مادام کہ باہر کوئی لڑائی ہو رہی ہے"۔ ایک دوسری آواز سنائی دی۔ یہ لہجہ ایشیائی تھا اور کرنل سمجھ گیا کہ کمرے کے اندر وہ مادام مارتھا اور ایشیائی نژاد عورت نازی رفعت موجود ہیں۔ کرنل فریدی نے مڑ کر کیپٹن حمید کو مخصوص اشارہ کیا کہ وہ کوٹھی میں جا کر چیک کرے کہ کوئی اور ہے یا نہیں اور خود اس

نے بڑے اطمینان سے کمرے کے بند دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔

"کک کک کون ہو تم۔ کون۔ کون"۔ کرسیوں پر بیٹھی دونوں ہی عورتیں کرنل فریدی کو اس طرح اچانک اندر داخل ہوتے

دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میرا نام کرنل فریدی ہے"۔ کرنل فریدی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو"۔ اس بھاری جسم کی ایکریمین عورت نے بوکھلائے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے سائیڈ میز پر پڑا ریوالور اٹھانے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر کئی فٹ دور ایک دھماکے سے جا گری۔ کرنل فریدی کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ دوسری عورت خوف سے بری طرح چیخنے لگی۔

"خاموش رہو۔ اب اگر آواز نکالی تو گردن توڑ دوں گا"۔ کرنل فریدی کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ایکریمین عورت جواب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی اور ایشیائی دونوں ہی اس طرح بے حس و حرکت ہو گئیں جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔

"کرسیوں پر بیٹھ جاؤ"۔ کرنل فریدی نے میز پر رکھا ہوا ریوالور اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور فرش پر بیٹھی ہوئی ایکریمین عورت اٹھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ جب کہ دوسری بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔ ان دونوں کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

"بس دو ملازم تھے میں نے انہیں باندھ دیا ہے اور کار بھی اندر پورچ میں لا کر کھڑی کر دی ہے"۔ کیپٹن حمید نے کمرے میں

داخل ہوتے ہی کہا۔

"ریوالور لے کر کھڑے ہو جاؤ اور ان میں سے جو بھی میرے سوال کا جواب دینے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرے اسے بلا تکلف گولی مار دینا"۔ کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس کرنل"۔۔ کیپٹن حمید نے بھی اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا اور جیب سے ریوالور نکال کر وہ ایک طرف اس طرح کھڑا ہو گیا کہ اس کے ریوالور کی زد میں ان دونوں عورتوں کی کرسیاں آتی تھیں۔

"یہ کرسی لے کر بیٹھ جاؤ"۔ کرنل فریدی نے ایک کرسی کیپٹن حمید کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھ گیا، دونوں عورتیں حیرت اور خوف سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ کرنل فریدی کی شخصیت اس کا اطمینان۔ اس کا انتہائی سرد لہجہ اور اس کی سفاکی۔ ان سب نے مل کر ان دونوں کو گنگ سا کر دیا تھا۔

"تمہارا نام مارتھا ہے اور تمہیں مادام مارتھا کہا جاتا ہے اور پاکیشیا میں تمہارا ایک کلب ہے اور تمہارا نام نازی رفعت ہے اور تم پاکیشا میں وزارت دفاع کے سپیشل سٹور کے چیف آفیسر واسطی کی لیڈی سیکرٹری تھیں"۔ کرنل فریدی نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ان دونوں کے سر لاشعوری طور پر اثبات میں ہلنے لگ گئے۔

"مادام مارتھا۔ تمہارا تعلق ایکریمیا کی خفیہ سرکاری تنظیم آئرن راڈ سے تھا اور آئرن راڈ نے تمہارے ذمے سپیشل سٹور سے ایک سائنسی آلہ "آئی ایس سی" حاصل کرنے کا مشن لگایا تھا اور تم نے اس مشن کے لئے اس نازی رفعت کو واسطی کی لیڈی سیکرٹری بنایا اور ابھی تم منصوبہ بندی کر رہی تھیں کہ اچانک تمہیں معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کو اس کا علم ہو گیا ہے۔ اس پر تم نے ڈائریکٹ ایکشن کی منصوبہ بندی کی اور واسطی کو اس کے گھر سے نازی رفعت کے ذریعے بلوا کر اس سے ساری معلومات حاصل کیں اور رات کو تم نے سپیشل سٹور پر ریڈ کیا۔ مخصوص انداز کے بم مار کر اسے توڑا اور اس میں سے

"آئی ایس سی" حاصل کر کے تم رات کی فلائٹ سے ہی ایکریمیا پہنچ گئیں"۔ کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم میں"۔ مادام مارتھا نے کچھ کہنا چاہا۔

"کیپٹن حمید تم نے ہدایت پر عمل کیوں نہیں کیا۔ اب تک اسے گولی کیوں نہیں ماری"۔۔۔ کرنل فریدی نے مڑ کر انتہائی سخت لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ سوری سر۔ ابھی۔ ابھی"۔ کیپٹن حمید نے جو اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا یکلخت سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور ریوالور کا رخ مادام مارتھا کی طرف کر دیا۔

"ہاں ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہاں۔ ہاں"۔ مادام

مادام نے لاشعوری طور پر چیختے ہوئے کہا۔

"اب اگر کوتاہی کی تو ان دونوں سے پہلے تمہارا خاتمہ ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کیپٹن حمید کو گولی مارنے سے روکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اب کوتاہی نہیں ہو گی سر۔ میں فورن گولی چلا دوں گا"۔ کیپٹن حمید نے مرعوب سے لہجے میں کہا۔

"تم نے "آئی ایس سی" یہاں کس کے حوالے کیا تھا"۔ کرنل فریدی نے دوبارہ مارتھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ میرے پاس نہیں تھا۔ ایکشن گروپ کے چیری اور مارکر کے پاس تھا۔ ان دونوں نے ہمیں یہاں اس کوٹھی پر چھوڑا اور خود چلے گئے انہوں نے ہمیں کہا تھا کہ جب تک مذید ہدایات نہ ملیں ہمیں یہیں رہنا ہے اور ابھی تک کوئی ہدایات نہیں ملیں"۔ مادام مارتھا نے تیزی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیری اور مارکر۔ کہاں لے کر گئے ہیں اس آلے کو"۔ کرنل فریدی کا لہجہ اور سخت ہو گیا۔

"ہیڈ کوارٹر لے گئے ہوں گے۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دیتی ہوں۔ میں پاکیشا میں ایکریمیا کی فارن ایجنٹ

ہوں۔ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے ماتحت ہوں۔ مجھے انتہائی بھاری تنخواہ اور معاوضہ ملتا ہے ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے مجھے فون کیا کہ اب تا حکم ثانی میں آئرن راڈ کے چیف الفرڈ صاحب کے لئے کام کروں گی۔ ان کا فون آیا۔

انہوں نے چار افراد پر مشتمل ایکشن گروپ پاکیشیا بھجوایا اور ساتھ ہی کہا کہ ہم نے وہ سائنسی آلہ حاصل کرنا ہے۔ ان چاروں میں ایک سائنسدان تھا جس کا نام مارکر تھا۔ میں نے منصوبہ بندی شروع کی۔ پھر اچانک علی عمران آفیسرز کالونی میں واسطی صاحب سے ملنے آیا۔ نازی نے وائس کیچر کی مدد سے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ریکارڈ کر لی اور پھر مجھے سنوائی۔ میں نے چیف باس الفرڈ کو سنوائی اور اس نے فوری طور پر ڈائریکٹ ایکشن کا حکم دے دیا۔ اس پر واسطی کو کال کیا گیا۔ اس پر تشدد کیا گیا اور سپیشل سٹور کے تمام راز حاصل کر لئے گئے۔ اس پر سائنس دان مارکر اور ایکشن گروپ کے آدمیوں نے خصوصی اسلحہ حاصل کیا اور پھر ایک فوجی جیپ اور فوجی آفیسرز کی یونیفارمز حاصل کیں اس کے بعد میں اور نازی کار میں وزارت دفاع کی عمارت سے دور درختوں کے ایک جھنڈ میں رک گئیں۔ جب کہ مارکر اور اس کے ساتھی فوجی آفیسرز کی یونیفارمز میں خصوصی اسلحے سے لیس ہو کر مشن کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب وہ واپس آئے تو وہ کامیاب ہو چکے تھے۔ جیپ اور فوجی یونیفارمز وہیں چھوڑ دی گئیں اور ہم سب کار میں بیٹھ کر سیدھے ایئر پورٹ پہنچے۔ وہاں پہلے سے ہی کامیابی کی صورت میں خصوصی ٹکٹوں کے حصول کے انتظامات کر لئے گئے تھے۔ اس لئے ہم اطمینان سے فلائٹ کے ذریعے یہاں ایکریمیا پہنچ گئے۔ مارکر اور اس کا ساتھی جیری ہمارے ساتھ آیا تھا۔ ایئر پورٹ سے انہوں نے ہم دونوں کو یہاں چھوڑا اور تا حکم ثانی یہیں رہنے کا کہہ کر چلے گئے اور اب آپ آئے ہیں۔ بس یہ ہے ساری بات۔ نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ وہ آلہ کہاں گیا اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ آئرن راڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ مادام مارتھا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری براہ راست تم سے بات کرتا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ہاں میں اس کی خاص ایجنٹ ہوں"۔ مادام مارتھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ اب کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی۔

"نازی رفعت کو تم ساتھ کیوں لئے پھرتی ہو؟"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میرے ایک پاکیشیائی دوست کی بیٹی ہے۔ اس کا والد اور والدہ ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے تھے تب سے میں نے اسے اپنی بیٹی بنا کر ساتھ رکھا ہوا ہے"۔۔ مادام مارتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ڈیفنس سیکرٹری کو فون کرو اور اسے کہو کہ تمہیں یہاں رہتے ہوئے کئی دن گزر گئے ہیں۔ لیکن اب تک تمہیں کوئی ہدایت نہیں دی گئی"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔'

"وہ۔ وہ اسے پسند نہیں کرے گا وہ انتہائی بااصول آدمی ہے"۔ مادام مارتھا نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم نے انکار کیا تو کیپٹن حمید کو مزید ہدایت دینے کی ضرورت نہ رہے گی۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہی تم کرو"۔۔۔ کرنل

فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں"۔ مادام مارتھا نے جلدی سے کہا۔

"اور سنو اسے اگر تم نے ہمارے متعلق کوئی معمولی سا اشارہ بھی کیا تو۔۔۔۔۔"کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"میں جانتی ہوں"۔ مادام مارتھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر سامنے ہی میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کرنل فریدی کی نظریں ان ڈائل ہوتے ہوئے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔

"لاؤڈر آن کرو"۔ کرنل فریدی نے کہا اور مادام مارتھا نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو میں مادام مارتھا بول رہی ہوں۔ ایف۔ ایف۔ ون۔ تھری۔ ون"۔ مادام مارتھا نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کیوں کال کی ہے"۔۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت اور سخت آواز سنائی دی۔

"سر میں اور نازی یہاں ایک کوٹھی میں کئی روز سے بند ہیں آئرن راڈ کے سائنس دان مارکر اور اس کا ساتھی چیری ہمیں یہاں چھوڑ کر گئے تھے اور کہہ کر گئے تھے کہ ہمیں تاحکم ثانی یہاں رہنا ہے۔ لیکن اس کے بعد نہ ہی چیف آف آئرن راڈ کی طرف سے کوئی رابطہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی ہدایت۔ اس لئے ہم یہاں قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ چیف کا نمبر میں نے ڈائل کیا لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں ملتا اس

لئے مجبوراً آپ کو فون کر رہی ہوں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہمارے متعلق کیا حکم ہے"۔ مادام مارتھا نے بات کرتے ہوئے کہا

"تم واپس جا سکتی ہو۔ آئرن راڈ انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے اور تمہارا مشن مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے اب تمہارے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور مادام مارتھا نے رسیور رکھ دیا۔

"ہوں ٹھیک ہے تم نے چونکہ تعاون کیا ہے۔ اس لئے تم زندہ رہنے کی حق دار ہو"۔ کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید بھی خاموشی سے چل پڑا اور مادام مارتھا اور نازی دونوں حیرت سے انہیں اس طرح واپس جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئیں۔

کمرے کا دروازہ قدرے زوردار انداز میں کھلا اور کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہونے والی ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی جس کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا اس کے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہاتھ میں ایک پھولا ہوا بیگ تھا۔

"کیا ہوا۔ کوئی مصیبت آ گئی ہے"۔ نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں مصیبت ہی نہیں بلکہ قیامت آ گئی ہے اور تم اس طرح سست اور کاہل بنے کمرے میں گھسے ہوئے ہو"۔ لڑکی نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور بیگ کرسی کے ساتھ رکھ کر وہ تیزی سے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گئی اس نے ایک بوتل اور نچلے خانے میں رکھے ہوئے دو جام اٹھائے اور واپس مڑ آئی۔ اس نے میز پر بوتل اور جام رکھے اور پھر بوتل کھول کر اس نے دونوں جام آدھے

آدھے بھرے اور پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا ہے کوئی خاص بات"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص نہیں خاص الخاص ڈیگ بلکہ انتہائی خاص"۔ لڑکی نے اسی طرح چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جام اٹھا کر اس کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔

"تم ہر بار ایسے ہی ہر معاملے کو خاص الخاص کہتی ہو لیکن جب معاملہ سامنے آتا ہے تو وہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہے والی مثال ہی صادق آتی ہے"۔ نوجوان نے مسکرا کر دوسرا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ پچاس لاکھ ڈالر کتنے ہوتے ہیں اور وہ بھی نقد اور ایڈوانس"۔ لڑکی نے مسکرا کر کہا تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔

"پچاس لاکھ ڈالر نقد اور ایڈوانس کیا کوئی بنک لوٹ کر آئی ہو"۔ نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بنک ہی سمجھ لو۔ یہ پڑے ہیں اس بیگ میں اصل کرنسی نوٹ"۔۔۔۔ لڑکی نے فخریہ لہجے میں کہا تو نوجوان نے جلدی سے وہ بیگ اٹھایا جو لڑکی ساتھ لے کر آئی تھی اس نے انتہائی تیز رفتاری سے اسے کھولا اور

دوسرے لمحے اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ بیگ واقعی انتہائی بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔

"اوہ گاڈ۔۔۔ پچاس لاکھ ڈالر۔ ویری گڈ۔۔۔ پھر تو واقعی کوئی خاص الخاص کام ہو گا کیا ایکریمیا کے صدر کو گولی مارنی ہے"۔ نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ارے نہیں کام خاص الخاص نہیں ہے میں معاوضے کو خاص الخاص کہہ رہی تھی کام بڑا معمولی سا تھا"۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کام ہے جلدی بتاؤ اب مزید سسپنس نہ پھیلاؤ ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا"۔ نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے۔۔ اطمینان سے۔ ابھی بتاتی ہوں پہلے ایک فون کر لوں"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا جام اس نے واپس میز پر رکھا اور اٹھ کر ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ایلسیا بول رہی ہوں۔ راڈرک سے بات کراؤ"۔ لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

"راڈرک فوراً اپنے آدمی کو لے کر گولف گراؤنڈ کے پاس پہنچ جاؤ میں ڈیگ کے ساتھ وہیں آ رہی ہوں ہم نے ایک چھوٹا سا مشن مکمل کرنا ہے"۔ ایلسیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مشن واقعی چھوٹا سا ہے۔ گولف کلب کے ساتھ کنگ ایوینیو کی کوٹھی نمبر اڑسٹھ میں دو عورتیں موجود ہیں جن میں سے ایک ایکریمین ہے اور دوسری پاکیشیائی۔ ان دونوں سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کے بعد انہیں گولی مارنی ہے اور بس۔ آؤ اٹھو میں یہ رقم سیف میں رکھ دوں تم اتنے تک کار نکالو"۔ ایلسیا نے کہا اور بیگ اٹھا کر

سائیڈ دیوار میں نظر آنے والے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ایلسیا کہ اتنے معمولی سے کام کے لئے کوئی پچاس لاکھ ڈالر کی خطیر رقم دے"۔ کار میں ایلسیا کے بیٹھتے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود ڈیگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معمولی کاموں کی ہی غیر معمولی رقمیں ملتی ہیں ڈیئر ڈیگ"۔ ایلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈیگ نے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے لیکن اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ گولف گراؤنڈ کے گیٹ کے پاس پہنچے تو وہاں پہلے سے ہی دو کاریں موجود تھیں ایک سفید رنگ کی اور دوسری سیاہ رنگ کی۔ سفید رنگ کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ورزشی جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

"راڈرک کنگ ایوینیو کی کوٹھی نمبر اڑسٹھ پر ریڈ کرو۔ وہاں جو ملازم نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو اندر موجود دونوں عورتوں کو بے بس کر کے باندھ دو اس کے بعد تمہارا کام ختم۔ تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ ایلسیا نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او۔ کے۔ تمہیں کہاں اطلاع کرنی ہو گی"۔ راڈرک نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں اور ڈیگ اس کوٹھی کے سامنے موجود ہوں گے تمہارے جانے کے بعد ہم اندر جائیں گے"۔۔۔۔۔ ایلسیا نے کہا اور راڈرک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے پیچھے سیاہ رنگ کی کار بھی سٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔

"چلو کنگ ایوینیو"۔ ایلسیا نے ڈیگ سے کہا۔

"سنو ایلسیا تم جذباتی ہو رہی ہو جب کہ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہم کسی بڑے جال میں پھنسنے جا رہے ہیں"۔ ڈیگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے تمہارے ذہن پر رقم سوار ہے۔ سنو وہاں ایک عورت مادام مارتھا ہے اور دوسری ایشیائی نژاد اس کی ساتھی۔ یہ دونوں سرکاری فارن ایجنٹ ہیں انتہائی تیز طرار۔ انہوں نے سیکرٹری ڈیفنس کو ڈائریکٹ فون کیا اور واپس جانے کی اجازت طلب کی تو سیکرٹری ڈیفنس نے سپیشل فون چیکر آن کیا تو اس نے ان کے پاس دو ایشیائی افراد کو دیکھا جن میں سے ایک کافرستان کا مشہور ترین جاسوس کرنل فریدی تھا۔ سیکرٹری ڈیفنس نے فوراً مارتھر کو کال کیا اور اسے کہا کہ وہ کسی غیر متعلق گروپ کو بھجوا کر اس مادام مارتھا سے اگلوائے کہ اس کا کرنل فریدی سے کیا تعلق ہے اور کرنل فریدی کی رہائش گاہ کا معلوم کر کے اسے رپورٹ دے۔ مارتھر کو تم جانتے ہو اس کے پاس ایشیائی
ڈیسک ہے وہ کرنل فریدی کے بارے میں بہت کچھ جاننے کی وجہ سے اس سے بے حد مرعوب ہے۔ اس نے مجھ سے بات کی اور مجھے کہا کہ کیا میں مادام مارتھا سے معلومات حاصل کر کے اس کرنل فریدی کا خاتمہ کر سکتی ہوں۔ میں نے فوراً حامی بھر لی اور مارتھر نے از خود مجھے اس کام کے پچاس لاکھ ڈالر آفر کر دیئے۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں میں نے فوراً رقم لے لی۔ بس اتنی سی بات ہے"۔ ایلسیا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا اصل مشن مارتھا کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس ایشیائی کرنل فریدی کا خاتمہ کرنا ہے"۔ ڈیگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ ایلسیا نے کہا۔

"تو پھر تم نے بہت کم رقم میں سودا کیا ہے ڈیئر۔۔۔ مارتھا کو ختم کر کے ہم نے واپس چلے جانا ہے اور صرف ایک لاکھ ڈالر رکھ کر باقی رقم مارتھر کو واپس کر دینی ہے"۔ ڈیگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"۔ ایلسیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے ایلسیا ڈیئر کہ کرنل فریدی کا خاتمہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ میں اس کے متعلق بہت کچھ

جانتا ہوں اس مارتھر نے ہمیں چارے کے طور پر استعمال کیا ہے"۔ ڈیگ نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ کچھ نہیں ہوتا کرنل فریدی ہو یا کوئی اور۔ گولی کسی کا نام نہیں پوچھتی"۔ ایلسیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ جیسے تمہاری مرضی انچارج تم ہو اس لئے میرا جو فرض تھا وہ میں نے پورا کر دیا ہے"۔ ڈیگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اڑسٹھ نمبر کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے تھے۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ ڈیگ اور ایلسیا دونوں کی نظریں کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں اور ایک سائیڈ پر انہیں راڈرک اور اس کے ساتھیوں کی کاریں کھڑی صاف نظر آ رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ راڈرک اور اس کے ساتھی عقبی طرف سے اندر کودے ہوں گے اور اس وقت اپنی کاروائی میں مصروف ہوں گے۔ وہ ایسے کاموں میں بے پناہ مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے ان کے بارے انہیں کوئی فکر نہ تھی اور وہی ہوا تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا اور راڈرک باہر آتا دکھائی دیا۔ اس نے ہاتھ ہوا میں اٹھا کر مخصوص انداز میں اسے لہرایا اور پھر تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا جدھر ان کی کاریں موجود تھیں۔ چونکہ پھاٹک سے صرف اکیلا راڈرک باہر آیا تھا اس لئے ایلسیا اور ڈیگ دونوں سمجھ گئے کہ اس کے ساتھی کاروائی مکمل کر کے عقبی طرف سے نکل گئے ہوں گے۔

"چلو ڈیگ اب ہم اپنا مشن شروع کریں"۔۔۔۔ ایلسیا نے کہا اور ڈیگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھائی اور پھر اسے موڑ کر وہ تیزی سے کوٹھی کے کھلے پھاٹک کے اندر پورچ میں لے گیا۔

"اب جا کر پھاٹک بند کر دو۔ میں اس دوران عورتوں کو چیک کرتی ہوں"۔ ایلسیا نے کار سے اتر کر اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کمرے میں دو عورتوں کو کرسیوں سے بندھا ہوا دیکھ لیا۔ وہ دونوں ہی بے ہوش تھیں۔ ان کے جسم کو نائلون کی رسی سے باندھا گیا تھا۔ ایلسیا غور سے انہیں

دیکھتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد ڈیگ اندر آگیا۔

"""میں نے پھاٹک بھی بند کر دیا ہے اور کوٹھی بھی چیک کر لی ہے۔ دو ملازم تھے ان کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں"۔ ڈیگ نے کہا۔

"او۔کے اب اس ایکریمین عورت کو ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جاسکے۔ اصل عورت یہی ہے"۔ ایلسیا نے کہا اور ڈیگ سر ہلاتا ہوا ایکریمین عورت کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑوں کی بارش کر دی اور چند لمحوں بعد ہی عورت چیختی ہوئی ہوش میں آگئی تو ڈیگ پیچھے ہٹ گیا۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم"۔ ایکریمین عورت نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام مادام مارتھا ہے ناں"۔۔۔۔ ایلسیا نے کہا۔

"ہاں مگر تم کون ہو اور یہ کیوں ہمیں بے ہوش کر کے باندھ رکھا ہے"۔ مادام مارتھا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام مارتھا تم نے سیکرٹری ڈیفنس کو فون کیا تو تمہارے ساتھ ایشیا کا جاسوس کرنل فریدی موجود تھا۔ اب وہ کہاں ہے"۔ ایلسیا
نے تیز لہجے میں کہا تو مادام مارتھا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا تمہارا تعلق حکومت سے ہے"۔ مادام مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو تم ہماری بات کا جواب دو"۔ ایلسیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بھی اپنے ساتھی کے ساتھ اچانک کمرے میں داخل ہوا اور پھر پستول کی نال پر اس نے مجھے سیکرٹری ڈیفنس کو فون کرنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ ہم نے آج رات واپس جانا تھا کہ تم آگئے ہو۔ میرا خود حکومت سے تعلق ہے۔ میرا اس کرنل فریدی سے کوئی تعلق کیسے ہو سکتا ہے"۔ مادام مارتھا نے کہا۔

"سنو مادام مارتھا ہمیں خصوصی طور پر اس کرنل فریدی کو ختم کرنے کا مشن دیا گیا ہے اس لئے اگر تم جان بچانا چاہتی ہو تو اس کا پتہ بتا دو"۔ ایلسیا نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

"جب میں جانتی ہی نہیں ہوں تو کیا بتاؤں"۔ مادام مارتھا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈیگ مادام مارتھا کی زبان کھلواؤ"۔ ایلسیا نے ساتھ کھڑے ہوئے ڈیگ سے کہا۔

"ابھی لو"۔ ڈیگ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور مادام مارتھا کی

طرف بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ مادام مارتھا کی پے در پے چیخوں سے گونج اٹھا۔

"بولو جواب دو"۔ ڈیگ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ بڑے سفاکانہ اور وحشیانہ انداز میں خنجر کے وار مادام مارتھا کے بندھے ہوئے بازوؤں پر مسلسل اور پے در پے کئے چلا جا رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم"۔ مادام مارتھا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوب گئی۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گئی تھی۔

"اسے واقعی نہیں معلوم"۔ اچانک انہیں دروازے سے ایک اجنبی آواز سنائی دی اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر مڑے تو دروازے پر ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا ایشیائی کھڑا تھا۔ جس کا چہرہ انتہائی بارعب اور باوقار تھا۔ ڈیگ کا وہ ہاتھ جس میں خنجر تھا تیزی سے حرکت میں آنے ہی لگا تھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور ڈیگ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔

"ڈیگ ڈیگ۔ تم۔ تم، یہ۔ یہ۔" ایلسیا نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور فرش پر تڑپتے ہوئے ڈیگ پر جھک گئی۔

"ڈیگ صاحب سے اب تمہاری ملاقات قیامت کے بعد ہی ہو سکے گی لڑکی"۔ آدمی نے اسی طرح کرخت

لہجے میں کہا۔اسی لمحے ڈیگ کا جسم ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہو گیا۔

تم۔تم نے اسے مار دیا۔کون ہو تم"۔ایلسیا نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"میرا نام کرنل فریدی ہے جس کے متعلق تم مادام مارتھا سے پوچھ رہی تھی"۔اس آدمی نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا تو ایلسیا بے اختیار اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔لیکن اس سے پہلے کے مزید کوئی بات ہوتی۔اچانک باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ ایلسیا سنبھلتی کرنل فریدی کا ہاتھ گھوما اور ایلسیا چیختی ہوئی اچھل کر نیچے جا گری۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں اچانک کوئی جوالا مکھی پھوٹ پڑا ہو۔اور یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا دوسرے لمحے اس کے ذہن پر اندھیرے جھپٹ پڑے اور اس کے تمام احساسات یکلخت فنا ہو کر رہ گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اخبار بینی میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خویش بول رہا ہوں"۔عمران نے رسیور اٹھاتے ہی اپنی عادت سے مجبور ہو کر اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"فریدی بول رہا ہوں"۔دوسری طرف سے کرنل فریدی کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"فریادی۔اوہ اوہ۔مگر میں نے صرف ڈگریاں لے رکھی ہیں اقتدار نام کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے جناب۔ڈیڈی تو لاکھ کہتے رہے کہ ان ڈگریوں کے بعد حکومت۔میرا مطلب ہے کہ اقتدار کی کسی اونچی بڑی کرسی پر قبضہ کر لوں اور فریادیوں کی فریاد سنوں مگر میرا خیال تھا کہ موجودہ دور میں فریادی رہے ہی نہیں۔

اب

تو عرض گزار قسم کے لوگ رہ گئے ہیں جو درخواستوں کے نیچے عرضے لکھ کر عرضیاں بھیجتے رہتے ہیں اور میں نے اتنے سال محنت اس لئے نہیں کی تھی کہ میں بیٹھا یہ عرضیاں پڑھتا رہوں اس لئے جناب فریادی صاحب

آپ کو کسی نے غلط نمبر دے دیا ہے"۔عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"میرا خیال تھا کہ مادام مارتھا کے پیچھے تم ایکریمیا آؤ گے"۔دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"مادام مارتھا کے پیچھے۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مجھے معلوم ہے کہ آپ وہاں موجود ہیں اور آپ کی موجودگی میں میرا مادام مارتھا کے پیچھے جانا سوائے بدذوقی کے اور کیا ہو سکتا ہے"۔عمران نے جان بوجھ کر بات کو دوسرے رخ پر موڑتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ملک کے سپیشل اسٹور سے انتہائی قیمتی سائنسی آلہ چرا لیا گیا اور تم وہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو۔کیا اب چیف سے چیک ملنے کی امید نہیں رہی یا مادام مارتھا پسند نہیں آئی"۔کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھ سے تو قسم لے لیجئے کہ میں نے مادام مارتھا کو دیکھا بھی ہو البتہ نام سن کر دل ضرور بجھ گیا تھا لیکن آپ خیریت سے ہیں تو کافرستان چھوڑتے ہی کہیں تنہائی کا احساس تو نہیں ہونے لگ گیا"۔عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تم وہاں مادام مارتھا کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے ہو گے تاکہ اس سے کلیو لے کر یہاں آسکو۔مجھے تمہاری فطرت اور سوچ کا بخوبی علم ہے لیکن اب مادام مارتھا اور وہ نازی رفعت دونوں کی واپسی نہیں ہو سکے گی جہاں تک تمہارے اس "آئی ایس سی" کا تعلق ہے وہ میں نے واپس بک کرا دیا ہے۔"کرنل فریدی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔کیا مطلب۔تو میری ساری کی ساری تیاریاں دھری کی دھری رہ گئیں۔میں نے تو سوچا تھا کہ اس بار خوب سرکاری خرچ پر تفریح کروں گا اور واپسی میں چیف سے ایک موٹا سا چیک بھی مار لوں گا۔لیکن آپ

نے میری ساری امیدوں پر اوس بلکہ تیز بارش برسا دی ہے"۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"وہ مسئلہ ہی ختم ہو گیا ہے جس کے لئے اتنی لمبی بھاگ دوڑ ہو رہی تھی۔ تساکی کے سلطان نے حکومت ایکریمیا کے ایک ہی دھمکی آمیز خط پر ایٹمی ریسرچ سنٹر ہی بند کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور نہ صرف اعلان کر دیا ہے۔ بلکہ اسے عملی طور پر ختم بھی کر دیا ہے اور اب میں تساکی کے سلطان کو تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ تمہاری تفریح اور چیک کی خاطر اسے دوبارہ شروع کرا دے"۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کرنل"۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیوں ایسے نہیں ہو سکتا۔ وجہ"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"وجہ یہی ہے کہ یہ ایٹمی ریسرچ سنٹر اگر اس طرح بند کرنا تھا تو پھر اس کا آغاز ہی کیوں کیا گیا اور اگر یہ اس طرح بند ہو سکتا تھا تو پھر حکومت ایکریمیا کو کیا ضرورت تھی اتنی لمبی چوڑی منصوبہ بندی کرنے کی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں تمہاری یہ بات درست ہے لیکن اصل واقعات کچھ اور ہیں۔ ایکریمیا دراصل تساکی کے سلطان کو سبق دینا چاہتا تھا کہ آئندہ کسی بھی مسلم ملک کو جرات نہ ہو سکے کہ وہ اس طرح ایٹمی ریسرچ کے بارے میں سوچ سکے لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب میں نے اسلامی سیکورٹی کا چارج نہ سنبھالا تھا۔ جب میں نے ایکریمیا میں کام شروع کیا تو انہیں اس کی اطلاع مل گئی۔ نتیجہ یہ کہ انہوں نے سبق سکھانے کا ارادہ ترک کر کے سلطان کو دھمکی دے کر اپنا کام کرا لیا"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یقیناً حکومت ایکریمیا آپ سے خوفزدہ ہو گئی ہے۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ۔ واقعی اسے ڈرنا بھی چاہئے تھا آخر آپ کرنل ہیں کوئی میری طرح عام سے سویلین تو نہیں ہیں"۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر کرنل

فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا طنز واقعی جاندار ہے لیکن تمہیں حالات کا علم نہیں ہے۔ وہ مجھ سے نہیں ڈرے بلکہ انہوں نے دراصل اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ

رکھنے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ نتیجہ تم خود نکال لینا۔ آئرن راڈ کی اس منصوبہ بندی کا علم ہوتے ہی میں ایکریمیا پہنچ گیا پھر میں نے ان کی نگرانی شروع کرا دی۔ میرا مقصد یہ تھا کہ جب وہ تساکی پہنچیں تو وہاں ان پر وار کیا جائے لیکن اس دوران انہیں میری ایکریمیا میں موجودگی کا علم ہو گیا۔ چنانچہ وہ تنظیم آئرن راڈ انڈر گراؤنڈ کر دی گئی۔ پھر تمہارا فون ملا تو میں نے "آئی ایس سی" کو حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کا مشن مکمل نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن ڈیفنس سیکرٹری یا اس کے کسی اہم مہرے تک پہنچنے کا کوئی کلیو نہ مل رہا تھا۔ پھر مادام مارتھا اور اس کی ساتھی عورت نازی رفعت کا سراغ ملا تو میں نے ایک منصوبہ بندی کی۔ مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹری ڈیفنس کو انتہائی سخت قسم کے سائنسی حصار میں رکھا جاتا ہے اور اس کو براہ راست ملنے والی ہر کال کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے مادام مارتھا سے جو حکومت ایکریمیا کی تمہارے ملک میں فارن ایجنٹ تھی سیکرٹری ڈیفنس کو براہ راست فون کرایا اور پھر اسے چھوڑ کر میں واپس آ گیا۔ لیکن میں نے اس کوٹھی کی نگرانی کرائے رکھی، اندر ایک طاقتور ڈکٹافون بھی نصب تھا اور اس کے بعد میرے منصوبے کے عین مطابق ایک گروپ وہاں مادام مارتھا کے پاس پہنچ گیا، وہ مادام مارتھا سے میرا پتہ پوچھنا چاہتے تھے لیکن میرے ساتھ ساتھ اس ڈیفنس سیکرٹری نے بھی منصوبہ بندی کی تھی۔ اسے شاید اندازہ تھا کہ میں نگرانی کراؤں گا اور جو مادام مارتھا کے پاس میرا پتہ پوچھنے جائے گا، میں

اس سے ملوں گا اس طرح وہ مجھے ختم کر سکتے تھے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ ایک پیشہ ور قاتلوں کا گروپ جس میں ایک لڑکی ایلسیا اور ایک نوجوان ڈیگ شامل تھا اس کوٹھی میں پہنچا، اس سے پہلے یہاں ایک زیر زمین دنیا میں

کام کرنے والا گروپ جس کا نام راڈرک تھا اس نے کوٹھی پر ریڈ کیا بعد میں وہ چلے گئے۔ میرے آدمیوں نے انہیں روک لیا، ان سے ایلسیا اور ڈیگ کا پتہ چلا۔ میں ایلسیا اور ڈیگ کے پاس پہنچا تو اچانک ڈیفنس سیکرٹری کے خاص آدمی مارتھر نے اپنے گروپ کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا لیکن اس کوٹھی میں خفیہ سرنگ تھی جس کا میں نے پتہ چلوا لیا تھا۔ میں اور کیپٹن حمید اس ایلسیا کو لے کر اس سرنگ سے باہر چلے گئے، جبکہ میرے آدمیوں نے اس حملہ آور گروپ کے انچارج کو پکڑ لیا لیکن وہ بھی عام پیشہ ور گروپ تھا لیکن ایلسیا سے مجھے مارتھر کا پتہ چل گیا اور پھر میں نے مارتھر کو گھیر لیا، آئرن راڈ کے بعد یہ مشن مارتھر کے ذمے لگایا گیا تھا۔ مارتھر سے مجھے "آئی ایس سی" بھی مل گیا۔ میں نے مارتھر اور اس کے پورے گروپ کا خاتمہ کرا دیا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ حکومت ایکریمیا نے تساکی کے سلطان کو دھمکی دے کر وہ ایٹمی ریسرچ سنٹر ہی ختم کرا دیا ہے، میں نے سلطان سے براہ راست بات کی تو اس نے اس بات کی تصدیق کر دی۔ اس کے مطابق وہ کسی بھی صورت ایکریمیا جیسی سپر پاور سے ٹکر نہیں لے سکتا۔ چنانچہ مشن ختم ہو گیا۔ تمہارا آلہ میں نے تمہارے نام پاکیشیا کے لئے بک کرا دیا ہے اور اس وقت میں دماک سے ہی بات کر رہا ہوں"۔ کرنل فریدی نے پوری تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔

"ہونہہ آپ نے واقعی انہیں کارنر کر دیا تھا۔ لیکن آپ کی کارکردگی نے میری معاشیات میں جو گڑبڑ کر دی ہے اس کا کیا علاج ہو گا۔ میں تو خوش ہو رہا تھا کہ آپ جیسا عظیم جاسوس اسلامی ملک کو مل گیا ہے لیکن اب تو مجھے اپنی معاشی کشتی ڈوبتی نظر آ رہی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو میں تمہارے چیف سے تمہاری سفارش کر دوں گا کہ وہ تمہاری معاشی کشتی کو ڈوبنے نہ دے۔ خدا حافظ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"پیرو مرشد واقعی بھولا بادشاہ ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"تم ساری رات کلاسیکل میوزک کا ریاض تو نہیں کرتے رہتے کہ صبح صبح تمہاری سریلی آواز بڑی سریلی اور پوری طرح "لے" میں ہوتی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے تم بولنے کی بجائے پکا راگ گا رہے ہو۔ ایسا کرو اس حقیر سی تنخواہ پر لات مارو اور کوئی ثقافتی گروپ بنا کر ایکریمیا پہنچ جاؤ۔ ایک دو شو کے بعد ہی سارے دلدر دور ہو جائیں گے۔ بشر طیکہ کہ تم ایکریمیوں کے ہاتھوں زندہ بچ کر واپس آ سکے تو"۔ عمران نے کہا۔

"سوری عمران صاحب، آج نجانے کیوں گلا بیٹھ گیا ہے"۔ دوسری

طرف سے پی اے نے کہا۔

"کچھ کھلاؤ پلاؤ گے، گلے کو تو بیچارے میں کھڑے ہونے کی سکت بھی پیدا ہو گی اگر یہی حال رہا ہو تو بیٹھنے کے بعد لیٹنے کی بھی نوبت آ سکتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے پی اے کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس نے شاید جان چھڑوانے کے لئے مزید کوئی بات کرنے کی بجائے لائن سر سلطان سے ملوا دی۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ آج صبح صبح کیسے کال کر لی"۔ سر سلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"واہ کیا نکھری ہوئی بلکہ شبنم سے دھلی ہوئی آواز ہے، ماشاءاللہ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کا مستقبل واقعی انتہائی شاندار رہے گا"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ آج میری آواز کی تعریف تمہیں کیسے یاد آ گئی، کوئی خاص بات ہے کیا"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھی چیز کی تعریف نہ کرنا بھی بخیلی میں شامل ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو واقعی مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوتا رہا ہے ورنہ تو مجھے تمہاری آواز کے قصیدے باقاعدگی سے گانے چاہیے تھے"۔ سرسلطان نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے صبح صبح آپ کا موڈ خاصا خوشگوار ہوتا ہے چلو آج پتہ چل گیا ہے، اب میں ناشتے کے بعد یہی کام کیا کروں گا، آپ کو فون کرنے

کا"۔ عمران نے کہا۔

"یعنی تم نہیں چاہتے کہ میرا موڈ صبح کو خوشگوار ہو"۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے جواب دیا اور عمران ان کے خوبصورت جواب پر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"بہت خوب واقعی آج آپ کی طبیعت زوروں پر ہے بہر حال میں نے فون اس لئے کیا تھا کہ آپ کو بتا دوں کہ آپ نے تساکی کے سلطان کو جو تجویز بھجوائی تھی کہ وہ ایکریمیا کے کہنے پر اپنا ظاہری ایٹمی ریسرچ بند کر دے وہ کامیاب ہو گئی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے مجھے سرکاری طور پر اس کی اطلاع مل گئی تھی لیکن میرا خیال ہے کہ عمران بیٹے کہ ہمیں اس پر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا کو اصل سنٹر کو علم ہو اور وہ خاموشی سے اس پر وار کر دے"۔ سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کی فکر مت کریں میری ٹیم کے آدمی وہاں موجود ہیں دوسری بات یہ کہ جس آلے کی مدد سے وہ یہ سنٹر تباہ کرنا چاہتے تھے وہ آلہ کرنل فریدی نے ان سے واپس حاصل کر کے واپس پاکیشیا بجھوا دیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں ہمارے اصل والے سنٹر کا علم نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو اس کے باوجود میرا یہی خیال ہے کہ تمہیں ہوشیار رہنا چاہئے"۔ سرسلطان نے کہا۔

ہوش میں تو چھوہارے کھانے کے بعد ہی آتا ہے آدمی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف

سے سرسلطان کے قہقہے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس تبدیل کر کے باہر آیا اور سلیمان کو آواز دے کر اس نے دروازہ بند کرنے کو کہا اور فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"صبح صبح خیریت عمران صاحب یہ تو آپ کا اخبار بینی کا وقت ہوتا ہے"۔ آپریشن روم میں موجود بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آج کل اخبار والے ویسی کوئی تصویر ہی نہیں چھاپتے کہ بینی کی نوبت آئے بس وہی اغوا قتل اور وحشت ناک سیاسی خبریں جن کی بینی کے بعد بینائی ہی غائب ہوتی محسوس ہوتی ہے"۔ عمران نے کرسی کھسکا کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لارک کارپوریشن"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشا سے پرنس بول رہا ہوں، آپ کے ہاں ایک اسٹنٹ مینجر صاحب ہیں مسٹر نوفل کیا آپ ان سے میری بات کرا سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کیجئے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نوفل بول رہا ہوں"۔ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"اگر بولنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر تمہارا یہ شوق ہائیڈ پارک میں ہی پورا ہو سکتا ہے وہاں تم جو چاہے بولتے رہو کوئی تمہیں روکنے والا نہیں ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کیا یہی مشورہ دینے کے لئے فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد خوشگوار

تھا۔

"اگر تمہیں یہ مشورہ پسند آجائے تو فیس بھجوا دینا۔ آج کل مشورہ فیس پر ہی گزارا ہے"۔ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"سوری میرے پاس فالتو رقم نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"فیس کا نام سنتے ہی بھاگ گیا، پتہ نہیں لوگ مشورے کی فیس دینے میں کیوں بخیلی سے کام لیتے ہیں۔، حالانکہ مشورہ بذات خود بڑا قیمتی ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایک خصوصی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"کیا یہ گفتگو کوڈ تھی"۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"مشورہ ہمیشہ کوڈ میں ہوتا ہے۔اب یہ مشورے پر عمل کرنے والے کا کام ہے کہ وہ اس کوڈ کو کس طرح سمجھتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ہاتھ ہٹایا اور اطمینان سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کی یہاں آمد کی وجہ وہی ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا تھی۔

"آپ نے ایکریمیا جانے کا ابھی پروگرام فائنل نہیں کیا، ٹیم بوریا بستر لپیٹے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کروں سیکرٹ سروس کے بوریا بستر لپیٹنے سے پہلے ہی مجرموں نے اپنا بوریا بستر لپیٹ لیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب کیا وہ تسا کی والا کیس ختم ہو گیا ہے"۔، بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں کرنل فریدی کا فون آیا تھا اور اس نے یہ خوشخبری سنائی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور

ساتھ ہی کرنل فریدی کی کال کی ضروری باتیں بھی بتا دیں۔

"لیکن اصل ریسرچ سنٹر تو ظاہر ہے ختم نہ ہوا ہو گا۔اس کا کیا ہوا"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"یہی معلوم کرنے کے لئے تو نوفل کو ہائیڈ پارک جا کر بولنے کا مشورہ دیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہو گئی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو نوفل کالنگ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے نوفل کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں، اتنی دیر کال کرنے میں لگا دی، میں سمجھا تھا کہ کہیں واقعی ہائیڈ پارک تو نہیں چلے گئے تھے اوور"۔ عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہائیڈ پارک تو گریٹ لینڈ میں ہے عمران صاحب اور میں ایکریمیا کے دارالحکومت میں ہوں۔ اگر وہاں جاتا تو پھر تو آپ کو ایک ہفتہ کال کا انتظار کرنا پڑتا اوور"۔ دوسری طرف سے نوفل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کیا جولین نوفل گریٹ لینڈ چلی گئی ہے، مگر اسے تو گریٹ لینڈ کے نام سے ہی نفرت تھی اوور"۔ عمران نے لہجے کو حیرت زدہ کرتے ہوئے کہا۔

"جولین۔ یہ جولین کا تذکرہ کہاں سے آ گیا۔ وہ تو یہیں ہے اوور"۔ نوفل نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے گریٹ لینڈ میں کوئی اور ہائیڈ پارک بھی بنا رکھا ہے، اچھا میں بتاتا ہوں جولین کو پھر وہ تم سے خود ہی پارک کا حدود اربعہ معلوم کر لے گی اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'اوہ اوہ تو آپ کا ہائیڈ پارک سے یہ مطلب تھا۔ سوری میں سمجھا آپ اصل ہائیڈ پارک کی بات کر رہے ہیں جہاں سرکاری طور پر ہر قسم کی بات کرنے کی آزادی ہوتی ہے اوور"۔ نوفل نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا وائف کے سامنے بات کرنے سے پہلے باقاعدہ سرکاری اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے، حیرت ہے بڑا دلچسپ قانون بنالیا گیا ہے ایکریمیا میں اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی اسے ہائیڈ پارک ہی کہا جاسکتا ہے۔ بہر حال حکم فرمائیں آج اتنے طویل عرصے بعد آپ کو میری یاد کیسے آگئی اوور"۔ نوفل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ مسٹر نوفل اب تک نجانے کتنا قرضے کے نیچے دب چکا ہو گا۔ کیوں نہ اسے اس قرضے کی دلدل سے باہر کھینچ لیا جائے۔ کیا خیال ہے ایک لاکھ ڈالر میں دلدل سے باہر آجاؤ گے یا نہیں۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص کام ہے۔ فرمائیے۔ اوور"۔ نوفل نے کہا۔

'ارے کوئی خاص کام نہیں ہے۔ خاص کام تو میں مفت میں کرالیا کرتا ہوں بس جولین کو فون کرنا پڑے گا اور پھر جیسے ہی تم گھر پہنچو گے خاص کام کا آغاز ہو جائے گا اور تمہارے آئندہ ایک دو ہفتے ہسپتال کے بستر پر ہائے ہائے کرتے گزر جائیں گے اوور"۔ عمران نے کہا۔

"خدا آپ سے پوچھے۔ کہیں واقعی جولین کو کوئی الٹی سیدھی پٹی نہ پڑھا دیجئے۔ وہ آج کل ویسے ہی مجھ سے مشکوک ہو رہی ہے اوور"۔

دوسری طرف سے نوفل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا چلو معاف کیا۔ اب میری بات غور سے سن لو، کام انتہائی تیز رفتاری سے ہونا چاہئے۔ اسلامی ملک تساکی میں ایٹمی ریسرچ سنٹر کے خلاف ڈیفنس سیکرٹری نے ایک مشن ایک سرکاری تنظیم آئرن راڈ کے ذمے لگایا تھا۔ لیکن کرنل فریدی کے ایکریمیا پہنچ جانے پر آئرن راڈ سے یہ مشن واپس لے لیا گیا۔ اس کے بعد حکومت ایکریمیا نے تساکی کے سلطان کو دھمکی دے کر یہ ایٹمی ریسرچ سنٹر ویسے ہی بند کرا دیا۔ اس طرح یہ مشن ختم

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہو گیا۔ لیکن تساکی میں ایک اور خفیہ ایٹمی ریسرچ سنٹر بھی ہے جس کا علم سوائے تساکی کے سلطان کے اور کسی کو نہیں ہے۔ تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا ڈیفنس سیکرٹری کو اس خفیہ سنٹر کے بارے میں بھی علم ہے یا نہیں۔ بس اتنی سی بات ہے اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو واقعی میرے لئے عام سا کام ہے۔ میں آپ کو جلد ہی رپورٹ دے سکتا ہوں اوور"۔ نوفل نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری کی کمپیوٹر پروگرامنگ کا سارا کام تم ہی کرتے ہو۔ اس لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کیا ایک گھنٹے کے اندر مجھے رپورٹ مل سکتی ہے اوور"۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک گھنٹہ نہیں البتہ دو گھنٹے بعد رپورٹ دے سکتا ہوں۔

اوور"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔ میں انتظار کروں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اگر حکومت ایکریمیا کو ہمارے اس خفیہ سنٹر کا علم ہوا تو کیا آپ کرنل فریدی کو اس کی اطلاع دیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں یہ ہمارے ملک کا معاملہ ہے اور ہم اپنے معاملات سے خود ہی نپٹیں گے"۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں لائبریری جا رہا ہوں۔ تاکہ تساکی کے بارے میں ذرا تفصیلی مطالعہ کر لوں آج سے پہلے کبھی تساکی جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہو سکتا ہے وہاں جانا ہی پڑ جائے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ لائبریری میں تقریباً دو گھنٹے گزارنے کے بعد جب عمران واپس آپریشن روم پہنچا تو اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہو گئی اور عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ بلیک زیرو کچن

میں گیا ہوا تھا۔

"نوفل کالنگ اوور"۔ نوفل کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران بول رہا ہوں اوور"۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے یں کہا۔

"عمران صاحب اس خفیہ سنٹر کے بارے میں حکومت ایکریمیا کو مکمل معلومات ہیں۔ مشن کے خاتمے کا اعلان ڈیفنس سیکرٹری نے صرف کرنل فریدی اور تساکی کے سلطان کو مطمئن کرنے کے لئے کیا ہے۔اس خفیہ سنٹر کو ڈیفنس سیکرٹری نے ریڈ کراس کا نام دے
رکھا ہے اور ریڈ کراس مشن کے لئے انتہائی اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے ایکریمین کمانڈوز کی سب سے پاور فل اور خطرناک تنظیم نائٹ فائٹرز کے ذمے لگایا جائے۔ چنانچہ سرکاری طور پر ریڈ کراس مشن نائٹ فائٹرز کے ذمے لگایا گیا ہے اوور"۔ نوفل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"نائٹ فائٹرز۔ یہ کون سی تنظیم ہے۔ میں تو پہلی بار یہ نام سن رہا ہوں اوور"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تنظیم ابھی حال ہی میں قائم کی گئی ہے اور اسے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے، حتیٰ کہ ڈیفنس سیکرٹری بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ براہ راست صدر کے تحت ہے اور انتہائی اہم ترین مشنز اس کے ذمے لگائے جاتے ہیں۔ ویسے اتنا سنا ہے کہ اس میں زیادہ یہودی کمانڈوز بھرتی کیے گئے ہیں اور اس کا عملی سربراہ کوئی لارڈ ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہے اوور"۔ نوفل نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ اب یہ بتادو کہ ایک لاکھ ڈالر کہاں بھجوادوں۔ جولین کے پتے پر بھجوادوں اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں پلیز عمران صاحب ایسا نہ کرنا آپ یہ میرے نام لارک کارپوریشن کے پتے پر ہی بھجوادیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے اوور"۔۔ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او۔کے پہنچ جائیں گے اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرا خدشہ درست ثابت ہوا اگر ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے تو کام خراب ہو جاتا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کام وہ پہلے بھی تو کر سکتے تھے۔ پہلے اسے عام سی تنظیم کے ذمے لگانا اور "آئی ایس سی" چرانا اس سب چکر کی کیا ضرورت تھی"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں نہیں معلوم بلیک زیرو، اس قسم کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے انتہائی پیچیدہ انداز میں تفصیلات طے کرنی پڑتی ہیں۔ یہ ساری گیم اس لئے کھیلی گئی تا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی اور ایجنسی کو اس بارے میں کوئی سراغ مل بھی جائے تو وہ اس چکر میں الجھی رہے اور پھر اچانک اس مشن کو ختم کر کے اسے مطمئن کر دیا جائے۔ اس کے بعد اصل کام شروع کیا جائے پھر کسی کا خیال اس کی طرف نہ جائے گا اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں۔ کرنل فریدی بھی مطمئن ہو کر واپس چلا گیا ہے۔ سلطان تساکی بھی مطمئن ہو گیا اور ایک لحاظ سے ہمیں بھی مطمئن ہو جانا چاہئے اور اگر نوفل والی ٹپ میرے پاس نہ ہوتی تو ہمیں بھی اس بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکتی تھی۔ نتیجہ یہ کہ وہ نائٹ فائٹرز ریڈ کراس مشن کو کھود ڈالتے اور ہم بیٹھے صرف باتیں ہی کرتے رہ جاتے۔ وہاں ایکریمیا میں اپنے ایجنٹ کو کہہ دو کہ وہ نوفل اسسٹنٹ مینجر لارک کارپوریشن کے پتے پر ایک لاکھ ڈالر بھجوادے، نوفل نے ہمارے لئے انتہائی اہم کام کیا ہے اتنی رقم اس کا حق ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس فائیو سٹار آرگنائزیشن"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری پاسکل سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس ہولڈ کیجئے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پاسکل بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا"۔ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس پرنس فرمائیں کیا حکم ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سپیشل سیکشن کام کر رہا ہے ناں"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس پرنس لیکن فیس ڈبل کر دی گئی ہے اور صرف سپیشل ممبرز کے لئے اسے اوپن رکھا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ حکومت ایکریمیا نے ایک نئے تنظیم قائم کی ہے۔ نئی ان معنوں میں کہ اسے قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ تنظیم کا نام ہے نائٹ فائٹرز اس بارے میں جو معلومات بھی ہوں وہ مجھے چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نصف گھنٹے بعد دوبارہ فون کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر نصف گھنٹہ گزرنے کے بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فائیو سٹار آرگنائزیشن"۔ وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

"پاسکل سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کیجئے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پاسکل کی آواز سنائی دی۔

"پاسکل بول راہ ہوں"۔ پاسکل کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا۔ عمران نے جواب دیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اوہ یس پرنس میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ انتہائی مختصر سی معلومات دستیاب ہیں کیونکہ اس تنظیم کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے"۔ پاسکل نے قدرے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہیں وہ بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"اس کے چیف کا نام جرگن ہے۔ یہ جرگن پہلے ایکریمیا کے نیوی کمانڈوز کا چیف بھی رہا ہے۔ ناراک کے لوتھر ایونیو میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ لیکن بظاہر یہ امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر ہے۔ جرگن کے ساتھ اس تنظیم میں تقریباً پندرہ کمانڈوز ہیں جنہیں ایکریمیا کی مختلف فورسز سے حاصل کیا گیا ہے اور جرگن سمیت تمام کے تمام یہودی نژاد ہیں اور ان سب کو خصوصی طور پر طویل ٹریننگ دی گئی ہے"۔ پاسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جرگن کا حلیہ اور اس کی دیگر تفصیلات"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو جواب میں پاسکل نے حلیہ اور دوسری تفصیلات بتا دیں۔

"کتنا معاوضہ بجھواؤں"۔ عمران نے کہا۔

"سوری سر آپ لائف ممبر ہیں۔ اس لئے کسی معاوضے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے ہمارے پاس اس جرگن کی فائل موجود ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا جو اس دوران واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہاں وہ لے آؤ اس میں مزید تفصیلات موجود ہوں گی"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کرسی سے اٹھا اور ریکارڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کرنل فریدی سپیکنگ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیا کوئی خاص بات سامنے آئی ہے"۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"نائٹ فائٹرز ایکریمین کمانڈوز کی ایک نئی تنظیم ہے۔ جس کا چیف جرگن ہے جو پہلے ایکریمیا کے نیوی کمانڈوز کا بھی چیف تھا اور جو

مشن آپ کے خیال کے مطابق ختم ہو چکا ہے وہ اب نائٹ فائٹرز کے ذمے لگا یا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں تا کہ کل کو آپ یہ نہ کہیں کہ عمران نے از خود ہی چیک حاصل کر لیا اور میرے ٹی اے ڈی اے کا خیال تک نہیں کیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ مشن۔ کیا مطلب۔ وہ مشن تو ختم ہو گیا، تساکی کے سلطان سے میری خود بات ہوئی ہے"۔ کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جو مشن آپ کے سامنے تھا وہ واقعی ختم ہو گیا ہے لیکن جو مشن ایکریمین حکومت کے سامنے تھا وہ ختم نہیں ہوا۔ اب چونکہ آپ کا کافرستان سے براہ راست تعلق نہیں رہا۔ اس لئے اب آپ کو اس سلسلے میں بتایا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس خفیہ سنٹر کے بارے میں تفصیلات بتا دیں جو پاکیشیا نے تساکی میں قائم کیا تھا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے اب تمہارا کیا پروگرام ہے"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ظاہر ہے چیک کے حصول کے لئے کام نکل آیا ہے۔ چند ساتھی اس سنٹر میں پہنچ چکے ہیں باقی ساتھیوں سمیت میں اب ان نائٹ فائٹرز کا شو دیکھنے نارا ک جاؤں گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران تمہارے اس اعتماد کا بے حد شکریہ کہ تم نے مجھے پاکیشیا کا انتہائی اہم ترین راز بتا دیا ہے، لیکن چونکہ

پاکیشیا اور تساکی دونوں ہی اسلامی ملک ہیں اس لئے تمہیں حرکت میں آنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی ان نائٹ فائٹرز سے نمٹ لوں گا"۔ کرنل فریدی نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"کرنل صاحب آپ کی آفر کا بے حد شکریہ لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ دوسرے اسلامی ممالک کے خلاف ہونے والی سازشوں پر توجہ دیں، ابھی پاکیشیا میں عمران زندہ ہے اور جب تک عمران زندہ ہے تب تک پاکیشیا کے مفادات کی نگہبانی اس کی ذمہ داری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ تم ناراض ہو گئے۔ ایسی کوئی بات نہیں میں تمہاری صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں بہر حال اگر تم خود ان کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو شوق سے کرو لیکن ظاہر ہے تم مجھے تو کام کرنے سے نہیں روک سکتے اس لئے میں اپنے طور پر ان کے خلاف کام کروں گا۔ مقصد تو بہر حال اسلامی ممالک کے مفادات کا تحفظ ہی ہے، کسی سے بھی ہو جائے"۔۔۔ کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اگر آپ واقعی کام کرنا چاہتے ہیں تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم دونوں علیحدہ علیحدہ فیلڈ منتخب کر لیتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے پہلی چوائس تمہاری ہو گی تم جو چاہو فیلڈ منتخب کر لو"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آپ تساکی میں پاکیشیا کے اس خفیہ سنٹر کے گرد دوسرا حفاظتی حصار قائم کر دیں۔ وہاں جانے والی ٹیم کا صفدر انچارج ہے۔ وہ آپ کو جانتا ہے، میں اسے کال کر کے آپ کے متعلق بتا دوں گا۔ آپ اس سے بات کر لیں وہ اس سنٹر کا محل وقوع آپ کو بتا دے گا۔ اندرونی طرف صفدر اور اس کے ساتھی رہیں گے بیرونی نگرانی آپ کر لیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں صفدر کی صلاحیتوں کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بے حد ہوشیار اور باصلاحیت آدمی ہے۔ اس کی موجودگی میں وہاں میری نگرانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اصل ٹارگٹ یہ نائٹ فائٹرز ہیں۔ ایسا کرتے ہیں

تم اپنے طور پر ان کے خلاف کام کرو میں اپنے طور پر کام کرتا ہوں۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر حکومت ایکریمیا کو اس سنٹر کا علم ہو گیا ہے تو وہ ایک کے بعد دوسری تنظیم بھیج دیں گے۔ دوسری کے بعد تیسری"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"میری اس آئیڈیے پر حکومت سے بات ہوئی ہے۔ ان کے مطابق جس کام کے لئے یہ سنٹر قائم کیا گیا ہے اس کی تکمیل میں صرف ایک ماہ کا مزید عرصہ درکار ہے اگر ایک ماہ تک ہم ایکریمین ایجنسیوں کو روک لیں تو پھر کام مکمل ہو جائے گا اور یہ سنٹر ختم کر دیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے جار گن کو میں اچھی طرح جانتا ہوں ایک کیس میں وہ مجھ سے ٹکرا چکا ہے مجھے یقین ہے کہ میں اسے تلاش کر لوں گا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوکے۔ پاکیشیا کی طرف سے پیشگی شکریہ قبول فرمائیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ لیجئے فائل لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ کرنل فریدی کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے جو کال کے دوران واپس آ چکا تھا، سامنے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کو یقیناً علم ہو جاتا اور پھر وہ یہی سمجھتا کہ ہم نے اس پر اعتماد نہیں کیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اسے بتا دوں اب اگر وہ کام کرتا ہے تو ظاہر ہے اس سے پاکیشیا کا ہی مفاد پورا ہو گا کافرستان کا نہیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کھولی اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

"اس میں تو سب پرانی باتیں ہیں البتہ ایک کلیو مل گیا ہے اس جر گن کی ایک گرل فرینڈ ہے کومیلا اس کا پتہ درج ہے شاید اس سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں"۔ عمران نے فائل بند کرتے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سپر گرین کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"مس کومیلا سے بات کرائیں۔ میں مائیکل کرافٹ بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"یس۔ ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کومیلا بول رہی ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کومیلا میں مائیکل بول رہا ہوں۔ جر گن سے انتہائی ضروری کام
ہے لیکن وہ کہیں دستیاب نہیں ہو رہا۔ میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ لوں کیونکہ تمہیں تو بہر حال اس کی مصروفیات کا علم رہتا ہی ہے"۔ عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے لہجہ ایکریمین ہی تھا۔

"جر گن تمہیں یہاں کیسے مل سکتا ہے۔ وہ تو اپنے بزنس کے سلسلے میں جار جیا گیا ہوا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کا فون آیا تھا اس نے بتایا تھا کہ وہ تین چار روز بعد آئے گا اور پھر اسے فوری طور پر خلیج کے کسی ملک میں جانا ہے وہاں کوئی ضروری میٹنگ ہے۔ کومیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو تین روز بعد جب آئے گا تب ہی ملاقات ہو جائے گی۔ ایک دو روز تو ٹھہرے گا ہی وہ"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں شاید ایک رات کے لئے ٹھہر جائے"۔ کومیلا نے جواب دیا۔

"او۔ کے شکریہ"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس روانگی کا طبل بجا دو۔ آج رات کی فلائٹ پر ٹکٹیں بھی بک کرا لینا۔ میں ائیر پورٹ پہنچ جاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس جرگن سپیکنگ"۔ بولنے والے کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"ٹیلسن بول رہا ہوں باس ناراک سے"۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ یس کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"۔ جرگن نے چونک کر کہا۔

"باس تساکی میں باوجود کوشش کے اس خفیہ سنٹر کے بارے می کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ سلطان تساکی کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ یہ سنٹر ان سے بھی خفیہ رکھا گیا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"پھر اب کیا کریں سنٹر کے بارے میں جب تک معلومات نہ ملیں گی۔ مشن کیسے مکمل ہو گا"۔۔۔ جرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس ایک صورت ہے اگر آپ پسند کریں تو"۔ دوسری طرف سے ٹیلسن نے کہا۔

"کون سی صورت ہے کھل کر بات کرو"۔ جرگن نے کہا۔

"باس اس کا علم پاکیشیا سے ہو سکتا ہے۔ اگر وہاں کوشش کی جائے تو"۔ ٹیلسن نے جواب دیا۔

"نہیں وہاں کام کرنے کی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس تک بات پہنچ جائے گی اور وہ ہمارے پیچھے لگ جائیں گے۔ پہلے ہی حکومت نے بڑی مشکل سے کرنل فریدی سے پیچھا چھڑوایا ہے"۔ جرگن نے کہا۔

"اس کے علاوہ تو کوئی صورت میرے ذہن میں نہیں آ رہی۔ آپ کا کوئی دوست مائیکل ہے پاکیشا میں"۔ ٹیلسن نے کہا تو جرگن چونک پڑا۔

"پاکیشیا میں دوست مائیکل کیا مطلب"۔ جرگن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو روز پہلے مادام کو میلا کو کسی نے کلب فون کیا تھا۔ اس نے اپنا نام مائیکل بتایا تھا اور آپ کو اپنا دوست بتایا تھا۔ وہ آپ کی مصروفیات کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ مادام نے اسے بتایا کہ آپ بزنس کے سلسلے میں جارجیا گئے ہیں اور تین روز بعد واپس آئیں گے اور

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

پھر خلیج کے کسی ملک میں جائیں گے۔ اس پر اس نے فون بند کر دیا۔ میں اس وقت فون روم میں موجود تھا۔ میں نے کال کا مقام ٹریس کیا تو پتہ چلا کہ کال پاکیشیا سے کی جا رہی تھی۔ جب کہ بولنے والا ایکریمین ہی تھا۔ میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ شاید آپ کا کوئی دوست پاکیشیا میں ہو گا"۔ ٹیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرا تو کوئی دوست پاکیشیا میں نہیں ہے۔ مائیکل نام کا تو یہاں ایکریمیا بھی ایسا دوست نہیں ہے جو اس طرح کو میلا سے بات کرے"۔ جرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پھر باس یہ کال کس نے کی ہو گی"۔ ٹیلسن کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"یقیناً ہمارا مشن لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے کال ہو گی"۔ جرگن نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے باس۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے انتہائی خفیہ طور پر یہ مشن فائٹرز کے ذمے لگایا ہے اور ان کے علاوہ اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خود تو نہیں بتا سکتے۔ پھر اگر انہیں یہ معلوم بھی ہو جائے تو انہیں آپ کے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے"۔ ٹیلسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس سروس کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ ایسے ہی ناممکن کام ممکن کر لیتے ہیں۔ بہر حال جس طرح کی بھی صورت ہو۔ اب مجھے
حرکت میں آنا پڑے گا"۔ جرگن نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے باس"۔ ٹیلسن نے پوچھا۔

"اب نہ صرف اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ میرے ہاتھوں ہو گا۔ بلکہ اب انہیں اس سنٹر کے بارے

میں لازماً بتانا ہو گا۔ اوکے ٹھیک ہے۔ میں پروگرام کے مطابق آج ہی ناراک واپس پہنچ جاتا ہوں اور کومیلا کے پاس ہی ٹھہروں گا۔ تم فائٹرز کو کومیلا کی رہائش گاہ کے گرد پھیلا دینا۔ ہم ان کا شکار کھیلیں گے "۔ جرگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جیسے آپ کا حکم باس "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور جرگن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیلے ہوئے تھے ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور جرگن نے رسیور اٹھالیا۔

" یس جرگن بول رہا ہوں "۔ جرگن نے تیز لہجے میں کہا۔

" سیکرٹری ڈیفنس سے بات کریں "۔ دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

" یس بات کرائیں۔ آل از کلئیر "۔ جرگن نے مخصوص کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

" ہیلو جرگن "۔ چند لمحوں بعد ایک کرخت آواز سنائی دی۔

" یس سر '۔ جرگن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جرگن ہمارا منصوبہ لیک آؤٹ ہو چکا ہے "۔ دوسری طرف

سے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" میں سمجھا نہیں سر "۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جرگن نے جواب دیا۔

" میرے محکمے کو اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران نے کرنل فریدی کو فون کیا ہے اور اسے بتایا ہے کہ حکومت ایکریمیا نے تساکی کے خفیہ سنٹر کو ختم کرنے کے لئے نائٹ فائٹرز کی ڈیوٹی لگائی ہے اور نائٹ فائٹرز کا چیف جرگن ہے۔ جو پہلے نیوی کمانڈرز کا چیف تھا۔ اس کے بعد دونوں کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ وہ دونوں ہی علیحدہ علیحدہ نائٹ فائٹرز کے خلاف کام کریں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ اس

سنٹر کو صرف ایک ماہ کے لئے قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک ماہ بعد ان کی ریسرچ مکمل ہو جائے گی "۔ سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" سر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ انہیں آپ کے ان منصوبوں کے بارے میں کیسے علم ہو جاتا ہے۔ پہلے بھی آئرن راڈ والے منصوبے کا علم ہو گیا تھا اور اب بھی "۔ جرگن نے کہا۔

" ظاہر ہے اسی طرح ہوتا ہو گا۔ جس طرح ہمیں ان کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ بہر حال میں نے اس معاملے کی انکوائری کا حکم دے دیا ہے۔ لیکیج پکڑی جائے گی۔ لیکن اب اس منصوبے کا کیا کیا جائے۔ کیا اب یہ کسی اور کے ذمے لگایا جائے۔ سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ نو سر۔ مجھے بھی اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

مجھے تلاش کر رہی ہے۔ ادھر اس خفیہ سنٹر کے بارے میں معلومات بھی نہیں مل رہیں۔ اس لئے میں نے منصوبہ بندی کی ہے کہ میں اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریپ کر کے ان سے سنٹر کے بارے میں راز اگلواؤں اور ان کا خاتمہ بھی کر دوں۔ اب رہا کرنل فریدی تو اس سے بھی نمٹا جا سکتا ہے "۔۔ جرگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں اس طرح ان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ وہ ایک ماہ اسی طرح تم سے لڑنے میں گزار دیں گے اور یہ دونوں گروپ ہی انتہائی خطرناک ہیں۔ اس لئے میں نے اس سلسلے میں ایک اور منصوبہ بندی کی ہے۔ تساکی ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اگر ہم اپنے سپیشل بحری جہاز نار کوئین کو استعمال کریں تو وہ آسانی سے اس سنٹر کا پتہ چلالے گا اور پھر اس پر فوری طور پر ریڈ کر کے اس کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ تم ان دونوں کو یہاں ناراک میں کام کرنے دو۔ یہ تمہیں تلاش کرتے رہ جائیں گے۔ تم اپنے گروپ سمیت نار کوئین پہنچ جاؤ۔ وہاں سے تمہیں خصوصی آبدوز بھی مل جائے گی اور وہ سنٹر کا بھی پتہ چلالیں گے۔ نار کوئین کے انچارج ایڈمرل جوزف کو

میں الرٹ کر دیتا ہوں۔ وہ تم سے پوری طرح تعاون کرے گا"۔ سیکرٹری ڈیفنس نے کہا۔

"یس سر یہ بھی ٹھیک ہے۔ وہ ہمیں یہاں ناراک میں تلاش کرتے رہ جائیں گے۔ جرگن نے کہا۔

"او کے پھر تم اپنے گروپ کو ساتھ لے کر فوری طور پر نار کوئین پہنچ جاؤ۔ نار کوئین اس وقت جنوبی بحر اوقیانوس میں بندر گاہ گوانڈا پر

لنگر انداز ہے۔ تم ناراک میں اپنے ساتھیوں سمیت سپیشل ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ وہاں سے ایک تیز رفتار جیٹ طیارہ تمہیں نار کوئین پہنچادے گا"۔ سیکرٹری ڈیفنس نے کہا۔

"یس سر۔ جرگن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جرگن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ٹیلسن سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹیلسن کی آواز سنائی دی۔

"جرگن بول رہا ہوں، تمہارے فون کے بعد سیکرٹری صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ کرنل فریدی کو بھی اس مشن کا علم ہو گیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے منصوبہ بندی تبدیل کر دی ہے۔ اب ہمیں خصوصی بحری جہاز نار کوئین پر پہنچنا ہو گا۔ اس میں ایسے آلات موجود ہیں جو تساکی میں اس خفیہ سنٹر کو ٹریس کر سکتے ہیں۔ جیسے ہی یہ سنٹر ٹریس ہو گا۔ ہم اس پر ریڈ کر دیں گے۔ چنانچہ اس کے لئے انتظامات بھی انہوں نے مکمل کر دیئے ہیں۔ نار کوئین جہاز کے انچارج ایڈمرل جوزف کو ہمارے ساتھ تعاون کا حکم دے دیا گیا ہے اور سپیشل ایئر پورٹ پر ایک جیٹ جہاز ہمارے انتظار میں موجود ہو گا۔ نار کوئین اس وقت جنوبی بحر اوقیانوس میں گوانڈا بندر گاہ پر لنگر انداز ہے۔ جیٹ طیارہ ہمیں وہاں پہنچادے گا۔ تم اپنے پورے گروپ کو تیاری کا

حکم دے دو اور کل رات بارہ بجے سپیشل ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ میں یہاں سے کام مکمل کر کے سیدھا وہیں

پہنچوں گا اور پھر اس نئے مشن پر روانہ ہو جائیں گے"۔ جرگن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ سر۔ یہ بے حد شاندار منصوبہ بندی ہے۔ وہ سب یہاں ہماری تلاش میں ٹکریں مارتے رہ جائیں گے اور ہم وہاں بھی مشن مکمل کر لیں گے"۔ ٹیلسن کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں گڈ بائی"۔ جرگن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک فیصلہ کر لینے کے بعد وہ حسب عادت اب پوری طرح مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

کرنل فریدی اپنے نئے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

""اعظم بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے"۔ کرنل فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا آپ مجھے حاضر ہونے کی اجازت دیں گے۔ ایک ذاتی سلسلے میں درخواست کرنی ہے۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"آجاؤ"۔ کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک بار پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دفتر

کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ مقامی آدمی تھا اور یہاں آفس ریکارڈ روم کا انچارج تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"آؤ بیٹھو کیا بات ہے"۔ کرنل فریدی نے فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"سر آپ کی فون کالز باقاعدہ چیک کی جا رہی ہیں"۔ اعظم نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو"۔ کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"یس سر اسی لئے میں نے فون پر آپ سے کوئی بات نہ کی اور ذاتی درخواست کا کہہ دیا۔ تاکہ چیک کرنے والا ہوشیار نہ ہو جائے۔ اعظم نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر میں کل رات یہاں کے مشہور ہوٹل تھری سٹار میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے ساتھ والی میز پر ایک جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکی غیر ملکی تھی جب کہ مرد مقامی تھا۔ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت کے دوران آپ کا نام آیا تو میں چونک پڑا۔ میں نے پوری توجہ سے سننا شروع کیا تو پتہ چلا کہ وہ مقامی آدمی یہاں کے محکمہ فون میں ملازم ہے اس کا نام ارباب ہے۔ جب کہ وہ غیر ملکی لڑکی بھی یہاں کسی بین الاقوامی فرم میں کام کرتی ہے۔ وہ آدمی لڑکی سے پوچھ رہا تھا کہ کرنل

فریدی کی علی عمران سے ہونے والی گفتگو کے ٹیپ کی اسے مناسب رقم نہیں ملی۔ یہ انتہائی اہم ٹیپ تھا۔ جب کہ لڑکی اسے بتا رہی تھی کہ یہ معمول کی گفتگو تھی اور اس کی کوئی اہمیت نہ تھی مگر وہ مرد برابر اصرار کر رہا تھا کہ اسے زیادہ معاوضہ دیا جائے جس پر اس لڑکی نے کہا کہ وہ ایکریمیا سے بات کرے گی اور کوشش کرے گی کہ اس کا معاوضہ بڑھا دیا جائے۔ اس کے بعد وہ اٹھ گئے۔ آپ چونکہ یہاں موجود نہ تھے اس لئے میں آپ کو بتا نہ سکا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ دفتر تشریف لائے ہیں تو میں حاضر ہو گیا ہوں"۔ اعظم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لڑکی کون سی فرم میں کام کرتی ہے"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"فرم کے نام کا تو مجھے علم نہیں ہو سکا۔ البتہ امپورٹ ایکسپورٹ کی کوئی فرم ہے۔ ویسے وہ مرد اس کا نام سوزین لے رہا تھا اور اس لڑکی نے اس کا نام ارباب لیا تھا"۔ اعظم نے جواب دیا۔

"اوہ تم نے انتہائی اہم بات بتائی ہے۔ میں تمہارا مشکور ہوں"۔ کرنل فریدی نے کہا تو اعظم اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب یہ تو میرا فرض تھا"۔۔۔ اعظم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر سلام کر کے وہ واپس چلا گیا۔

کرنل فریدی نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"افراسیاب کو بلاؤ"۔ کرنل فریدی نے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو افراسیاب"۔ کرنل فریدی نے کہا اور نوجوان میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ٹیلی فون ایکسچینج میں کوئی آدمی ہے ارباب اس کے بارے میں معلوم کرو اور اسے فوراً اغوا کر کے بلیک روم میں پہنچا دو"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر"۔ نوجوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فون پر کسی سے بات نہ کرنا۔ ہمارے فون ٹیپ ہو رہے ہیں اور یہی ارباب ہی انہیں ٹیپ کر رہا ہے۔ اس لئے وہ فوراً روپوش ہو جائے گا اور دوسری بات سنو یہاں کسی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرنے والی غیر ملکی فرم میں کوئی لڑکی سوزین کام کرتی ہے۔ اسے بھی تلاش کراؤ اور اسے بھی اغوا کرا کر بلیک روم میں پہنچا دو لیکن لڑکی کا اغوا اس ارباب کے بعد ہونا چاہئے"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر"۔ افراسیاب نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تو یہاں بھی مجھے پہلے چیکنگ کرنی پڑے گی"۔ کرنل فریدی نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید دفتر میں داخل ہوا۔

"سیٹیں بک ہو گئی ہیں"۔ کیپٹن حمید نے میز کی دوسری طرف بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اس بات کا خیال ہی نہیں رہا کہ یہاں بھی دوسرے ملکوں

کے ایجنٹس کام کر رہے ہوں گے۔ ہماری ساری کاروائی باقاعدہ رپورٹ کی جارہی ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کاروائی رپورٹ ہو رہی ہے۔ کیا مطلب"۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے اعظم سے ہونے والی ساری بات چیت دوہرا دی۔

"ویری بیڈ۔ واقعی ہمیں اس طرف خیال رکھنا چاہئے تھا"۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمام اسلامی ممالک کی سیکورٹی کا ہمیں دعویٰ ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ہم اپنی سیکورٹی نہیں کر پا رہے۔ اگر اعظم اتفاق سے یہ گفتگو نہ سن لیتا تو ہمارا کیا حشر ہوتا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"دراصل طویل عرصے تک کافرستان میں کام کرتے ہوئے ہمیں اپنی سیکورٹی کا کبھی خیال ہی نہ آیا تھا۔ وہاں تو ہر چیز اوکے تھی"۔ کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کرنل فریدی کو ارباب اور سوزین کے بلیک روم میں پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔

"آؤ"۔ کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں داخل ہوئے تو افراسیاب وہاں پہلے سے موجود تھا۔ کمرے میں موجود لوہے کی دو کرسیوں پر ایک مقامی مرد اور

ایک غیر ملکی عورت

راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ وہ دونوں ہی بے ہوش تھے۔

"یہ مرد فون ایکسچینج میں کس عہدے پر ہے"۔ کرنل فریدی نے افراسیاب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سپیشل فون سپروائزر ہے جناب"۔ افراسیاب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"۔ کرنل فریدی نے کہا اور افراسیاب نے آگے بڑھ کر اس مقامی آدمی کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند تھپڑ کھاتے ہی وہ آدمی کراہتا ہوا ہوش میں آگیا اور پھر جب اس نے سامنے کھڑے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھا تو اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"تم نے سیکیورٹی کے فون ٹیپ کرنا کب سے شروع کیا تھا"۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"مم۔ مم۔ میں تو۔ میں تو کچھ نہیں کرتا۔ میں تو۔ بے گناہ ہوں"۔ ارباب نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"افراسیاب اسے گولی مار دو"۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں سامنے کھڑے افراسیاب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔ افراسیاب نے جواب دیا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ مجھے مت مارو میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ"۔۔۔ ارباب نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"سب کچھ سچ بتا دو۔ تم معمولی حیثیت کے آدمی ہو۔ اس لئے میں

تمہیں زندہ بھی چھوڑ سکتا ہوں ورنہ"۔ کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"مم۔ مم۔ یہ کام گزشتہ چھ سالوں سے کر رہا ہوں۔ پہلے کونس کے فون ٹیپ کیا کرتا تھا۔ پھر مجھے حکم ملا کہ آپ کے فون بھی ٹیپ کیا کروں"۔ ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور کتنے آدمی تمہارے ساتھ شامل ہیں"۔ کرنل فریدی نے پوچھا اور تھوڑی دیر بعد ہی ارباب نے پورے سیٹ اپ کے بارے میں تفصیلی معلومات اگل دیں۔

"تو تم یہ ٹیپ اس سوزین کے حوالے کر دیا کرتے تھے یا براہ راست بھی بھیجا کرتے تھے"۔ کرنل فریدی نے

پوچھا۔

"اس سے پہلے ایک مرد فرانزو تھا۔ وہ ٹیپ لے جاتا تھا۔ پھر وہ ایکریمیا چلا گیا۔ اس کی جگہ اس سوزین نے لے لی"۔ ارباب نے جواب دیا۔

"افراسیاب اب اس لڑکی سوزین کو ہوش میں لے آؤ"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور افراسیاب نے آگے بڑھ کر سوزین کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ چیختی ہوئی ہوش میں آ گئی۔

"کک کک کون ہو تم اور یہ میں کہاں ہوں"۔ سوزین نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ارباب سے ٹیپ وصول کر کے تم کہاں بھیجا کرتی تھیں"۔ کرنل فریدی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسے ٹیپ۔ کون ارباب۔ میں تو کسی ارباب کو نہیں جانتی آپ کون ہیں"۔ سوزین نے چیخ کر کہا۔

"کیپٹن حمید اس کے چہرے پر زخم ڈال کر اس کا چہرہ بگاڑ دو۔ تاکہ اس کا بگڑا ہوا ذہن درست ہو جائے"۔ کرنل فریدی نے اس بار کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن حمید نے کوٹ کی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور سوزین کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بے گناہ ہوں۔ رک جاؤ"۔۔۔ سوزین نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کیپٹن حمید کا بازو گھوما اور ہال سوزین کے حلق سے نکلنے والے کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ کیپٹن حمید کے ہاتھ میں موجود خنجر نے سوزین کے ایک گال پر لمبا سا زخم ڈال دیا تھا۔

"بگاڑ دو اس کا چہرہ"۔ کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔۔ میں بتاتی ہوں۔ میرا چہرہ مت بگاڑو میں بتاتی ہوں"۔ سوزین نے اچانک انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید وار کرنے سے روک دیا۔

"اب اگر اس کی زبان رکے تو تمہارا ہاتھ حرکت میں آ جانا چاہئے"۔ کرنل حمیدی نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ میں ٹیپ ارباب سے وصول کر کے انہیں ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیتی تھی۔ سیکنڈ سیکرٹری جیکب کے پاس"۔ سوزین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے"۔ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا

اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ان کا خیال رکھنا افراسیاب"۔ کرنل فریدی نے کہا اور بلیک روم سے باہر آ گیا۔

"اب ہمیں خصوصی انتظامات کرانے ہوں گے"۔ کیپٹن حمید نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور یہ انتظامات سیکرٹری جنرل عابدی کو کرنے ہوں گے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا اور تھوری دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے سیکرٹری جنرل عابدی کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے۔

"فریدی صاحب آپ۔ مجھے بلوا لیا ہوتا"۔۔۔ عابدی نے اپنے دفتر میں ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بلوانے کا علم بھی ایکریمیا کو ہو جاتا"۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ایکریمیا کو کیا مطلب"۔ عابدی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے جب ساری تفصیل اسے بتائی تو عابدی کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا۔

"اوہ ویری بیڈ تو یہ ہو رہا ہے ہمارے ساتھ۔ میں بھی سوچتا تھا کہ جب بھی میں نے کوئی اہم فون کال کی ہے۔ وہ کیسے لیک آؤٹ ہو جاتی ہے۔ میں نے یہاں تو چیکنگ کرائی تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ سب کچھ وہاں ایکسچینج میں ہو رہا ہے"۔ عابدی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تو آج رات ایکریمیا جانا ہے۔ تم نے ہماری غیر موجودگی میں اپنے دفتر اور ہمارے دفتر کے لئے

خصوصی انتظامات کرانے ہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"بالکل آپ مجھے بتادیں کہ کیا کرنا ہے۔ میں سب کچھ کرالوں گا"۔ عابدی نے جواب دیا اور کرنل عابدی نے اسے سیکورٹی کے سلسلے میں تفصیلی ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"آپ بے فکر رہیں آپ کی واپسی تک یہ سب کچھ ہو چکا ہو گا"۔ عابدی نے کہا اور کرنل فریدی اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب کیا پروگرام ہے"۔ کیپٹن حمید نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"جرگن تک یقیناً ساری بات پہنچ چکی ہو گی اور اب وہ اپنا لائحہ عمل یقیناً تبدیل کر چکے ہوں گے۔ اس لئے اب سب سے پہلے ہمیں ان کے اس نئے لائحہ عمل کے بارے میں کوئی کلیو حاصل کرنا ہو گا۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس نے کار کا رخ دماک کے مین بازار کی طرف موڑ دیا۔ تھوری دیر بعد کار ایک بہت بڑے کمرشل سنٹر کی عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"آؤ"۔ کرنل فریدی نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ کیپٹن حمید کے ساتھ سنٹر میں داخل ہو گیا۔ یہاں مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا سب سے آخری کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ یہاں سپورٹس کا سامان امپورٹ کرنے والی فرم کا دفتر تھا۔ دفتر خاصا وسیع

تھا اور دفتر میں کام کرنے والا تمام کا تمام عملہ غیر ملکی تھا۔ ایک طرف اندھے شیشے کا بنا ہوا کیبن تھا۔ جس کے باہر جنرل مینجر رالف کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ باہر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

"رالف سے کہو کہ کرنل فریدی آیا ہے"۔ کرنل فریدی نے کاؤنٹر پر رک کر کہا۔

"یس سر"۔ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

"سر۔ کرنل فریدی صاحب تشریف لائے ہیں"۔ لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر جلدی سے رسیور

رکھ کر وہ اٹھی اور اس نے خود آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا۔

"تشریف لائیے سر"۔ لڑکی نے کہا۔

"شکریہ"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیبن میں داخل ہو گیا۔

"کیا اپنے گھر کا دروازہ کھول کر بھی اسی طرح کا فقرہ آپ ہمارے لئے کہہ سکتی ہیں"۔ کیپٹن حمید نے رکتے ہوئے آہستہ سے کہا تو لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

"کیوں نہیں"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا دیکھ لیں گے"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ کیبن میں دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی موجود

تھا جو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے اندر آنے پر کرسی سے اٹھ کر ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھ آیا تھا۔

"زہے نصیب کرنل صاحب آج آپ نے یہاں تشریف لا کر مجھے اعزاز بخشا ہے"۔ ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ پرانی دوستی کا اعادہ ہونا چاہئے"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر مصافحہ کے بعد وہ ایک طرف رکھے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ رالف نے انٹر کام پر مشروبات منگوا لیے۔

"کیا یہ کمرہ گفتگو کے لئے محفوظ ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ ایک منٹ"۔ رالف نے کہا اور اٹھ کر وہ میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میز کے دوسرے کنارے پر لگے ہوئے دو بٹن پریس کیے اور پھر وہیں آکر بیٹھ گیا۔

"اب یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے"۔ رالف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی میز پر موجود مشروب کا گلاس اٹھا لیا۔

"مجھے جر گن کی تلاش ہے رالف۔ مجھے امید ہے کہ تم اس سلسلے میں ضرور میری مدد کرو گی"۔ کرنل فریدی نے کہا تو رالف چونک پڑا۔

"جر گن مگر"۔ رالف بات کرتے کرتے رک گیا۔

اسلامی ممالک سے ایکریمیا کی نسبت زیادہ اچھے ہیں اور باقی تم یہاں جو روٹین کا کام کرتے رہتے ہو۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے معولم ہے کہ جر گن جب نیوی میں تھا تو اس سے تمہارے خاصے گہرے تعلقات تھے اور یقیناً اب بھی اگر تم چاہو تو جر گن کے بارے میں مجھ سے بہتر معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ اگر تم تعاون کرو گے تو پھر کسی وقت میں بھی تمہارے ساتھ تعاون کر سکتا ہوں"۔ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل صاحب۔ میں آپ سے ضرور تعاون کروں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے آج تعاون نہ کیا تو آپ تو بہر حال معلومات حاصل کر ہی لیں گے لیکن آئندہ میرے لیے انتہائی مشکلات کا دور شروع ہو جائے گا اور ویسے بھی جر گن نے گزشتہ سال یونائیٹڈ کارمن کے خلاف ایک اہم مشن مکمل کیا ہے اور یونائیٹڈ کارمن نے اسے بلیک لسٹ کر دیا ہے اس لئے اب اس کے بارے میں آپ کو معلومات مہیا کرنا میرے ملک کے مفادات کے بھی خلاف نہیں ہے۔ لیکن مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ جر گن اب ایکریمیا کی ایک نئی سرکاری تنظیم نائٹ فائٹرز کا چیف ہے اور بس"۔ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ میں کوئی ایسا کلیو حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ جس سے میں جر گن تک فوری پہنچ سکوں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ایک ذریعہ ہے تو سہی۔ میں کوشش کرتا ہوں"۔ رالف نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جیف ہنٹنگ کارپوریشن"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ چونکہ فون سیٹ میں موجود لاؤڈر کا بٹن آن تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو بھی واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"جیف سے بات کراؤ میں دماک سے رالف بول رہا ہوں"۔ رالف نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جیف بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جیف کچھ رقم کمانا چاہتے ہو"۔ رالف نے کہا۔

"رقم۔ ہاں کیوں نہیں۔ اسی لئے تو زندہ ہوں"۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

"تو پھر ٹیلسن سے کسی طرح معلوم کرو کہ جر گن آج کل کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے"۔ رالف نے جواب دیا۔

"اوہ یہ تو بڑا سخت کام دے دیا ہے تم نے۔ ٹیلسن کو تم جانتے تو ہو ذرا سا اسے شک پڑ گیا تو نہ جیف رہے گا اور نہ جیف کی رقم کمانے کی خواہش"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ڈرو نہیں تمہاری مرضی کا معاوضہ مل جائے گا۔ شرط یہی ہے کہ معلومات مکمل اور درست ہونی چاہیئں۔ رالف نے کہا اور دوسری طرف سے جیف کی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"تمہاری یہی صفت تو مجھ جیسے انسان کو بھی تمہارا گرویدہ بنا دیتی ہے کہ تم معاوضہ دینے میں کبھی بخیلی نہیں کرتے۔ اوکے۔ ایک گھنٹے بعد پھر فون کر لینا۔ تمہیں تمہارے مطلب کی معلومات مل جائیں گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"۔ رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ ٹیلسن کون ہے"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"جر گن کا نمبر ٹو سمجھیئے۔ پہلے بھی اس کا نمبر ٹو تھا۔ اور اب بھی اس کا نمبر ٹو ہے۔ انتہائی تیز۔ ہوشیار اور سفاک طبیعت کا آدمی ہے"۔ رالف نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ایک گھنٹے میں یہ معلومات حاصل کر لے گا۔ ایک گھنٹہ تو بہت کم مدت ہے"۔ کیپٹن حمید نے پہلے بار بولتے ہوئے کہا۔

"جیف بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ اس کے معلومات حاصل کرنے کے ذرائع بھی عام لوگوں سے مختلف ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ایک گھنٹے میں اصل معلومات حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا" رالف نے جواب دیا اور پھر ایک گھنٹہ انہوں نے ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف رہ کر گزار دیا۔ ایک گھنٹے بعد رالف نے دوبارہ جیف کو فون کیا۔

"کیا ہوا جیف کام ہو گیا"۔ رالف نے جیف کو لائن پر آتے ہی کہا۔

"ہاں کیوں نہ ہوتا۔ جب تم نے منہ مانگے معاوضے کا اعلان کر دیا تھا۔ جر گن اپنے کمانڈوز کے ساتھ ایک نئے مشن پر کام شروع کر رہا ہے۔ کل رات بارہ بجے یہ سارا گروپ ناراک کے سپیشل ایئر پورٹ سے ایک جیٹ جہاز میں سوار ہو کر جنوبی بحر اوقیانوس میں واقع گوانڈا کی بندر گاہ پر لنگر انداز جدید ترین سائنسی بحری جہاز ناکوئین پہنچیں گے جس کا انچارج ایڈمرل جوزف ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ جہاز کے ساتھ کسی خلیجی ملک میں مشن کی تکمیل کے لئے جائیں گے۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے"۔ جیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کافی ہے"۔ کرنل فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب معاوضہ بھی بتا دو تا کہ میں بجھوا سکوں"۔ رالف نے کہا۔

"صرف ایک لاکھ ڈالر بجھوا دو کیونکہ ان معلومات کے حصول میں میرے پچاس ہزار ڈالر لگے ہیں اور میری عادت ہے کہ اخراجات کو ڈبل کر دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اوکے پہنچ جائیں گے"۔ رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل فریدی نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چیک بک نکال کر اس نے ایک لاکھ ڈالر کا چیک لکھا اور اس پر دستخط کر کے اس نے چیک رالف کی طرف بڑھا دیا۔

"میں ادا کر دوں گا کرنل"۔ رالف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں تمہارا ایہی تعاون میرے لئے بہت ہے۔ بے حد شکریہ"۔ کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ رالف سے مصافحہ کر کے اس کے دفتر سے باہر آ گئے۔ باہر بیٹھی ہوئی سیکرٹری چونکہ موجود نہیں تھی اس لئے کیپٹن حمید نے خالی کاؤنٹر کو دیکھ کر صرف منہ بنایا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

"وہ سیٹیں کینسل کرا دو حمید اور گروپ کو تیار کرو۔ میں گوانڈا پہنچنے کے لئے کسی تیز رفتار طیارے کا بندوبست کر لوں"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ جہاز تو لازماً تساکی پہنچے گا۔ کیونکہ ان کا مشن تو تساکی میں ہی ہے۔ اس لئے کیوں نہ ہم تساکی پہنچ جائیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں اس سائنسی بحری جہاز کو روکنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے میں کوشش کروں گا کہ اس کی روانگی سے پہلے ہی نائٹ فائٹرز کے خلاف کوئی کاروائی کر ڈالوں۔ ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہم پہنچ جائیں گے اور ہمیں کاروائی کے لئے خاصا وقت مل جائے گا"۔ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہر طرف ہی ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور اس چاندنی میں ایک تیز رفتار موٹر بوٹ سمندر کی سطح پر اس قدر تیزی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جیسے وہ پانی کی سطح پر چلنے کی بجائے ہوا میں اڑ رہی ہو۔ کنٹرول پر صدیقی تھا جب کہ موٹر بوٹ میں چوہان اور خاور بھی موجود تھے۔ ان کے جسموں ہر غوطہ خوری کے جدید لباس موجود تھے۔ جب کہ چوہان نے ایک لمبی سی دوربین آنکھوں سے لگا رکھی تھی یہ انتہائی طاقتور نائٹ ٹیلی

سکوپ تھا۔

"جزیرہ نظر آنے لگ گیا ہے صدیقی"۔اچانک چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی موٹر بوٹ کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کی رفتار تیزی سے کم ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ نارمل سپیڈ میں چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد دور سمندر کے درمیان ایک چھوٹے سے جزیرے کے آثار

نظر آنے لگ گئے۔صدیقی نے موٹر بوٹ کی رفتار اور کم کر دی۔

"اب ہمیں سمندر میں کود جانا چاہئے۔ورنہ وہ ہمیں چیک کر لیں گے"۔چوہان نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"صدیقی موٹر بوٹ کا ٹائمر سوئچ فکس کر دو تا کہ یہ خود بخود جزیرے کے پاس پہنچ کر رک جائے"۔خاور نے کہا اور اٹھ کر اس نے لباس درست کرنا شروع کر دیا۔چند لمحوں بعد وہ تینوں سمندر میں غوطہ لگا گئے اور موٹر بوٹ آہستہ آہستہ جزیرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔کافی گہرائی میں پہنچنے کے بعد وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے تیرتے ہوئے جزیرے کی سائیڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔کافی دیر بعد وہ جزیرے کی مشرقی سمت پہنچ گئے۔جب کہ انہیں معلوم تھا کہ موٹر بوٹ جزیرے کی جنوبی سمت پہنچے گی اور اگر کسی نے موٹر بوٹ کو چیک کیا ہو گا تو وہ اسی سمت ہو گا۔چند لمحوں بعد وہ تینوں ایک ایک کر کے پانی سے نکل کر جزیرے کی کٹی پھٹی چٹانوں پر پہنچ چکے تھے جزیرے پر خاموشی طاری تھی۔یوں لگتا تھا جیسے اس جزیرے پر کوئی انسان موجود ہی نہ ہو۔ان تینوں نے انتہائی برق رفتاری سے غوطہ خوری کے لباس اتارے اور انہیں ایک غار نما کھڈ میں چھپا کر وہ تیزی سے اوپر جزیرے کی سطح کی طرف بڑھتے چلے گئے۔جزیرہ درختوں سے بھرا ہوا تھا اور پھر وہ تینوں جیسے ہی اوپر پہنچے۔اچانک کسی طرف سے سائیں کی تیز آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے انہیں ایک

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے ان کی آنکھوں کے سامنے سفید دھند سی چھا گئی ہو

لیکن پھر یہ دھند خود بخود گہرے اندھیرے میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔پھر جس طرح اچانک کھڑکی کھلنے سے تیز روشنی کمرے کے اندر آ جاتی ہے۔اس طرح چوہان کے تاریک ذہن میں بھی کھڑکی سی کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور ساتھ ہی جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی۔چوہان نے ادھر ادھر نظر گھمائی اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔وہ اس وقت لکڑی کے بنے ہوئے کیبن میں موجود تھا جس کی چھت سے ٹیوب کی روشنی نکل رہی تھی۔لکڑی کی کرسیوں پر ان کے جسم بندھے ہوئے تھے اور یہ کرسیاں ایک دیوار کے ساتھ لگا کر رکھی گئی تھیں۔باقی کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ایک آدمی صدیقی کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔چوہان نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن رسیاں کچھ اس طرح باندھی گئی تھیں کہ وہ اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہ دے پا رہا تھا۔اس کے ہاتھ کرسی کی پشت کی طرف لے جا کر عقب میں باندھے گئے تھے اور اس وجہ سے اس کے بازو ٹیڑھے سے ہو گئے تھے اور بازوؤں میں درد اور اکڑاؤ سا محسوس ہو رہا تھا۔اسی لمحے صدیقی کو انجکشن لگانے والا اب اس کی کرسی سے ہٹ کر خاور کی کرسی کی طرف بڑھ گیا تھا اور پھر خاور کو انجکشن لگا کر وہ جیسے ہی مڑا۔سائیڈ میں بیٹھے ہوئے صدیقی کے منہ سے کراہ کی ہلکی سی آواز نکلی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔وہ اب حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔خاور کو انجکشن لگا کر وہ آدمی مڑا اور اس نے ایک نظر چوہان اور صدیقی پر ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بھی باہر سے بند کر دیا گیا۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں"۔صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ظاہر ہے نائٹ فائٹرز کی قید میں ہیں اور کہاں پہنچنا ہے"۔چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس کے ساتھ ہی

اس نے اپنے دونوں بازوؤں کو اوپر سر کی طرف اٹھانا شروع کر دیا اور چند لمحوں کی کوششوں کے بعد وہ مڑے ہوئے دونوں بازوؤں کو اپنے سر سے آگے کافی حد تک لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔ گو اس طرح اس کا اوپر والا جسم بھی کافی حد تک جھک گیا تھا۔ لیکن چونکہ رسیاں صرف ان کے سینوں تک بندھی ہوئی تھیں۔ اس لئے وہ ایسا کرنے میں کامیاب رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی چوہان نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں اوپر کی طرف جھٹکا دیا اور اس کے اس طرح کرنے سے کرسی اوپر کو اٹھ کر دوبارہ ہلکے سے دھماکے سے فرش پر لگی لیکن اب اس کا رخ قدرے ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ چوہان نے دوسری بار کوشش کی تو اب اس کے مڑے ہوئے دونوں ہاتھ ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی کے چہرے کے سامنے پہنچ گئے تھے۔

"جلدی کرو صدیقی، دانتوں سے گانٹھ کھولو، جلدی کرو۔ اگر کوئی آ گیا تو بے بس چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"۔ چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور صدیقی نے جلدی سے چوہان کی کلائیوں پر بندھی ہوئی گانٹھ پر دانت مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس

کے دانتوں میں رسی کا لٹکتا ہوا سرا آ گیا اور پھر ایک ہی جھٹکے سے مخصوص انداز میں بندھی ہوئی گانٹھ کھلتی چلی گئی۔ اسے شاید باندھا اس انداز میں گیا تھا۔ کیونکہ یہ بات تو ان کے خیال میں بھی نہ تھی کہ اس طرح گانٹھ کھولی یا کھلوائی جا سکتی ہے۔ دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی چوہان برق رفتاری سے حرکت میں آ گیا اور چند لمحوں بعد رسیاں اس کے جسم سے علیحدہ ہو چکی تھیں۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ کھولے اور خود وہ تیزی سے دروزے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ظاہر ہے بندھے ہوئے افراد کے لئے دروازے کو لاک کرنا بے سود ہی سمجھا گیا ہو گا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہیں رک کر آنے والوں کا انتظار کرنا چاہئے ورنہ باہر ہم آسانی سے چیک کر لئے جائیں گے"۔ صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان اور خاور صدیقی کی بات پر غور کرتے۔ وہ اس کی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بات پر عمل کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کیونکہ دور سے تیز قدموں کی آوازیں کیبن کی طرف آتی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تینوں تیزی سے مڑ کر دروازے کی سائیڈوں میں دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ قدموں کی آوازوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ آنے والے دو افراد ہیں۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں بند دروازے کے سامنے رکیں اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو لمبے تڑنگے آدمی اندر داخل ہوئے۔

"ارے یہ کیا"۔ ان دونوں کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ چوہان اور صدیقی بھوکے عقابوں کی طرح ان پر جھپٹے اور چند لمحوں میں ہی وہ

دونوں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور ان کی بیلٹوں کے ساتھ کلپ ہتھکڑیاں بھی تھیں۔

"رسی لے آؤ جلدی کرو اور انہیں باندھ دو۔ خاور تم مشین گن لے کر باہر کی نگرانی کرو"۔ چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور خاور جلدی سے ایک آدمی کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن نکال کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"یہ کیبن تو ایک سائیڈ پر ہے۔ دور دور تک کوئی آدمی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مکان یا کیبن ہے"۔ چند لمحوں بعد ہی خاور نے واپس آ کر کہا۔

"پھر ہمیں کس طرح وہاں ساحل پر ہی بے ہوش کر لیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے نگرانی کے لئے یہاں کوئی سائنسی انتظامات کئے ہوئے ہیں"۔ چوہان نے کہا اور صدیقی اور خاور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی ان کی جگہ کرسیوں پر بندھے بیٹھے تھے اور پھر چوہان نے اس میں سے ایک کے منہ اور ناک پر دونوں ہاتھ رکھے اور ہاتھوں کو پوری قوت سے دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور چوہان پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ۔یہ۔تم۔تم۔یہ کیسے ہو گیا۔ تم تو بندھے ہوئے تھے"۔اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی مر جانے کی حد تک حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

"یہاں جزیرے پر کتنے آدمی ہیں"۔چوہان نے اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"سنو سنو ہمیں کھول دو۔ہم تمہیں خاموشی سے جزیرے کے باہر بھیج دیں گے اور باس کو کہہ دیں گے کہ تم پراسرار طور پر فرار ہو گئے ہو،ورنہ یہ موت کا جزیرہ ہے۔یہاں تم زیادہ دیر تک سانس بھی نہ لے سکو گے"۔ اس آدمی نے چوہان کو جواب دیتے ہوئے کہا۔اب وہ حیرت کے جھٹکے سے باہر آچکا تھا۔اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی زوردار چیخ سے کیبن گونج اٹھا۔چوہان نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا بٹ پوری قوت سے اس کے جبڑے میں مار دیا تھا۔

"اب اگر بکواس کی تو ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔بولو کتنے آدمی ہیں یہاں۔"چوہان نے غراتے ہوئے کہا۔

"پپ پپ پانچ ہیں۔باقی جاچکے ہیں۔صرف پانچ ہیں"۔اس آدمی کی آواز بگڑی ہوئی تھی کیونکہ اس کا جبڑا ایک ہی زوردار ضرب سے ٹوٹ گیا تھا۔اس کا چہرہ تکلیف کی شدت اور جبڑا ٹوٹنے سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔۔

"تمہارے علاوہ پانچ ہیں یا تمہارے ساتھ"۔چوہان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے ساتھ پانچ ہیں۔لیکن تم بچ نہ سکو گے۔اس کیبن سے

باہر جزیرے کا ایک ایک ذرہ باس کی نگاہوں میں ہے"۔اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے باس کا"۔چوہان نے پوچھا۔

"جیفرے۔باس جیفرے ہے"۔اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ"۔چوہان نے پوچھا۔

"مین کیبن میں۔سنو میری بات مان جاؤ۔میں تم سب کو جزیرے کے باہر بجھوا سکتا ہوں۔ورنہ جس طرح تم بے ہوش ہوئے تھے اسی طرح ہلاک بھی ہو سکتے ہو۔اس جزیرے کے ہر درخت پر موت موجود ہے جو باس کی انگلی کے ایک اشارے پر تم پر جھپٹ پڑے گی"۔اس آدمی نے لٹکے ہوئے جبڑے کے ساتھ بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"۔چوہان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"میرا نام ٹونی ہے۔یہ میرا ساتھی جیری ہے"۔اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم تمہاری بات مان جائیں تو تم ہمیں کس طرح جزیرے سے باہر لے جاؤ گے جب کہ تمہارے اپنے کہنے کے مطابق باہر کا ایک ایک ذرہ چیکنگ کی زد میں ہے"۔چوہان نے کہا۔

"یہ سوچنا تمہارا کام نہیں ہے۔اس کا راز میں جانتا ہوں"۔ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

او۔کے پھر یہ بات ہم تمہارے ساتھی جیری سے پوچھ لیں گے"۔چوہان نے مشین گن کی نال اس کی پیشانی پر رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ رک جاؤ مت مارو مجھے۔میں بتاتا ہوں۔اگر تم زمین کے ساتھ رینگتے ہوئے جاؤ تو تم جزیرے کے باہر جا سکتے ہو۔یہاں نگرانی کرنے والی ریز چار فٹ کی بلندی تک ہی کام کرتی ہیں"۔ٹونی نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کیوں آئے تھے"۔چوہان نے کہا۔

"باس نے کہا تھا کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے"۔ٹونی نے جواب دیا۔

"ہلاک تو تم پہلے بھی کر سکتے تھے۔ پھر گرفتار کیوں کیا تھا"۔ چوہان نے پوچھا،

"باس چیف باس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن چیف باس مشن پر روانہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے بات نہیں ہو سکی"۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"کس مشن پر"۔ چوہان نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"چوہان وقت مت ضائع کرو۔ انہیں یہاں آئے اتنی دیر ہو گئی ہے۔ وہ مشکوک ہو جائیں گے"۔ صدیقی نے کہا تو چوہان جس نے ٹونی کی پیشانی پر ابھی مشین گن کی نال رکھی ہوئی تھی۔ ٹریگر دبا دیا۔

ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی مشین گن کی گولیوں نے ٹونی کی کھوپڑی اڑا دی۔ جیری کو بے ہوشی کے دوران ہی ختم کر دیا گیا اور پھر وہ تینوں کیبن سے باہر نکل کر زمین پر کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

کچھ دور آنے کے بعد اچانک انہیں درختوں کتے درمیان بہت سے کیبن نظر آنے لگ گئے۔ ان میں سے ایک کیبن کی کھڑکیاں روشن تھیں جب کہ باقی کیبن تاریک تھے۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے۔ ٹونی کی بات سچ نکلی تھی۔ انہیں اب تک چیک نہ کیا گیا تھا۔ ورنہ پہلے وہ جیسے ہی جزیرے کی بالائی سطح پر پہنچے تھے۔ ان پر وار کر دیا گیا تھا۔

کیبن خاصا بڑا تھا اور اس کے کئی حصے تھے۔ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ تینوں آہستہ آہستہ اس دروازے کی سائیڈوں پر پہنچ کر رک گئے۔

"یہ ان دونوں نے کیوں اتنی دیر لگا دی ہے۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے"۔ اچانک اندر سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"وہ دونوں ہی اذیت پسند ہیں۔ یقیناً انہیں تڑپا تڑپا کر مار رہے ہوں گے"۔ ایک دوسری آواز سنائی دی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تم جا کر معلوم تو کرو کہیں کوئی گڑبڑ ہی نہ ہو"۔ پہلے والے نے کہا۔

"گڑبڑ کیسی باس وہ رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ وہ تو حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ ویسے آپ نے انہیں ہوش تو دلایا تھا کہ آپ نے ان سے پوچھ گچھ کرنی تھی لیکن پھر اچانک آپ نے ان کی موت کا حکم دے دیا۔ حالانکہ ہمیں معلوم ہی نہیں کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیوں یہاں

آئے ہیں۔ کم از کم معلوم تو ہونا چاہئے تھا"۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

"تمہاری بات درست ہے مائیکل۔ لیکن ہمیں یہی حکم ہے کہ جو بھی یہاں آئے اسے گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ میں نے انہیں گرفتار اس لئے کیا تھا کہ شاید چیف باس ان کے بارے میں جاننا چاہے اور اسی لئے میں نے انہیں ہوش بھی دلایا تھا لیکن جب چیف باس ہی نہ مل سکے تو پھر انہیں زندہ رکھنا فضول تھا۔ ہم ان سے پوچھ گچھ کر کے کیا کریں گے۔ ہمیں تو حکم کی تعمیل کرنی ہے اور بس۔ بہرحال چیکنگ ریز آف ہیں۔ تم جا کر معلوم کرو کہ یہ ٹونی اور جیری کیا کر رہے ہیں"۔ وہی کرخت آواز سنائی دی۔

"او کے"۔ دوسری آواز سنائی دی اور قدموں کی آوازیں دروازے کی طرف آتی سنائی دیں تو ان تینوں کے جسم بے اختیار تن سے گئے۔ وہ دروازے کی سائیڈوں پر موجود تھے اور اب وہ اٹھ کر کھڑے بھی ہو گئے تھے کیونکہ اب ان لوگوں کی باتوں سے انہیں معلوم ہوا تھا کہ ٹونی کی بات غلط تھی۔ دراصل ٹونی اور جیری کی وجہ سے انہوں نے چیکنگ سسٹم آف کر رکھا تھا اور چند لمحوں بعد دو آدمی دروازے سے باہر آئے۔ ان دونوں کے کاندھوں سے بھی مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک وہی آدمی تھا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔ چوہان نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں جیسے ہی کچھ آگے بڑھے۔ صدیقی اور خاور دونوں آہستگی سے ان

دونوں کی طرف بڑھے۔ جب کہ چوہان ہاتھ میں مشین گن پکڑے تیزی سے کھلے دروازے سے اندر داخل

ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں چاروں طرف میزوں پر مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ لیکن کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ابھی چوہان اس کمرے کو خالی دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اس نے سائیڈ پر ایک دروازے کو دیکھا۔ جس کے اوپر والے حصے میں شیشہ لگا ہوا تھا اور اندر روشنی کی وجہ سے وہ روشن نظر آ رہا تھا۔ چوہان سمجھ گیا کہ یہ باتھ روم ہو گا اور جیفرے باتھ روم گیا ہو گا۔ وہ باتھ روم کی سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر نکلا ہی تھا کہ چوہان کا ہاتھ گھوما اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے جیفرے کے سر پر پڑا اور وہ بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ چوہان کی لات حرکت میں آئی اور تڑپ کر اٹھتا ہوا جیفرے کنپٹی پر ضرب کھا کر ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ چوہان نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آ جاؤ"۔ اس نے دروازے کے اندر ہی رک کر کہا اور چند لمحوں بعد صدیقی اور خاور اندر داخل ہو گئے۔

"ہم نے کوشش کی تھی کہ ان دونوں کے منہ سے آواز نہ نکلے"۔ صدیقی نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ان کے جاتے ہی باتھ روم میں چلا گیا تھا۔ اس لئے اگر کوئی معمولی سی آواز نکلتی تب بھی اس کے کانوں تک نہ پہنچ سکتی تھی"۔

چوہان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جھک کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جیفرے کو گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔

"خاصی جدید مشینری ہے یہاں"۔ خاور نے مشینری کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ صدیقی تم جا کر کسی کیبن سے رسی اٹھا لاؤ اور خاور یہ ساری مشینری اڑا دو۔ ورنہ کسی بھی لمحے کوئی گڑ بڑ ہو سکتی ہے۔ چوہان نے جیفرے کو کرسی پر ایڈجسٹ کرتے ہوئے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر نکل

گیا۔

"میرا خیال ہے مجھے فائرنگ کھولنے سے پہلے جزیرے پر گھوم لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ادھر ادھر کوئی اور موجود ہو اور ہم بے خبری میں مارے جائیں۔ یہ ایک مشین چل رہی ہے۔ لیکن اس جزیرے کے بیرونی مناظر ہی سکرین پر آ رہے ہیں۔ اس لیے اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری بات مناسب ہے۔ چیک کر لو تاکہ پھر اس سے پوری تسلی سے پوچھ گچھ ہو سکے"۔ چوہان نے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا۔

"چوہان نے اس دوران مشینری کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر جب تک صدیقی اور خاور واپس آئے وہ پوری مشینری کو اچھی طرح چیک کر چکا تھا۔

"باہر اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ جزیرے میں یہی پانچ افراد ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ان میں ایک تو لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے۔ باقی حفاظتی مشینری ہے ویسے اس جزیرے پر انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ نجانے عمران صاحب نے کہاں سے اس بات کا پتہ چلا لیا کہ یہی جزیرہ نائٹ فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کی کامیابی کی بنیاد ہی یہی ہے کہ وہ ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کے ذرائع ذہن میں رکھتے ہیں"۔ خاور نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب اور نعمانی کی اس عورت کو میلا کی رہائش گاہ کی نگرانی بے سود ہی ثابت ہو گی کیونکہ وہ ٹونی اور یہ جیفرے دونوں کے مطابق ان کا چیف باس جو یقیناً جرگن ہو گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یقیناً ناراک سے باہر جا چکا ہو گا۔ اسی لئے تو ان کا رابطہ نہیں ہو سکا"۔ صدیقی نے رسی کی مدد سے بے ہوش جیفرے کو کرسی سے باندھتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"۔ چوہان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ مشینری کی طرف کیا ہی تھا۔

"ارے نہیں۔ ابھی تباہ مت کرو، اس مشین سے بیرونی مناظر چیک ہو رہے ہیں۔ اس طرح اگر کوئی جزیرے کی طرف آیا تو ہمیں بھی معلوم ہو جائے گا"۔ خاور نے کہا تو چوہان نے سر ہلاتے ہوئے مشن گن ہٹا لی۔

"یہ خاصا سخت مزاج آدمی لگتا ہے۔ اس لئے اس پر تشدد اچھا خاصا کرنا پڑے گا۔ تب ہی یہ کچھ بتائے گا"۔ صدیقی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "دیکھتے ہیں کتنا سخت مزاج ہے"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ آگے بڑھا اور اس نے جیفرے کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیفرے کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو چوہان پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی جیفرے نے ہلکی سی چیخ مار کر دونوں آنکھیں کھول دیں۔

"تمہارا نام جیفرے ہے اور تم نائٹ فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر کے انچارج ہو"۔ چوہان نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم اور یہاں۔ وہ میرے ساتھی۔ وہ۔ وہ۔ کہاں ہیں۔ تم تو بندھے ہوئے تھے"۔ جیفرے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"وہ چاروں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں جیفرے اور اس وقت تم اس جزیرے پر اکیلے ہو۔ یہاں دور دور تک تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم سے جو کچھ پوچھا جائے سچ سچ بتا دو"۔ چوہان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کاش میں تمہیں بے ہوش کر کے پکڑنے کے چکر میں نہ پڑتا"۔۔۔ جیفرے نے ہونٹ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بھینچتے ہوئے کہا۔

"جر گن کہاں ہے"۔ چوہان نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"کون جر گن۔ کس جر گن کی بات کر رہے ہو"۔ جیفرے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صدیقی اس کی ایک آنکھ نکال دو"۔ چوہان نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے صدیقی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلا سا خنجر کھینچ لیا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں کسی جر گن کو نہیں جانتا اور تمہاری تو تلاشی لی گئی تھی۔ یہ خنجر"۔ جیفرے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"خنجر کے لئے ہم نے ایسی جیب بنوائی ہوئی ہے مسٹر جیفرے کہ جس کا تم جیسے لوگوں کو کسی صورت میں بھی علم نہیں ہو سکتا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خنجر پکڑے بڑے سرد مہرانہ انداز میں جیفرے کی طرف بڑھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں کہ "۔۔۔۔۔۔ جیفرے نے دوبارہ کہنا شروع کیا لیکن اس کا فقرہ حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ میں دب کر رہ گیا۔ صدیقی نے انتہائی سرد مہرانہ انداز میں اس کی دائیں آنکھ میں خنجر کی نوک اتار دی تھی۔ جیفرے کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ دیوانہ وار اپنا سر دائیں بائیں مار رہا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"اور زور سے چیخو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہاری چیخیں سننے والا یہاں کوئی نہیں ہے"۔ چوہان نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ درست کہہ رہا ہوں میں کسی جر گن کو نہیں جانتا مم۔ مم"۔ جیفرے نے چیختے ہوئے کہا۔

"اب ایک کان کاٹ دو اور جب تک یہ جواب دینا نہ شروع کرے ایک ایک عضو کاٹتے چلے جاؤ۔ کان کے

بعد ناک۔ اس کے بعد ایک ایک انگلی۔ پھر بازو۔ پھر ٹانگ۔ اگر یہ سسک کر مرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سہی۔

چوہان نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی صدیقی کا خنجر والا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور جیفرے کا ایک کان کٹ کر ایک طرف جا گرا۔ جیفرے چیختا ہوا بے ہوش ہو گیا۔ مگر صدیقی نے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

"وہ۔ وہ مشن پر گیا ہے۔ مت مارو مجھے۔ وہ مشن پر گیا ہے"۔ ہوش میں آتے ہی جیفرے نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ تکلیف کی انتہائی شدت سے اس کا شعور ماؤف ہو گیا ہے اور اب وہ لاشعوری طور پر جواب دے رہا ہے۔

"کس مشن پر کہاں گیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"۔ چوہان نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ جیفرے نے ایک بار پھر سنبھل کر کہا، وہ واقعی انتہائی سخت جان آدمی تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی صدیقی کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور جیفرے کی ناک آدھی سے زیادہ کٹ کر اس کی جھولی میں جا گری اور وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ لیکن صدیقی کے دو زوردار تھپڑوں نے اسے ایک بار پھر ہوش دلا

دیا۔

"اب انگلیاں کاٹوں گا۔ بولو۔ ورنہ"۔۔۔۔۔ اس بار صدیقی نے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ بتاتا ہوں، فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ مجھے مار ڈالو۔ مجھے مار ڈالو"۔۔۔۔۔ جیفرے نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں، جب تک تم سب کچھ اگل نہ دو گے تم مر بھی نہیں سکتے اور سنو تم ایک معمولی سے کارندے ہو۔ ہم تمہیں زندہ بھی چھوڑ سکتے ہیں اور تمہاری بینڈیج بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن تمہیں سب کچھ بتانا پڑے گا"۔ چوہان

نے کہا۔

"مم۔ مم۔ بتاتا ہوں۔ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ تم مجھے مار دو یا چھوڑ دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ میں پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ سنو چیف باس جرگن اپنے گروپ کے ساتھ نارکوئین بحری جہاز پر گیا ہے۔ وہ رات کو بارہ بجے اسپیشل ائیر پورٹ سے ایک خصوصی طیارے پر روانہ ہوں گے اور جہاز نارکوئین پر پہنچیں گے۔ جہاز نارکوئین جنوبی بحر اوقیانوس کی بندرگاہ گوانڈا میں لنگر انداز ہے۔ وہاں سے وہ تساکی پہنچیں گے اور مشن مکمل کریں گے۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے۔ یقین کرو اس سے زیادہ معلوم ہی نہیں ہے۔ میں نے تمہیں پکڑ کر باس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن باس کا طیارہ سپیشل ائیر پورٹ سے روانہ ہو چکا تھا۔ اس لئے رابطہ نہ ہو سکا"۔۔۔۔۔ جیفرے نے کراہتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"کتنے آدمی اس کے ساتھ ہیں"۔"۔۔۔۔۔ چوہان نے پوچھا۔

"دس کا فل گروپ گیا ہے۔" جیفرے نے جواب دیا۔

"جرگن کا حلیہ کیا ہے"۔"۔۔۔۔۔ چوہان نے پوچھا اور جیفرے نے جرگن کا حلیہ بتایا۔

"اب اس کے ساتھیوں کے نام اور حلیے بتاؤ"۔"۔۔۔۔۔ چوہان نے پوچھا اور جیفرے نے تفصیل بیان کرنا شروع کر دی۔

"تو ٹیلسن اس کا نمبر ٹو ہے"۔"۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں ٹیلسن باس ہے۔ جرگن چیف باس ہے"۔"۔۔۔۔۔ جیفرے نے جواب دیا۔

چوہان سر ہلاتا ہوا اس بڑے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا تاکہ عمران کو یہاں سے کال کر کے اسے تفصیل بتا کر اس سے مزید ہدایات لے سکے۔

"نہیں چوہان۔ اس ٹرانسمیٹر سے کوئی کال مت کرو۔ ہو سکتا ہے یہ کال مانیٹر ہو رہی ہو"۔"۔۔۔۔۔ خاور

نے کہا تو چوہان پیچھے ہٹ گیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ تو پھر چلو واپس۔"۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ جیفرے کی طرف کیا اور پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں میں جیفرے کے حلق سے نکلنے والی چیخ دب کر رہ گئی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو چکا تھا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اس جزیرے پر موجود تمام کیبن وغیرہ کو

۔ بموں سے اڑا دینا چاہئیے"۔"۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"یہاں اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس میں وائر لیس چارجر بم بھی موجود ہیں"۔"۔۔۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو مسئلہ حل ہو گیا۔ میں اس لئے خاموش تھا کہ دھماکوں کی آوازیں ساحل تک پہنچ جائیں گی اور ایکریمین نیوی حرکت میں آسکتی ہے۔ اس طرح ہماری موٹر بوٹ بھی چیک ہو سکتی ہے۔ لیکن اب ہم ساحل پر پہنچ کر وائر لیس چارجر کو ڈیفیوز کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔

چوہان نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر جب تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ ساحل کے ساتھ لگی ہوئی موٹر بوٹ پر بیٹھے تو پورے جزیرے میں وہ اسلحہ پھیلا چکے تھے اور وائر لیس چارجر ان کے ہاتھ میں تھا۔ صدیقی نے ایک بار پھر موٹر بوٹ کا کنٹرول سنبھالا اور موٹر بوٹ انتہائی تیز رفتاری سے واپس ساحل کی طرف دوڑنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے کہ نائٹ فائٹرز مشن پر روانہ بھی ہو چکے ہیں اور ہم ابھی تک انہیں یہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں"۔۔۔۔۔ چوہان نے خاور کو مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں اگر عمران اپنے ذرائع سے اس جزیرے کا کھوج نہ نکال لیتا تو واقعی صورت حال سراسر ہمارے خلاف

چلی جاتی۔ اب ہمیں فوری طور پر تساکی پہنچنا ہو گا"۔۔۔۔۔ خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چار انجنوں والا جیٹ طیارہ انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا جنوبی بحر اوقیانوس کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ طیارے میں جرگن اور نیلسن کے علاوہ نو افراد اور بھی موجود تھے۔ جرگن اور ٹیلسن سب سے آگے والی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے جب کہ عقبی سیٹوں پر ان کے ساتھی موجود تھے۔

"باس کیا طیارہ براہ راست جہاز پر جا کر اترے گا یا ہمیں پہلے گوانڈا جانا ہو گا"۔۔۔۔۔ ٹیلسن نے کہا۔

"نار کوئین جہاز زیادہ بڑا نہیں ہے۔ اس لئے یہ طیارہ اس کے رن وے پر نہیں اتر سکتا۔ ہم پہلے گوانڈا کے ائر پورٹ پر اتریں گے وہاں ایڈمرل جوزف کا نمائندہ کپتان برجر موجود ہو گا۔ جو ہمیں جہاز تک لے جائے گا"۔۔۔۔۔ جرگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم کتنے عرصے میں پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔۔ ٹیلسن نے پوچھا۔

"صبح پہنچ سکیں گے، کیوں تمہیں بے چینی کیوں ہے"۔۔۔۔۔ جرگن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نامعلوم کیا بات ہے باس مجھے غیر محسوس طور پر انجانے سے خطرے کا احساس ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔ ٹیلسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ارے نہیں تم ضرورت سے زیادہ ہی ٹچی ہو گئے ہو۔ یہ کوئی اتنا بڑا مشن نہیں ہے۔ عام سا مشن ہے۔ نار کوئین جہاز میں انتہائی جدید ترین ایٹمی ریسرچ سنٹرز کو تلاش کرنے والے آلات نصب ہیں۔ پھر اس کا رابطہ خصوصی طور پر فضا میں موجود ایک خفیہ سیٹلائٹ سے بھی ہے۔ یہ اس کی مدد بھی لے سکتا ہے اور جیسے ہی یہ سنٹر سامنے آیا ہم بھوکے بھیڑیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑیں گے"۔۔۔۔۔ جرگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس یہ سنٹر کوئی عام سی عمارت تو نہ ہوگی۔ اس کے حفاظتی انتظامات تو انتہائی سخت ہوں گے۔ کیونکہ یہ پاکیشیا والوں کا سنٹر ہے اور پاکیشیا میں موجود اس کے اپنے سنٹر کو آج تک کوئی اس لئے تسخیر نہیں کیا جاسکا کہ وہاں انتہائی سخت ترین انتظامات ہیں"۔۔۔۔ ٹیلسن نے کہا۔

"وہاں بات دوسری ہے۔ وہ ان کا اوپن سنٹر ہے اور انہوں نے وہاں جو انتظامات کر رکھے ہیں وہ ہوائی حملے سے بچاؤ کے ہیں۔ جب کہ یہ سنٹر خفیہ ہے۔ یہاں ہم نے کمانڈو ایکشن کرنا ہے۔ وہ اسے خفیہ
رکھ کر ہی مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ جب اسے ٹریس نہیں کیا جاسکتا تو اسے ختم کیسے کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔۔ جرگن نے کہا اور ٹیلسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

طیارے کو سپیشل ائرپورٹ سے روانہ ہوئے چار گھنٹے گزر چکے تھے اور ابھی تین گھنٹے کا سفر باقی تھا کہ اچانک کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور عملے کا ایک آدمی ہاتھ میں وائرلیس فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"سر آپ کی کال ہے"۔۔۔۔ اس نے وائرلیس فون پیس جرگن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ جاسکتے ہیں"۔۔۔۔ جرگن نے کہا اور نوجوان واپس کاک پٹ میں چلا گیا۔

"ہیلو جرگن بول رہا ہوں"۔۔۔۔ جرگن نے بٹن دبا کر لائن آن کرتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری ڈیفنس بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سیکرٹری ڈیفنس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"اوہ یس سر"۔۔۔۔ جرگن نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر اس طرح اچانک کال کی وجہ سے تردد کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"تمہارا آئی لینڈ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو جرگن بے اختیار سیٹ سے اچھل پڑا۔

"جی۔ جی کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ آئی لینڈ ہیڈ کوارٹر۔ وہ کس طرح

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جناب"۔۔۔۔ جرگن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے یقینی کا تاثر نمایاں تھا۔

"تھوڑی دیر پہلے نیوی ہیڈ کوارٹر سے مجھے اطلاع ملی کہ سپارک آئی لینڈ پر خوفناک دھماکے ہو رہے ہیں۔ میں نے فوری طور پر تحقیقات کرنے اور رپورٹ دینے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ابھی چند لمحے پہلے جو رپورٹ مجھے ملی ہے۔ اس کے مطابق وہاں موجود تمام کیبنز دھماکے سے اڑ گئے ہیں۔ تمام اسلحہ تباہ ہو چکا ہے۔ تین لاشیں تو جل کر راکھ ہو چکی تھیں لیکن دو لاشیں ایسی ملی ہیں جن کے جسم میں گولیوں کے نشانات موجود ہیں۔ ان دو میں سے ایک لاش تو ایسی حالت میں ملی ہے کہ اسے کرسی سے باندھ کر گولیوں سے اڑا دیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ وہاں تباہی کی جو صورت حال ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تباہی باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت کی گئی ہے"۔۔۔۔ سیکرٹری ڈیفنس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ یہ سب کس نے کیا ہوگا سر۔ وہاں کا تو کسی کو بھی علم نہیں ہے"۔۔۔۔ جرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارے اس مشن کی تفصیلات پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اسلامی سیکورٹی کے کرنل فریدی تک پہنچ گئی ہیں۔ دماک میں جہاں کرنل فریدی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ وہاں بھی ہمارے مخبروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ دماک میں ایکریمین سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری جو وہاں کے سارے سیٹ اپ کا انچارج تھا اچانک اپنی
رہائش گاہ سے غائب ہو چکا ہے اور اسپارک آئی لینڈ میں جس طرح کرسی سے بندھی ہوئی لاش ملی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چند افراد وہاں پہنچے۔ انہوں نے تمہارے آدمیوں پر تشدد کر کے وہاں سے تمہارے مشن کی تفصیلات معلوم کیں اور ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے نکل گئے"۔۔۔۔ سیکرٹری ڈیفنس کے لہجے میں تلخی تھی۔

"یس سر آپ کا تجزیہ درست ہے سر"۔۔۔۔ جرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اگر میرا تجزیہ درست ہے جرگن تو پھر گوانڈا ائرپورٹ پر یا گوانڈا اورانز کوئین جہاز پر یا پھر تساکی میں تمہارے استقبال کے لئے وہ لوگ یقیناً موجود ہوں گے اور نار کوئین جہاز حکومت ایکریمیا کا اس قدر قیمتی جہاز ہے کہ اس پر تساکی کے ایک ہزار سنٹر قربان کیے جا سکتے ہیں۔ اس لئے تم اپنا مشن بدل لو۔ اب تم نے نار کوئین جہاز پر نہیں پہنچنا اور نہ ہی تمہیں گوانڈا ائرپورٹ اترنا ہے۔ میں نے پائلٹ سے بات کر لی ہے۔ وہ اب براہ راست کیپ ٹاؤن پہنچے گا۔ تم نے وہاں اترنا ہے۔ کیپ ٹاؤن کے ہوٹل الیگزینڈر کے منیجر باب لوپ کو احکامات بھجوا دیئے گئے ہیں۔ تم اس سے نائٹ فائٹرز کا کوڈ دہراؤ گے تو وہ تمہیں فوری طور پر ساحل کے اس حصے پر پہنچا دے گا۔ جہاں آبدوز موجود ہو گی۔ اس آبدوز کے ذریعے تم جزیرہ مساٹا پہنچ جاؤ گے۔ جزیرہ مساٹا پر ایکریمیا کا ایک خفیہ اڈہ موجود ہے۔ وہاں کا انچارج جنرل شیرف تمہارا

وہاں سے تساکی جانے کا بندوبست کرے گا۔ اب تساکی پہنچ کر تم نے اپنے طور پر اس خفیہ سنٹر کو تلاش کرنا اور تباہ کرنا ہے۔ جنرل شیرف اس سلسلے میں تمہاری پوری پوری معاونت کرے گا"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ جرگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو جرگن اب یہ مشن ایکریمیا کی عزت کا مشن بن چکا ہے۔ اب اس سنٹر کو ہر صورت میں تباہ ہونا چاہئیے۔ ہر صورت اور ہر قیمت پر"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"تو پھر سر مجھے آپ آزاد کر دیجئے۔ آپ مجھے پابند نہ کریں کہ میں یہ کروں اور وہ نہ کروں"۔۔۔۔ آخر کار جرگن پھٹ پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تمہیں کب پابند کیا ہے۔"

ڈیفنس سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر آپ نے مجھ پر پابندی لگا رکھی ہے کہ میں ان پاکیشیائی اور اسلامی سیکورٹی کے ایجنٹوں سے بچ کر کام کروں۔ آپ مجھے آزاد کر دیں تو پھر دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔ میں ان کی نسلوں کا بھی خاتمہ کر دوں گا اور جب ان کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر سنٹر بھی تلاش کیا جا سکتا ہے اور اس کا خاتمہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ سنٹر کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا اور نہ یہ ایٹمی ریسرچ ایسی چیز ہے کہ چند دنوں میں مکمل ہو جائے گی"۔۔۔۔ جرگن نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا سن کر غصہ آگیا ہے جرگن۔

لیکن یہ سوچ لو کہ یہ دونوں چاہے وہ پاکیشیائی علی عمران ہو یا اسلامی سیکورٹی کا کرنل فریدی ہو۔ دونوں اس دنیا کے سب سے بڑے عفریت ہیں"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"سر جرگن ان سے بھی بڑا عفریت ہے۔ نائٹ فائٹرز کوئی عام لٹیروں یا مجرموں کا گروپ نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ ان دونوں سے خود بھی ڈر رہے ہیں اور مجھے بھی ڈرا رہے ہیں۔ آپ اتنا کریں کہ اگر اس سنٹر کی تباہی کے دوران ان میں سے کوئی ایک یا دونوں مجھ سے ٹکرا جائیں تو مجھے ان کے خاتمے کے لئے کام کرنے کی کھلی اجازت ہو۔ پھر دیکھیں کہ نائٹ فائٹرز کیا کرتے ہیں"۔۔۔۔ جرگن نے جواب دیا۔

"او۔کے مجھے تمہاری یہ بات منظور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی طرح بھی ان سے کم نہیں ہو۔ میں جنرل شیرف کو احکامات بھجوا دیتا ہوں۔ وہ تمہارے ماتحت کے طور پر کام کرے گا۔ اس طرح تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ مجھے بہر حال اس سنٹر کی مکمل تباہی کی یقینی رپورٹ ملنی چاہئیے"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ آپ یقین رکھیں کہ آخری فتح عظیم ایکریمیا کی ہو گی"۔۔۔۔ جرگن نے انتہائی مسرت بھرے جذباتی لہجے میں کہا۔

"گڈ بائی"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جر گن نے بٹن آف کر کے وائرلیس فون پیس کو سامنے ریک کے خانے میں رکھ دیا۔

"اب ہوئی ناں بات۔ اب میں دیکھوں گا اس کرنل فریدی اور اس علی عمران کو کہ یہ لوگ کتنے پانی میں، میرا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے اور میرے ساتھیوں کو گولیاں مارنے کا انہیں پورا پورا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"۔۔۔۔۔ جر گن نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"وہی ہوا باس میرا دل اسی لئے خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ یہ لوگ ہمارے اس خفیہ جزیرے تک آخر کیسے پہنچے اور اگر پہنچ گئے تھے تو انہوں نے وہاں موجود انتہائی جدید ترین سائنسی نظام کو کس طرح شکست دے دی"۔۔۔۔۔ ٹیلسن نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے۔ جیفرے یا اس کے کسی آدمی کی حماقت کی وجہ سے ایسا ہوا ہو۔ بہر حال انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہو گا"۔۔۔۔۔ جر گن نے کہا۔۔

"تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔۔ ٹیلسن نے کہا۔

"پروگرام سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارا اصل مشن تو اس سنٹر کی تباہی ہے۔ ہم اس مشن پر ہی کام کریں گے۔ لیکن اب کام کھل کر کیا جائے گا اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا آئی ایس جس نے بھی ہمارے راستے میں رکاوٹ ڈالی اس کو کچل دیا جائے گا"۔۔۔۔۔ جر گن نے کہا اور ٹیلسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تقریباً مزید پانچ گھنٹوں کی پرواز کے بعد پائلٹ نے کیپ ٹاؤن کے ائیر پورٹ پر طیارے کے لینڈ کرنے کا اعلان کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ

دیو ہیکل طیارہ کیپ ٹاؤن کے ائیر پورٹ پر اتر گیا۔ وہ چونکہ خصوصی طیارہ تھا۔ اس لئے اسے سائیڈ کر کے روکا گیا تھا۔ جر گن اور اس کے ساتھی طیارے سے اترے تو ایک بند باڈی کی ویگن طیارے کے باہر موجود تھی۔

"میرا نام اسکاٹ ہے جناب۔ مجھے حکم ملا ہے کہ آپ کو ائیر پورٹ سے باہر خفیہ طریقے سے پہنچا دوں۔ آپ نے جہاں بھی جانا ہو۔ آپ مجھے بتا دیں میں آپ کو وہاں پہنچا دوں گا"۔۔۔۔۔ ایک ایکریمی نوجوان نے آگے بڑھ کر کہا۔

"آپ ہمیں الیگزنڈر ہوٹل ڈراپ کر دیں"۔۔۔۔۔ جر گن نے کہا تو اسکاٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ بند باڈی کی ویگن میں سوار وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جر گن سمیت اس کے سب ساتھی ویگن کی بند باڈی کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ ویگن ایک دو جگہوں پر چند لمحوں کے لئے رکی اور پھر آگے بڑھ گئی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ویگن ایک جھٹکے سے رک گئی اور پھر باہر سے عقبی دروازہ کھول دیا گیا اور جر گن اور اس کے ساتھی ایک ایک کر کے باہر آ گئے۔

"وہ سامنے جناب الیگزینڈر ہوٹل ہے"۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے سڑک پار ایک چار منزلہ عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مسٹر اسکاٹ"۔۔۔۔۔ جر گن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب ساتھی جر گن کے پیچھے چلتے ہوئے سڑک کراس کر کے ہوٹل

کی طرف بڑھ گئے۔

"تم لوگ ادھر ادھر ہو جاؤ۔ میں اور ٹیلسن جا کر اس مینجر باب لوپ سے ملیں گے۔ ہم نے فوری طور پر مساٹا جزیرے پر پہنچنا ہے۔" جر گن نے کہا اور پھر وہ ٹیلسن کو ساتھ لئے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل کا وسیع ہال اس وقت تقریباً خالی تھا۔ اکادکا میزوں پر ہی مقامی اور غیر ملکی لوگ نظر آرہے تھے۔ جر گن سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں اس وقت ایک نوجوان تقریباً فارغ کھڑا ہوا تھا۔

"مینجر باب لوپ سے کہو کہ نائٹ فائٹرز کا نمائندہ آیا ہے۔" جر گن نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ یس سر۔ انہوں نے مجھے اس بارے میں ہدایات دے رکھی ہیں" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے انتہائی مستعدانہ لہجے میں کہا اور جلدی سے کاؤنٹر پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"سر دو صاحبان تشریف لائے ہیں انہوں نے مخصوص کوڈ دہرایا ہے" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"یس سر" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے دوسری طرف سے سننے کے بعد کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کاؤنٹر سے باہر آ گیا۔

"آیئے سر میں آپ کو پہنچا آؤں" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری کے اختتام پر موجود بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔

"تشریف لے جایئے سر" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ دروازے پر نمودار ہوا۔

"میرا نام باب لوب ہے جناب آیئے تشریف لایئے" ۔۔۔۔۔ اس ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ" ۔۔۔۔۔ جرگن نے مسکراتے ہوئے کہا اور دفتر میں داخل ہو گئے۔

"مجھے آپ کے فون کا انتظار تھا" ۔۔۔۔۔ باب لوپ نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔ "ہمیں جلدی ہے مسٹر باب لوپ۔ آپ بغیر کوئی وقت ضائع کئے ہمیں اس آبدوز تک پہنچا دیں" ۔۔۔۔۔ جرگن نے کہا۔

"آپ کچھ پی تو لیں۔ یہ میرے لئے فخر ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں" ۔۔۔۔۔ باب لوپ نے کہا۔

"نہیں ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہمارے نو ساتھی ہوٹل کے باہر موجود ہیں اور ہم فوراً روانہ ہونا چاہتے ہیں۔ کیا اس کا انتظام آپ نے نہیں کیا" ۔۔۔۔۔ جرگن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر کر لیے ہیں۔ آیئے" ۔۔۔۔۔ منیجر نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر آ گئے۔ منیجر کا رخ پارکنگ کی طرف تھا۔ جہاں ایک بڑی سی ہوٹل ویگن موجود تھی۔ جرگن نے ہاتھ ہلا کر ادھر ادھر بکھرے ہوئے اپنے

ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب ان کے پاس پہنچ گئے۔ ویگن ڈرائیور وہیں موجود تھا اور پھر جیسے ہی وہ سب اس ویگن میں سوار ہوئے۔ منیجر کے اشارے پر ویگن سٹارٹ ہوئی اور تیزی سے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ منیجر خود بھی ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ جب کہ جرگن اور اس کے ساتھی عقبی سیٹوں پر تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ویگن ایک ویران سے ساحل پر پہنچ کر رک گئی۔

"آیئے" ۔۔۔۔۔ منیجر نے ویگن سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور جرگن اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔ منیجر نے جیب سے ایک چوڑی نال والا چھوٹا سا پستول نکالا اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ شوں کی تیز آواز کے ساتھ شعلہ سا آسمان کی طرف بلند ہوا اور پھر ایک دھماکے سے پھٹ کر بکھر گیا۔ جرگن اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ ٹرنچ فائر ہے۔ جسے اشارہ دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ ہی دیر بعد سمندر سے ایک بڑی سی موٹر بوٹ نمودار ہوئی اور ساحل کی طرف آتی چلی گئی۔ اس پر سرخ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ موٹر بوٹ کنارے سے آ لگی اور ایک نوجوان اتر کر ان کی طرف بڑھ آیا۔

"میرا نام کیپٹن روزڈم ہے اور میں جنرل شیرف کا نمائندہ ہوں" ۔۔۔۔۔ آنے والے نے قریب آ کر کہا،

"نائٹ فائٹرز" ۔۔۔۔۔ جرگن نے کہا۔

"یس سر آیئے" ۔۔۔۔۔ کیپٹن روزڈم نے کہا اور جرگن نے منیجر کا

شکریہ ادا کیا اور وہ سب اس بڑی سی موٹر بوٹ میں سوار ہو گئے۔ موٹر بوٹ انتہائی تیز رفتاری سے سمندر کی اندرونی طرف کو بڑھ گئی۔ کافی دور ایک چھوٹے سے جزیرے کے قریب جا کر وہ رک گئی اور روزڈم انہیں

لے کر جزیرے پر پہنچ گیا۔ وہاں دو آدمی جنہوں نے باقاعدہ ایکریمین نیوی کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی موجود تھے۔

"نائٹ فائٹرز"۔۔۔۔۔ جرگن نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا باکس نکالا اور اس کی ایک سائیڈ پر لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

"یس کیپٹن جیراڈ"۔۔۔۔۔ باکس میں سے ایک آواز سنائی دی۔

"سارجنٹ کاک سپیکنگ، نائٹ فائٹرز پہنچ گئے ہیں۔" نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سارجنٹ کاک نے بٹن آف کر کے باکس واپس اپنی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد ساحل سے کچھ دور ایک آبدوز باہر آتی ہوئی دکھائی دینے لگی اور چند لمحوں بعد وہ پوری طرح سمندر کی سطح پر پہنچ چکی تھی۔

"آیئے جناب"۔۔۔۔۔ کیپٹن روزڈم نے کہا اور وہ جرگن اور اس کے ساتھیوں کو لے کر ایک بار پھر موٹر بوٹ پر سوار ہوا اور موٹر بوٹ تیزی سے آبدوز کی طرف بڑھتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ سب آبدوز کے اندر موجود تھے۔ آبدوز کا کیپٹن جیراڈ ایک ادھیڑ عمر تجربہ کار کپتان نظر آ رہا تھا۔

"کیا ہم اس آبدوز پر تساکی جا سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ جرگن نے پوچھا۔

"یس سر بالکل پہنچ سکتے ہیں لیکن مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو مساٹا جزیرے پر لے چلوں جہاں جنرل شیرف آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن جیراڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تک سوائے ہمارا وقت ضائع ہونے کے اور کچھ بھی نہیں ہوا کیپٹن۔ ہم جلد از جلد تساکی پہنچنا چاہتے

ہیں"۔۔۔۔۔ جرگن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب میں تو حکم کا غلام ہوں جو حکم فرمائیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ پہلے جزیرے پر چلو۔ تاکہ جنرل شیرف سے ملاقات ہو جائے"۔۔۔۔۔ جرگن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فریدی نے جو ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔ ساتھ ہی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہارڈسٹون"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"حمید بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ایک خصوصی طیارہ گوانڈا ائر پورٹ پر پہنچنے والا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ پروگرام کینسل کر دیا گیا ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"کیا تفصیلات تھیں طیارے کی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ایکریمیا سے براہ راست آ رہا تھا۔ چارٹرڈ طیارہ تھا۔ بس اتنا ہی معلوم ہوا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"کس نے بتایا ہے کہ پروگرام کینسل ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ائیر پورٹ منیجر چارلس نے"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"کیا تم اس کے دفتر میں موجود ہو"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں میں پبلک بوتھ سے بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔کے۔تم وہیں رکو میں خود آ رہا ہوں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔وہ اس وقت گوانڈا کے ایک ہوٹل میں رہائش پذیر تھا اور اس نے ہوٹل کی کار باقاعدہ کرایے پر لے رکھی تھی۔چند لمحوں بعد اس کی کار ائیر پورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ائیر پورٹ شہر سے کافی فاصلے پر تھا۔اس لئے خاصی تیز رفتاری کے باوجود کرنل فریدی کو ائیر پورٹ پہنچتے پہنچتے نصف گھنٹہ لگ ہی گیا۔اس نے کار جیسے ہی پارکنگ میں روکی اور نیچے اترا ایک طرف سے کیپٹن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"میں نے مزید معلومات حاصل کر لی ہیں۔یہ طیارہ راستے میں ہی اپنی منزل تبدیل کر گیا ہے اور گوانڈا کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا ہے۔چارلس بے حد لالچی آدمی ہے۔تھوڑی سی رقم لے کر اس نے سب کچھ بتا دیا ہے"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے کہا۔

"او کے آؤ اسے مزید رقم دے دیں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے

مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں منیجر چارلس کے دفتر میں موجود تھے۔چارلس ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔اس کے چہرے کی ساخت اور آنکھوں مین موجود مخصوص چمک بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی لالچی طبیعت کا آدمی ہے۔کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں ہی ایکریمین میک اپ میں تھے۔

:میرے باس رابرٹ"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کا تعارف چارلس سے کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی جناب۔آپ کے اسسٹنٹ جیکب بے حد خوش مزاج واقع ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔ چارلس نے کرنل فریدی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں خوش مزاج تو نہیں ہوں البتہ فراخ دل ضرور ہوں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے چارلس کے سامنے

میز پر رکھ دی۔چارلس کی آنکھوں میں موجود چمک گڈی کو دیکھ کر کئی گنا بڑھ گئی۔

"یہ سالم گڈی آپ کی ہو سکتی ہے مسٹر چارلس اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی۔شرط یہ ہے کہ آپ اپنے طور پر اس طیارے کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ یہ طیارہ کہاں سے روانہ ہوا اور کہاں گیا ہے۔آپ یہاں منیجر ہیں۔اس طیارے کی آمد کے بارے میں آپ کو مطلع کیا گیا تھا۔اس لئے مزید معلومات

حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ نہ کر سکتے ہوں تو پھر یہ گڈی کسی اور جگہ ان معلومات کے حصول میں خرچ ہو جائے گی"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ ہو سر میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔ابھی اسی وقت"۔۔۔۔۔چارلس نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔کے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور گڈی اس کی طرف کھسکا دی۔چارلس نے اس طرح سے گڈی جھپٹی جیسے اسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے گڈی غائب ہو سکتی ہے۔گڈی اس نے جیب میں ڈالی اور پھر میز پر پڑا ہوا فون اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔کرنل فریدی نے یہ دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا تھا کہ فون میں لاؤڈر بھی موجود ہے اور اس کا بٹن بھی آن ہے۔

"یس کنٹرول ٹاور"۔۔۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چارلس بول رہا ہوں فریڈ۔سپیشل فلائٹ نمبر تھری۔تھری ون ٹو۔جس نے پہلے ہمارے ائیر پورٹ پر لینڈ کرنا تھا۔معلوم کر کے بتاؤ کہ اس نے آگے کہاں لینڈ کیا ہے"۔۔۔۔۔چارلس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور چارلس نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا سر۔کنٹرول ٹاورز کا رابطہ ایک دوسرے

کے ساتھ ہوتا ہے۔ سپیشل ٹرانسمیٹر کے ذریعے "۔۔۔۔۔ چارلس نے کہا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس چارلس بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ چارلس نے رسیور اٹھا کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سپیشل فلائٹ نے کیپ ٹاؤن لینڈ کیا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے فریڈ کی آواز سنائی دی۔

"کیا یہ اطلاع حتمی ہے"۔۔۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

چارلس نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس منیجر ٹاجو ائیر پورٹ کیپ ٹاؤن"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ٹاجو میں چارلس بول رہا ہوں گوانڈا سے"۔۔۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"اوہ چارلس تم۔ خیریت کیسے کال کی"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک سپیشل فلائٹ ایکریمیا سے گوانڈا میں اترنی تھی پھر معلوم ہوا ہے کہ وہ کیپ ٹاؤن لینڈ کر گئی ہے۔ کون لوگ ہیں کیا چکر ہے"۔۔۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"ہاں بس اچانک ہی ایکریمین سفارت خانے سے اطلاع ملی اور ہم
نے اسے لینڈ کرا دیا۔ ویسے سفارت خانے کا ایک آدمی اسکاٹ ایک بند باڈی کی ویگن لے کر یہاں موجود تھا اور ہمیں حکم تھا کہ ہم نے اس کے مسافروں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھنا۔ لیکن میں نے پائلٹ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ سپیشل فلائٹ ایکریمیا کے ایک خصوصی اڈے سے روانہ ہوئی ہے۔اس میں کوئی سرکاری ایجنٹ تھے۔ گیارہ افراد تھے۔ بس اتنا ہی معلوم ہے۔ فلائٹ فیول لے کر واپس بھی چلی گئی"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے۔ بس مجھے تجسس ہوا تھا۔ میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ لوں۔ شکریہ"۔۔۔۔۔ چارلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بس جناب یا کچھ اور بھی معلوم کرانا ہے"۔۔۔۔۔ چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بس اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن اب آخری بات"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے رکتے رکتے کہا تو چارلس بے اختیار چونک پڑا۔

"جی کون سی بات"۔۔۔۔۔ چارلس نے چونک کر پوچھا۔

"اس معاملے میں آپ کی زبان بند رہے گی ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ آپ کی زبان جبراً ہمیشہ کے لئے بند کرا دی جاتی اور یہ رقم بھی آپ سے واپس حاصل کر لی جاتی۔ لیکن میں نے کہا ہے کہ میں فراخدل آدمی ہوں۔ اس لئے ایسا نہیں کیا جا رہا لیکن اگر آپ نے اس بارے میں کسی سے ایک لفظ بھی کہا تو پھر ایسا ہو بھی سکتا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اس قدر سنجیدہ لہجے میں کہا اور چارلس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"مم، مم۔ میں تو منہ سے بھاپ بھی نہیں نکالوں گا"۔۔۔۔۔ چارلس نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"گڈ بائی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کیپٹن حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی کار میں بیٹھے واپس ہوٹل جا رہے تھے۔

"یہ کیا ہوا۔ نار کوئین جہاز تو یہاں گوانڈا میں ہے۔ پھر یہ لوگ کیپ ٹاؤن کیوں گئے ہیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے، انہیں ہمارے متعلق کسی طرح سے علم ہو گیا ہو اور انہوں نے اپنی منزل بدل دی ہو۔ لیکن یہ لوگ بہر حال نار کوئین پر ہی پہنچیں گے۔ گوانڈا سے نہ سہی، کیپ ٹاؤن سے سہی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے

کہا۔

"تو کیا اب ہم صرف نار کوئین کی چیکنگ کرتے رہیں گے"۔۔۔۔۔"کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں یہ تو کرنی ہی پڑے گی"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمید اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ کرنل فریدی خود بھی ذہنی طور پر الجھ گیا ہے۔ اس لئے اس نے مزید کوئی بات نہ کی بلکہ خاموش ہو گیا۔

ہوٹل واپس پہنچ کر کرنل فریدی نے فون سیٹ کے نچلے حصے کا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"۔۔۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیپ ٹاؤن کا رابطہ نمبر دیں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتایا گیا اور کرنل فریدی نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا اور پھر کیپ ٹاؤن کا رابطہ نمبر ڈائل کر کے اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ چونکہ انکوائری کے نمبر بین الاقوامی قانون کے تحت ان ممالک میں ایک ہی رکھے جاتے تھے اس لئے کرنل فریدی کو انکوائری کے نمبر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

"یس انکوائری پلیز"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکریمین سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کا نمبر دیں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کرنل فریدی نے کریڈل دبایا اور پھر پہلے رابطہ نمبر اور اس کے بعد سیکنڈ سیکرٹری کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس۔ پی۔ اے ٹو سیکنڈ سیکرٹری"۔۔۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایڈمرل جوزف فرام نار کوئین سی شپ۔ سیکنڈ سیکرٹری صاحب سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ایڈمرل جوزف کا پی اے بات کر رہا ہو۔

"یس ایک منٹ ہولڈ کریں"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"جی بات کرائیں۔ سیکنڈ سیکرٹری صاحب لائن پر ہیں"۔۔۔۔۔لیڈی سیکرٹری نے کہا۔

"ایڈمرل جوزف بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی کے لہجے میں وقار ابھر آیا۔

"یس سیکنڈ سیکرٹری ایشمن اٹنڈ نگ"۔۔۔۔۔پورا تعارف کرائیے ایڈمرل صاحب"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بھی وقار تھا۔

"سائنٹیفیک سی شپ نار کوئین سے ایڈمرل جوزف بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس فرمایئے"۔۔۔۔۔اس بار دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سپیشل فلائٹ گوانڈا پہنچ رہی تھی اور انہوں نے میرے سی شپ میں پہنچنا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ سپیشل فلائٹ کیپ ٹاؤن میں لینڈ کر گئی ہے اور آپ کے آدمی اسکاٹ نے انہیں رسیو کیا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اب وہ کیپ ٹاؤن سے واپس گوانڈا آئیں گے۔ اگر ایسا ہے تو وہ کب پہنچیں گے۔ کیونکہ نار کوئین نے ایک خصوصی سائنس مشن کے سلسلے میں کھلے سمندر میں جانا ہے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

"سوری جناب مجھے اس سلسلے میں علم نہیں ہے۔ مجھے تو ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی طرف سے صرف اتنا حکم ملا تھا کہ سپیشل فلائٹ

کیپ ٹاؤن پہنچ رہی ہے۔اس میں موجود افراد کو خفیہ ائیر پورٹ سے باہر نکالنے کا فوری بندوبست کروں۔ چنانچہ میں نے ائیر پورٹ منیجر سے بات کی اور پھر اپنا آدمی ویگن سمیت وہاں بھجوا دیا۔اس آدمی نے مجھے واپس آکر یہ رپورٹ دی ہے کہ سپیشل فلائٹ سے آنے والوں نے ہوٹل الیگزینڈر کے سامنے ڈراپ کرنے کے لئے کہا اور وہ انہیں ہوٹل الیگزینڈر کے سامنے ڈراپ کر کے واپس آگیا تھا۔" سیکنڈ سیکرٹری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر کیپ ٹاؤن کے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیے۔

"یس انکوائری پلیز"۔۔۔۔دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہوٹل الیگزینڈر کے نمبر بتائیں"۔۔۔۔کرنل فریدی نے پوچھا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور کرنل فریدی نے کریڈل دبا کر رابطہ نمبر اور پھر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"الیگزینڈر ہوٹل"۔۔۔۔دوسری طرف سے رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"منیجر سے بات کرائیں۔میں ایکریمیا ڈیفنس سیکرٹریٹ سے جارج مارک بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔کرنل فریدی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں سر"۔۔۔۔دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو منیجر باب لوپ بول رہا ہوں"۔۔۔۔چند لمحوں بعد رسیور سے ایک آواز سنائی دی۔

"جارج مارک ڈیفنس سیکرٹریٹ ایکریمیا بات کر رہا ہوں۔سپیشل فلائٹ کے پسینجرز ہوٹل الیگزینڈر پہنچ گئے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہیں یا نہیں۔تفصیلی رپورٹ دیں"۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ یس سر جناب جرگن فون کرنے کی بجائے خود تشریف لائے تھے۔انہوں نے فوری طور پر ساحل پر چلنے کو کہا چنانچہ میں انہیں ان کے ساتھیوں کے ساتھ ویگن میں بٹھا کر ساحل پر لے گیا جہاں میں نے ٹرنچ فائر کیا تو کیپٹن روزڈم موٹر بوٹ لے کر آئے اور انہیں موٹر بوٹ میں بٹھا کر لے گئے اور میں واپس چلا آیا"۔۔۔۔دوسری طرف سے منیجر نے جواب دیا۔

"تمہیں بعد میں بھی خیال رکھنا چاہئے تھا کہ وہ اپنے مطلوبہ ٹارگٹ پر پہنچ بھی گئے ہیں یا نہیں"۔۔۔۔کرنل فریدی نے لہجے کو سخت کرتے ہوئے کہا۔

"جناب انہوں نے تو آبدوز کے ذریعے سے جزیرہ مساٹا پہنچنا تھا۔میں ان کا خیال کیسے رکھ سکتا تھا۔مجھے تو یہی حکم دیا گیا تھا کہ انہیں ساحل تک پہنچا کر آبدوز کے عملے کے حوالے کر دوں۔وہ میں نے کر دیا جناب"۔۔۔۔منیجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کتنے افراد تھے"۔۔۔۔کرنل فریدی نے پوچھا۔

"چیف جرگن کے علاوہ دس افراد تھے جناب"۔۔۔۔دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے تھینک یو"۔۔۔۔کرنل آفریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا،

"کمال ہے آپ نے یہاں بیٹھے بیٹھے ساری کاروائی کر ڈالی۔"کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جزیرہ مساٹا پر ایکریمیا کا خفیہ دفاعی اڈہ ہے۔میرا خیال ہے کہ وہ آبدوز کے ذریعے واپس نارکوئین جہاز پر آئیں گے تا کہ کسی کی نظروں میں نہ آسکیں۔کیونکہ اس جہاز کی آمد کے بغیر وہ خفیہ سنٹر کو کسی طرح بھی ٹریس نہیں کر سکتے"۔۔۔۔کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے لئے اتنا کھڑاک پھیلانے کی کیا ضرورت تھی انہیں۔زیادہ سے زیادہ کیپ ٹاؤن سے کسی بھی

اور ذریعے سے واپس گوانڈا آسکتے تھے"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا،

"افراسیاب کو ٹرانسمیٹر کال کر کے معلوم کرو کہیں وہ نار کوئین جہاز تو اس طرف روانہ نہیں ہو گیا"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو یقیناً افراسیاب کال کرتا"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر کے لئے انہوں نے احتیاطاً علیحدہ کمرہ لے رکھا تھا۔تاکہ اگر کوئی بھی ان کے کمروں کو چیک کرے تو وہاں سے کوئی ایسا آلہ دستیاب نہ ہو سکے جن سے ان پر شک پڑ سکے۔ کرنل فریدی خاموش

بیٹھا ہوا تھا۔اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔

"نہیں نار کوئین اپنی جگہ موجود ہے اور ہر چیز معمول کے مطابق ہے"۔۔۔۔۔تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید نے واپس آتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کوئی خاص ہی چکر معلوم ہوتا ہے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

"اگر آپ میری بات سنیں تو میں کچھ عرض کروں"۔۔۔۔۔اچانک کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عرض طول کا تکلف چھوڑو میں اس وقت ذہنی طور پر الجھا ہوا ہوں۔صاف صاف کہو کیا کہنا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ جب تک نائٹ فائٹرز نار کوئین پر نہ جائیں نار کوئین میں نصب جدید سائنسی آلات اس خفیہ سنٹر کا پتہ نہیں چلا سکتے"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔اوہ۔وہری گڈ۔تم نے واقعی انتہائی اہم بات کی ہے۔گڈ شو، میں سمجھ گیا۔واقعی ایسا ہی ہوا ہو گا کہ یہ لوگ ایکریمین آبدوز کے ذریعے تساکی پہنچیں گے اور نار کوئین خفیہ سنٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کے انہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع کر دے گا۔پہلی ساری کاروائی صرف ڈاج دینے کے لئے کی گئی ہے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید کا چہرہ فخر سے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا لیکن آپ میری تو کوئی بات سنتے ہی نہیں"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اصل میں یہاں تمہارے دماغ پر وہ رنگ برنگے آنچلوں کا سایہ نہیں پڑا۔اس لئے بیچارہ بلیک اینڈ وائٹ ہونے کے باوجود چل ہی رہا ہے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کا اپنے ذہن کے متعلق کیا خیال ہے۔جو چلنا ہی بند ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔کیپٹن حمید نے روٹھے ہوئے انداز میں جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے جب صنفِ نازک نہ ملے تو خود ویسا نہیں بن جانا چاہیئے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے اس کے روٹھنے کے انداز پر طنز کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔

"او۔کے۔افراسیاب کو کال کرو۔اب ہم نے فوراً تساکی پہنچنا ہے۔اب یہاں بیٹھے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔۔۔۔۔کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر نعمانی بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر صدیقی اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔کار رہائشی کالونی کی مین روڈ سے گزرتی ہوئی کافی آگے جا کر ایک سائیڈ روڈ پر مڑی اور پھر ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی، گیٹ پر پروفیسر ولیم میری کی نیم پلیٹ موجود تھی اور نام کے نیچے ڈگریوں کی ایک لمبی قطار تھی۔عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا جو اپنے لباس اور وضع قطع سے ملازم لگتا تھا۔

"پروفیسر میری سے کہیئے کہ جان مائیکل آیا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ یس سر۔ پروفیسر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں" ۔۔۔۔۔ ملازم نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران دوبارہ آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ پورچ میں پہلے ہی ایک لمبی سی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے عقب میں روکی اور پھر وہ چاروں کار سے باہر آ گئے۔ ملازم پھاٹک بند کر کے واپس آیا اور انہیں برآمدے کے کونے میں موجود ڈرائینگ روم میں آکر بٹھا دیا۔

"آپ نے پہلے اسے فون کیا تھا" ۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں میں نے بڑی مشکل سے یہ بات معلوم کی ہے کہ وہ سپیشل فلائٹ لے جانے والا پائلٹ اس کا بیٹا جان میری ہے۔ اس لئے یہ آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں" ۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے اندرونی حصے میں واقع ایک دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اور ہاتھ میں سٹک تھی۔ جسمانی لحاظ سے وہ اپنی عمر کے لحاظ سے کافی صحت مند دکھائی دے رہا تھا۔

"فرمایئے مسٹر جان مائیکل۔ آپ نے پروفیسر رچرڈ کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو یہاں وقت دے دیا ہے ورنہ میں تو اب کسی سے ملاقات نہیں کیا کرتا" ۔۔۔۔۔ بوڑھے پروفیسر نے رسمی تعارف کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کے صاحبزادے جان میری ایک سپیشل فلائٹ لے کر گئے ہیں۔ آپ برائے کرم سپیشل ائیر پورٹ سے ہمیں یہ معلوم کر دیں کہ ان کی منزل کہاں ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیوں معلوم کروں۔ لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ وہ نفسیات کا مسئلہ ہے جس پر آپ مجھ سے ڈسکس کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ میرے بیٹے کے بارے میں معلوم کر رہے ہیں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔" پروفیسر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے غصہ بھی نمایاں تھا۔

"پروفیسر میری آپ کا بیٹا شدید خطرے میں ہے۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم راڈش سے ہے۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس طیارے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کے ایجنٹ حکومت کے اہم منصب پر بھی فائز ہیں۔ اس لئے اگر ہم سرکاری طور پر معلومات حاصل کرتے تو لازماً انہیں اس بات کی اطلاع ہو جاتی اور آپ کے بیٹے کے لئے خطرات بڑھ جاتے۔ اس لئے ہم نے آپ کا سہارا لیا ہے کیونکہ آپ ایک والد کی حیثیت سے اپنے بیٹے کے بارے میں ہر قسم کی بات پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ یہ دیکھیے ہمارا سرکاری کارڈ۔" عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے پروفیسر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں نے دیکھ لیا ہے۔ آپ واقعی سرکاری آدمی ہیں۔ ٹھیک ہے میں آپ سے تعاون کرنے کا پابند ہوں" ۔۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پروفیسر ولیم میری بول رہا ہوں" ۔۔۔۔۔ پروفیسر نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوہ یس پروفیسر فرمایئے۔ کیسے فون کیا" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ائیر پورٹ منیجر کی آواز سنائی دی۔

"میں اپنے بیٹے جان میری کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ اس سے میں نے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔" پروفیسر میری نے کہا۔

"جان میری تو ایک سپیشل فلائٹ لے کر گوانڈا گئے تھے لیکن پھر درمیان میں ہی ہدایات دی گئیں کہ فلائٹ گوانڈا کی بجائے کیپ ٹاؤن میں لینڈ کرے گی، چنانچہ وہ کیپ ٹاؤن لینڈ کر گئے اور اب تو وہ واپس بھی آ رہے ہوں چار پانچ گھنٹوں بعد وہ واپس پہنچ جائیں گے "۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ شکریہ "۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لاؤڈر پر آپ نے سن لیا کہ کیا بات ہوئی ہے اور کچھ "۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے آپ کے پرانے اور گہرے مراسم ہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ میرا کلاس فیلو ہے۔ کیوں "۔۔۔۔ پروفیسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو اسے فون کر کے اس سے پوچھیں کہ اس نے سپیشل فلائٹ کا شیڈول کیوں تبدیل کر دیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے اس کی کیا ضرورت ہے اور ویسے بھی میں نے اس کے سرکاری کاموں کے بارے میں اس سے کبھی نہیں پوچھا "۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"لیکن اب آپ کو یہ پوچھنا ہو گا "۔۔۔۔ اچانک عمران نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور عمران کے ریوالور نکالتے ہی اس کے ساتھی بھی حرکت میں آ گئے۔ نعمانی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ چوہان اور صدیقی بجلی کی سی تیزی سے اس صوفے کے پیچھے آ گئے جس پر پروفیسر بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا۔ کیا یہ کیا۔ تم۔ تم کون ہو "۔۔۔۔ پروفیسر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے سرکاری فرائض سرانجام دینے ہیں پروفیسر اور تمہیں تفصیل نہیں بتائی جاسکتی۔ اس لئے جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں وہی کرو اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ چلو کرو ڈیفنس سیکرٹری کو فون ورنہ۔ "عمران نے انتہائی سرد

لہجے میں کہا تو پروفیسر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران اٹھ کر اس کے قریب آ گیا اور اس نے پروفیسر کے عقب میں کھڑے ہوئے چوہان اور صدیقی دونوں کو آنکھوں سے مخصوص اشارہ کیا۔

"یس۔ پی اے۔ ٹو ڈیفنس سیکرٹری "۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں پروفیسر ولیم میری بول رہا ہوں ڈیفنس سیکرٹری سے بات کراؤ "۔۔۔۔ پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ انتہائی مجبوری کے عالم میں یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

"ہیلو میری کیا بات ہے۔ ڈکسن بول رہا ہوں "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بے تکلفانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک ہاتھ سے پروفیسر کے ہاتھ سے رسیور جھپٹا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔

"ڈکسن تمہارا کوئی ماتحت ہے جرگن "۔۔۔۔ عمران نے پروفیسر کے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے صدیقی نے پروفیسر کا منہ دبا لیا اور عمران نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"جرگن۔ ہاں ہے کیوں کیا ہوا "۔۔۔۔ ڈکسن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"وہ اس وقت کہاں ہو گا "۔۔۔۔ عمران نے پروفیسر کے لہجے میں پوچھا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ جرگن کو تم کیسے جانتے ہو "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈکسن کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"پچھلے دنوں جارجیا میں اس سے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ تساکی کسی سرکاری کام سے جا رہا ہے۔ میں نے اس کے ذمے اپنا ایک ذاتی کام تساکی کے سلسلے میں لگایا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ تساکی

پہنچتے ہی وہ مجھے فون کر دے گا، لیکن ابھی تک اس کا فون نہیں آیا۔ جب کہ وہ کام اس قدر ضروری ہے کہ فوری طور پر اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے چونکہ ملاقات میں تمہارا حوالہ دیا تھا اس لیے میں نے سوچا کہ تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ اس وقت کہاں ہے، اس کا فون نمبر اگر مل جائے تو" عمران نے کہا۔

"کیا کام تھا تساکی میں مجھے بتاؤ۔" ڈکسن نے کہا۔

"وہ تمہارے مطلب کا کام نہیں تھا ڈکسن، تساکی میں ایک خاتون کی تلاش کا مسئلہ تھا، میں نے بائی دی وے اس سے بات کی تو اس نے خود ہی یہ ذمہ داری لے لی کہ وہ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے، کیونکہ اسے ان لوگوں کے بارے میں علم ہے جہاں پر خاتون موجود ہے۔ آدمی تو وہ بے انتہا قابل اعتماد لگتا تھا، یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی تساکی پہنچا ہی نہ ہو۔" عمران نے کہا۔

"نہیں وہ تساکی پہنچ چکا ہے۔ لیکن وہ جس کام کے لیے وہاں گیا ہے اس کام کے دوران اسے تمہارے کام کی تو فرصت ہی نہیں مل سکتی۔ اس نے تم سے وعدہ کر لیا ہو گا کہ جب وہ فارغ ہو گا تو تمہارا کام کر دے گا، اس لیے تم فی الحال تو انتظار کرو ابھی تو وہ بے حد مصروف ہے۔" ڈکسن نے جواب دیا۔

"وہ وہاں دارالحکومت میں کہیں ٹھہرا ہوا ہو گا۔ مسئلہ بے حد سیریس ہے۔ تم اس کا فون نمبر بتا دو میں خود اس سے بات کر لوں گا، اگر وہ میرا کام نہیں کر سکتا تو وہ مجھے کوئی اشارہ بتا دے گا، میں دوسرے ذرائع سے کام کرا لوں گا۔ پلیز ڈکسن یہ میرے لیے موت زندگی کا مسئلہ ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس نے تساکی دارالحکومت میں نہیں ٹھہرنا تھا، بلکہ تساکی کے ایک پہاڑی شہر سناجوک جانا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ وہاں کہاں ٹھہرا ہو گا، البتہ وہاں رین بو کلب ہے، اس کا مینجر ٹام ہمارا آدمی ہے اور اس نے وہاں پہنچ کر اس سے رابطہ کرنا ہے، تم اس سے بات کر لو، جیسے ہی جرگن وہاں پہنچے گا وہ تمہاری اس سے بات کرا دے گا۔" ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے تعاون کا بے حد شکریہ۔" عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں، تم میرے کلاس فیلو رہ چکے ہو، ویسے جب بھی میری اس سے بات ہوئی میں بھی اسے کہہ دوں گا کہ وہ تم سے بات کرے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ پروفیسر صوفے پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

دو تین گھنٹوں سے پہلے اسے ہوش نہیں آئے گا۔ اس کے ملازم کو بھی بے ہوش کر دو اور نکل چلو، ہم نے فوری طور پر کسی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے سناجوک پہنچنا ہے۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے پر کھڑا ہوا نعمانی اس کی بات سنتے ہی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب عمران اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ کار میں بیٹھ رہا تھا تو نعمانی اندرونی عمارت سے نکل کر دوڑتا ہوا کار کے قریب پہنچ گیا۔

"ایک ہی ملازم تھا وہ بھی چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔" نعمانی نے کہا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ کوٹھی کے پھاٹک سے باہر پہنچ چکے تھے۔ اور پھر تقریباً" بارہ گھنٹوں کے طویل اور مسلسل سفر کے بعد وہ سناجوک کے ہوائی اڈے پر اتر گئے۔ چونکہ ان کے پاس انٹرنیشنل پاسپورٹ اور بین الاقوامی ادارہ سیاحت کے تصدیق شدہ سیاحتی سرٹیفیکیٹس موجود تھے۔ اس لیے انہیں کاغذات وغیرہ کے چکر میں نہیں الجھنا پڑا تھا۔ اور ایک تیز رفتار جیٹ طیارے کو چارٹرڈ کرا کر وہ اطمینان سے یہاں سناجوک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"وہ سنٹر کہاں ہے۔ کیا سناجوک میں ہے؟" ایئر پورٹ سے باہر آتے ہوئے نعمانی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں وہ سناجوک سے کافی دور ہے۔ لیکن نائٹ فائٹرز کا سناجوک پہنچ جانا بہر حال خطرے سے خالی نہیں

ہے۔" عمران نے جواب دیا اور نعمانی اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب یہ لوگ اترے تو کیپ ٹاؤن میں ہیں پھر وہاں سے سناجوک کیسے پہنچ گئے۔ اور اگر ان کی منزل مقصود سناجوک تھی تو انہیں کیپ ٹاؤن اترنے کی کیا ضرورت تھی۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چوہان نے کہا۔ وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے ایئر پورٹ سے پیدل ہی ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ذرائع سے کام کرا لوں گا۔ پلیز ڈکسن یہ میرے لیے موت زندگی کا مسئلہ ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس نے تساکی دار الحکومت میں نہیں ٹھہرنا تھا بلکہ تساکی کے ایک پہاڑی شہر سناجوک جانا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ وہاں کہاں ٹھہرا ہو گا البتہ وہاں رین بو کلب ہے اس کا مینجر ٹام ہمارا آدمی ہے اور اس نے وہاں پہنچ کر اس سے رابطہ کرنا ہے تم اس سے بات کر لو جیسے ہی جرگن وہاں پہنچے گا وہ تمہاری اس سے بات کرا دے گا۔" ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے تعاون کا بے حد شکریہ۔" عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں تم میرے کلاس فیلو رہ چکو ہو ویسے جب بھی میری اس سے بات ہوئی میں بھی اسے کہہ دوں گا کہ وہ تم سے بات کرے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ پروفیسر صوفے پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

دو تین گھنٹوں سے پہلے اسے ہوش نہیں آئے گا اس کے ملازم کو بھی بے ہوش کرو اور نکل چلو ہم نے فوری طور پر کسی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے سناجوک پہنچنا ہے۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا

دروازے پر کھڑا ہوا نعمانی اس کی بات سنتے ہی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور تھوڑی دیر بعد جب عمران اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ کار میں بیٹھ رہا تھا تو نعمانی اندرونی عمارت سے

نکل کر دوڑتا ہوا کار کے قریب پہنچ گیا۔

"ایک ہی ملازم تھا وہ بھی چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔" نعمانی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا چند لمحوں بعد وہ کوٹھی کے پھاٹک سے باہر پہنچ چکے تھے اور پھر تقریباً" بارہ گھنٹوں کے طویل اور مسلسل سفر کے بعد وہ سناجوک کے ہوائی اڈے پر اتر گئے چونکہ ان کے پاس انٹر نیشنل پاسپورٹ اور بین الاقوامی ادارہ سیاحت کے تصدیق شدہ سیاحتی سرٹیفیکیٹس موجود تھے اس لیے انہیں کاغذات وغیرہ کے چکر میں نہیں الجھنا پڑا تھا اور ایک تیز رفتار جیٹ طیارے کو چارٹرڈ کرا کر وہ اطمینان سے یہاں سناجوک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"وہ سنٹر کہاں ہے کہا سناجوک میں ہے؟" ایئر پورٹ سے باہر آتے ہوئے نعمانی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں وہ سناجوک سے کافی دور ہے لیکن نائٹ فائٹرز کا سناجوک پہنچ جانا بہر حال خطرے سے خالی نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیا اور نعمانی اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب یہ لوگ اترے تو کیپ ٹاؤن میں ہیں پھر وہاں سے سناجوک کیسے پہنچ گئے اور اگر ان کی منزل مقصود سناجوک تھی تو انہیں کیپ ٹاؤن اترنے کی کیا ضرورت تھی۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چوہان نے کہا وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے ایئر پورٹ سے پیدل ہی ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے

جو ائیر پورٹ سے

جو ائیر پورٹ سے

کچھ فاصلے پر تھا۔

"کوئی نہ کوئی مسئلہ ہو گا۔ اس مینجر سے ملنے پر ہی پتہ چلے گا۔" عمران نے کہا۔ اور پھر ایک ٹیکسی ہائر کر کے وہ اس میں سوار ہو گئے۔

"رین بو کلب "عمران نے ڈرائیور کی سائیڈ کی سیٹ میں بیٹھتے ہوئے کہا۔اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھادی۔ تقریبا" پندرہ منٹ کی ڈرائیو نگ کے بعد وہ رین کلب پہنچ گئے۔خاصی وسیع اور جدید طرز کی عمارت تھی۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیااور پھر وہ سب کلب کی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

کلب کا وسیع و عریض اور خوبصورت انداز میں سجاہوا ہال تقریبا" خالی تھا۔ایک سائیڈ پر بڑا کاؤنٹر تھا۔جس کے پیچھے ایک ایکریمین نوجوان موجود تھا۔

"منیجر صاحب سے بات کرنی تھی۔ "عمران نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کہا۔

"جی وہ اپنے دفتر میں موجود ہیں۔بائیں طرف راہدری کے آخر میں ان کا کمرہ ہے۔"کاؤنٹر بوائے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔اور عمران اس کا شکریہ ادا کر کے بائیں طرف راہداری کی طرف مڑ گیا۔چند لمحوں بعد وہ مینیجر کے دفتر کے بند دروازے کے سامنے پہنچ چکے تھے۔باہر مینیجر ٹام کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔عمران نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس کم ان پلیز "اندر سے آواز سنائی دی۔اور عمران نے دروازے پر دباؤڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔عمران اندر داخل ہو گیا۔اس

اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔ٹام ایک ادھیڑ عمر کاروباری ٹائپ آدمی تھا۔وہ ان کے استقبال کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف لائیے جناب۔کاؤنٹر بوائے نے مجھے آپ کی آمد کی اطلاع دے دی ہے۔فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"ٹام نے خالصتا" کاروباری انداز میں ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں جرگن سے ملنا ہے۔ڈیفنس سیکرٹری ایکریمیا مسٹر ڈکسن نے آپ کے متعلق بتایا ہے کہ آپ ان سے

ہماری ملاقات کرا سکتے ہیں۔"رسمی تعارف کے بعد عمران نے مینیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب۔اوہ مگر جرگن صاحب تو ابھی پہنچے ہی نہیں۔ان کی آمد کی اطلاع تو مجھے مل گئی ہے۔لیکن میں خود ان کا منتظر ہوں۔"ٹام نے جواب دیا۔

"لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ کیپ ٹاؤن سے براہ راست یہاں پہنچیں گے،اور کیپ ٹاؤن وہ کل کے پہنچ چکے ہیں۔"عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب براہ راست نہیں آنا تھا۔پہلے انہوں نے کیپ ٹاؤن سے جزیرہ مساٹا جانا تھااور پھر وہاں سے انہوں نے تساکی آنا تھا۔اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ یہاں آئیں۔کیونکہ وہ کسی خاص مشن پر آرہے ہیں۔البتہ ہمیں اطلاع دے دی گئی تھی۔اگر وہ ساجوک آئیں تو ہم ان سے مکمل تعاون کریں۔"ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔پھر ہم دارالحکومت چلے جاتے ہیں۔ہو سکتا ہے وہ وہاں پہنچے ہوں۔"عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا جناب،انہوں نے جزیرہ مساٹا میں اپنے مشن کے سلسلے میں ضروری معلومات حاصل کرنی ہیں۔اس کے بعد ہی انہوں نے فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کہاں جائیں گے۔"ٹام نے جواب دیا۔

"کیا آپ جزیرہ مساٹا میں ان سے بات کر سکتے ہیں۔ہو سکتا ہے وہ ابھی وہیں ہوں۔"عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب،میری تو یہ حیثیت نہیں ہے۔وہاں تو ایکریمیا کا بہت بڑا خفیہ اڈہ ہے۔مجھے تو صرف اطلاع دی گئی تھی۔جو میں نے آپ کو بتادی۔"ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی ایسا آدمی جو وہاں بات چیت کر سکے۔انتہائی اہم سرکاری کام ہے۔ہمارا فوری رابطہ ضروری ہے۔"عمران نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو جناب آپ سار گانا کالونی کوٹھی نمبر گیارہ میں رہنے والے ڈاکٹر تھامسن صاحب سے مل لیں۔ وہ اکثر مساٹا جزیرے پر جاتے رہتے ہیں۔ شاید ان کا کوئی عزیز وہاں انتہائی اہم عہدے پر ہے۔ وہ ہمارے کلب کے ممبر ہیں۔ اس لیے مجھے معلوم ہے۔" ٹام نے جواب دیا۔

"کیا آپ فون کر کے ان سے ملاقات کا وقت لے سکتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"جی میں معلوم کرتا ہوں۔" ٹام نے جواب دیا اور میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"رین بو کلب سے مینیجر ٹام بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب سے بات کرنی ہے۔" ٹام نے کہا۔

"ڈاکٹر تھامسن ہی بول رہا ہوں، کیا بات ہے۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"چار صاحبان آپ سے فوری ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ڈیفنس سیکرٹری ایکریمیا کے خاص آدمی ہیں۔" ٹام نے جواب دیا۔

"کہاں ہیں وہ" دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں ہیری بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب" عمران نے ٹام کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"جی فرمائیے۔ آپ مجھ سے کس لیے ملنا چاہتے ہیں۔" دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ایک اہم سرکاری کام ہے جناب، اور آپ اس میں تعاون کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہیں کوٹھی پر آجائیں۔ تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ میں ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے آپ کے تعاون کے بارے میں خاص طور پر اپنی رپورٹ میں ذکر کروں گا۔" عمران

نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آجائیں سار گانا کالونی کوٹھی نمبر گیارہ۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ ہم آرہے ہیں۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکریہ ٹام صاحب۔ آپ نے واقعی تعاون کیا ہے۔ میں اپنی رپورٹ میں آپ کے تعاون کا بھی خاص طور پر ذکر کروں گا۔" عمران نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جی شکریہ۔ یہ تو میرا فرض تھا۔" ٹام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ کلب سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھے سار گانا کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر انہوں نے ٹیکسی کو چھوڑ دیا اور ٹیکسی کے واپس جانے پر عمران نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک بوڑھا آدمی باہر آگیا۔

"ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ ہیری آیا ہے۔ ابھی میری ان سے فون پر بات ہوئی ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ یس سر آیئے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔" بوڑھے نے جو یقینا" ملازم تھا۔ سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور واپس پلٹ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے اس چھوٹی کھڑکی سے اندر داخل ہوئے۔ ملازم نے کھڑکی بند کی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو

ڈرائینگ روم میں لا کر بٹھا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اور اس کے ساتھی استقبال کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیئے، اور فرمایئے میں آپ حضرات کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" ڈاکٹر نے مصافحے کے بعد ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مساٹا جزیرے پر آپ جاتے رہتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ہاں میرا بیٹا ایک اہم عہدے پر فائز ہے۔وہ وہاں فورمین ہے مگر۔" ڈاکٹر نے چونک کر جواب دیا۔

"دیکھیں ڈاکٹر صاحب، ایک انتہائی اہم اور سیریس سرکاری مسئلہ درپیش ہے۔ایک صاحب جرگن انہوں نے کیپ ٹاؤں سے مساٹا جزیرے پر پہنچنا ہے، اور پھر وہاں سے یہاں تساکی میں کسی جگہ۔ ہماری جرگن صاحب سے فوری بات کرنا ایکریمیا کے مفادات کے لیے انتہائی ضروری ہے۔وہ حکومت ایکریمیا کی ایک خفیہ تنظیم نائٹ فائٹرز کے چیف ہیں۔ڈیفینس سیکرٹری صاحب نے رین بو ہوٹل کے منیجر ٹام کی بابت بتایا تھا کہ جرگن وہاں پہنچے گا۔ہم ایکریمیا سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے مسلسل بارہ تیرہ گھنٹے پرواز کر کے یہاں پہنچے ہیں۔لیکن ٹام کا کہنا ہے کہ جرگن نے ابھی تک اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا اور یہ ضروری بھی نہیں کہ وہ یہاں آئے۔ہمارا مساٹا جزیرے سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔اور ڈیفینس سیکرٹری صاحب بھی سرکاری ٹور پر گئے ہوئے ہیں۔جب کہ ہمارا جرگن صاحب سے فوری رابطہ بھی انتہائی ضروری ہے۔ٹام صاحب

نے بتایا کہ آپ کا رابطہ مساٹا جزیرے سے ہے۔آپ صرف اتنا کریں کہ اپنے صاحبزادے سے میری بات کرادیں۔باقی بات میں ان سے خود کرلوں گا۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں بات کرادیتا ہوں۔وہاں کے سپیشل نمبرز ہیں، اور یہ نمبرز صرف خاص افراد کو ہی معلوم ہیں۔میرا لڑکا چونکہ وہاں ہے، اس لیے مجھے معلوم ہیں۔کیونکہ وہ اڈہ بے حد خفیہ ہے۔" ڈاکٹر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔اور میز پر موجود رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کردیئے۔عمران کی نظریں ڈائل ہونے والے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔

"یس زیرو زیرو ون" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

"ٹی تھرٹی ون زون بی الیون سے بات کرنی ہے۔میں اس کا والد ڈاکٹر تھامسن بول رہا ہوں۔" ڈاکٹر تھامسن نے جواب دیا۔

"ہولڈ آن کریں" دوسری طرف سے کہا گیا، اور چند لمحوں بعد ایک انسانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو راجر بول رہا ہوں" بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یس ڈیڈی خیریت کوئی خاص بات۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

یہ ایک سرکاری آدمی ہیں مسٹر ہیری، ان سے بات کرو۔یہ ڈیفنس سیکرٹری ایکریمیا کے خاص آدمی ہیں۔" ڈاکٹر تھامسن نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو مسٹر راجر، میں ڈیفنس سیکرٹری ایکریمیا سے متعلق ہوں اور ایک انتہائی ایمرجنسی درپیش ہے۔ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم نائٹ فائٹرز کا چیف اپنے آدمیوں سمیت مساٹا جزیرے پر پہنچے ہیں۔جہاں سے انہیں تساکی پہنچنا ہے۔لیکن ابھی تک وہ تساکی نہیں پہنچ سکے۔ان کے چیف کا نام جرگن ہے۔میں نے اس سے انتہائی اہم سرکاری بات کرنی ہے۔کیا آپ ان سے میرا رابطہ کرا سکتے ہیں۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہاں کے ایک شعبے میں فورمین ہوں جناب، میرا تو ان سے رابطہ نہیں ہے۔لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ گیارہ افراد کی ٹیم آبدوز کے ذریعے کیپ ٹاؤن سے یہاں مساٹا پہنچی تھی۔جنرل شیرف نے ان کا خود استقبال کیا۔وہ چند گھنٹے یہاں رہے۔پھر آبدوز کے ذریعے وہ روانہ ہوگئے ہیں۔انہیں روانہ ہوئے دو گھنٹے ہو چکے ہیں۔اب یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں، اور نہ معلوم ہو سکتا ہے۔" دوسری طرف سے راجر نے جواب دیا۔

"آپ جنرل شیرف کا کوئی خصوصی نمبر بتادیں، جس سے ان سے براہ راست بات ہوسکے۔میں خود ان سے بات کرلوں گا۔" عمران نے کہا۔

"ان کا نمبر اے ون ہے جناب، آپ ان سے بات کر سکتے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ جناب۔" عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کا بھی بے حد شکریہ جناب۔ لیکن آپ کے فون سے جنرل شیرف کو فون کرنا آپ کے لیے کوئی پرابلم پیدا کر سکتا ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ میں ایکریمین سفارت خانے سے جا کر انہیں فون کروں۔ بہرحال آپ نے بے حد تعاون کیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مناسب رہے گا۔ ویسے تو میرا فرض تھا۔" ڈاکٹر تھامسن نے کہا۔ اور عمران ان سے اجازت لے کر کوٹھی سے باہر آ گیا۔ اس کا مقصد حل ہو چکا تھا۔ اسے مساٹا جزیرے کا کوڈ نمبر معلوم ہو گیا تھا۔ اس لیے اب اس کے لیے کہیں سے بھی فون کرنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اور پھر تھوڑی ہی دور ایک پبلک بوتھ پر پہنچ کر عمران نے جیب سے سکے نکال کر فون بوتھ میں ڈالے، اور وہی نمبر ڈائل کر دیئے، جو ڈاکٹر تھامسن نے ڈائل کیے تھے۔

"یس زیرو زیرو سیون" رابطہ قائم ہوتے ہی وہی مشینی آواز سنائی دی۔

'ڈیفنس سیکرٹری ڈکسن بول رہا ہوں۔ اے ون سے بات کراؤ۔" عمران نے اس بار ڈکسن کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس سے پہلے پروفیسر ولیم میری کی آواز میں وہ ڈکسن سے بات چیت کر چکا تھا۔ اس لیے اس کے لہجے اور آواز کی نقل اس کے لیے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

"یس ہولڈ آن کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر میں جنرل شیرف بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"نائٹ فائٹرز کے سلسلے میں کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"سر وہ تساکی روانہ ہو گئے ہیں، دو گھنٹے پہلے۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں نے تفصیلی رپورٹ طلب کی ہے جنرل۔" عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"یس سر۔ نائٹ فائٹرز کے چیف نے یہاں سے نارکوئین جہاز کے انچارج ایڈمرل جوزف سے بات کی ہے۔

اور انہیں تساکی میں اس خفیہ سنٹر کو چیک کرنے کے لیے کہا۔ اور ایڈمرل صاحب نے حامی بھر لی۔ لیکن چونکہ یہ کام خاصا وقت لینے والا تھا اس لیے جرگن صاحب نے ان سے ٹرانسمیٹر فریکونسی طے کر لی۔ اور خود وہ اپنے ساتھیوں سمیت آبدوز میں تساکی روانہ ہو گئے ہیں۔ اور میرا خیال ہے اب تک وہ تساکی پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ وہاں جرگن صاحب ٹرانسمیٹر پر براہ راست ایڈمرل جوزف سے بات کر لیں گے۔" جنرل شیرف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تساکی میں انہوں نے کہاں پہنچنا تھا۔ کس پوائنٹ پر۔" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سر تساکی کے شمال مغربی ساحل سے کچھ دور ایک جزیرہ ہے اوباڑ۔ وہاں سے انہیں موٹر بوٹیں آسانی سے مل جائیں گی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آپ کو اس فریکونسی کا علم ہے جو ایڈمرل جوزف اور جرگن کے درمیان طے پائی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب یہ میری عدم موجودگی میں طے کی گئی ہے۔ مجھے تو صرف یہی بتایا گیا کہ ایسا ہوا ہے۔" جنرل شیرف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ سے رابطہ کس فریکونسی پر ہو گا۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ایک فریکونسی جرگن صاحب نے میرے ساتھ طے کی ہے۔ کسی ایمرجنسی کی صورت میں یا کوئی ضروری اسلحہ منگوانے کے لیے۔" جنرل شیرف نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے وہ فریکونسی بھی بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب کسی علیحدہ جگہ پر بیٹھ کر اس جرگن سے بھی دو باتیں کر لی جائیں۔ تاکہ صحیح صورت حال کا اندازہ ہو سکے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر وہ سب چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

ایک جگہ انہیں سڑک سے کچھ فاصلے پر

درختوں کا ایک جھنڈ نظر آیا۔ تو عمران اس جھنڈ کی طرف چل پڑا۔ یہ جھنڈ واقعی عام جگہ سے ہٹا ہوا تھا۔

"ٹرانسمیٹر مجھے دو چوہان، اور تم چاروں طرف باہر نگرانی کرو۔" عمران نے جھنڈ میں پہنچتے ہی چوہان سے کہا۔ اور چوہان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا مگر وسیع رینج کا جدید ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اس جھنڈ کے علیحدہ علیحدہ حصوں کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر وہی فریکونسی ایڈجسٹ کی، جو جنرل شیرف نے اسے بتائی تھی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ڈیفنس سیکرٹری ڈکسن کالنگ جر گن اوور۔" عمران نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس۔ جر گن بول رہا ہوں جناب اوور۔" چند لمحوں بعد جر گن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور۔" عمران نے پوچھا۔

"سر میں تساکی پہنچ چکا ہوں۔ اور اس وقت تساکی کے ساحلی علاقے ماشورا کے ایک ویران کھنڈر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہوں۔ ایڈمرل جوزف نے ابھی چند لمحوں پہلے اطلاع دی ہے کہ سنٹر باوجود کوشش کے ٹریس نہیں ہو سکا۔ البتہ انہوں نے اس خفیہ ایٹمی بجلی گھر کا کھوج نکال لیا ہے۔ جہاں سے اس سنٹر کو بجلی کی روسپلائی کی جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اگر اس ایٹمی بجلی گھر کو تباہ کر دیا جائے تو اس خفیہ ایٹمی ریسرچ سنٹر کو سپلائی ہونے والی مخصوص بجلی کی رو منقطع ہو جائے گی۔ اور وہ لوگ اسے ٹھیک کرنے کے لیے سنٹر کھولنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اور جیسے ہی وہ سنٹر اوپن کریں گے، جہاز نار کوئین کے خصوصی آلات سیٹلائٹ کی مدد سے اس سنٹر کا پتہ چلا لیں گے۔ اور اس کے بعد اس کو تباہ کرنے کا مشن مکمل ہو جائے گا۔ اوور۔" دوسری طرف سے جر گن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ایٹمی بجلی گھر کہاں ہے۔ اوور۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"سناجوک شہر کے شمال مشرق کی طرف تقریباً چالیس کلو میٹر دور بادرک قصبے کے قریب پہاڑیوں میں واقع ہے۔ وہاں پہنچ کر ہم ایڈمرل جوزف سے دوبارہ رابطہ کریں گے۔ تو ہمیں اشارات کی مدد سے مخصوص جگہ کی نشاندہی کر دیں گے۔ اوور۔" جر گن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا۔ یہ انتہائی اہم مشن ہے۔ اوور۔"

عمران نے کہا۔

"یس سر آپ بے فکر رہیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے جر گن کی آواز سنائی دی۔

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے نائٹ فائٹرز کو گھیرنے کی کامیاب منصوبہ بندی مکمل کر لی تھی۔

دو بڑی موٹر لانچیں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ایک جزیرے اوباڑ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ایک لانچ میں کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور افراسیاب سوار تھے۔ جب کہ دوسری لانچ میں کرنل فریدی کے ساتھ چھ ساتھی تھے۔ کرنل فریدی نے تساکی پہنچتے ہی فوری کاروائی کی تھی اور اس نے ایکریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کو اغوا کرا کر اس کے ذریعے مساٹا جزیرے پر کال کرائی۔ تو وہاں سے اسے پتہ چلا کہ جر گن اور اس کے ساتھی آبدوز میں اوباڑ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ اور وہاں سے لانچوں کے ذریعے ساحل کے کسی خفیہ مقام پر پہنچیں گے۔ چنانچہ کرنل فریدی فوری طور پر ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے دارالحکومت سے سناجوک پہنچا اور پھر وہاں سے اس نے دو لانچیں حاصل کیں۔ اور اپنے گروپ کے ساتھ وہ اس وقت اوباڑ جزیرے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی

اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے۔ اور بظاہر وہ جزیرے پر ماہی گیروں سے مچھلی کا کوئی بڑا سودا کرنے جا

رہے تھے۔ کرنل فریدی کو معلوم ہوا تھا کہ اکثر غیر ملکی وہاں ایسے خفیہ سودوں کے لیے جاتے رہتے ہیں۔ اس لیے وہ مطمئن تھا کہ وہاں اس کے لیے کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ جزیرے پر پہنچ کر کرنل فریدی یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جزیرہ اس کی توقع سے کہیں بڑا بھی تھا۔ اور اس پر نہ صرف رہائشی علاقے تھے۔ بلکہ کلب اور ہوٹل وغیرہ بھی موجود تھے۔ وہاں بے شمار غیر ملکی عورتیں اور مرد گھومتے پھرتے نظر آرہے تھے۔

"یہ جزیرہ ہے یا کوئی شہر۔" کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی یہاں تو شہروں جیسی رونق ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر تھوڑی ہی دور انہیں ایک عمارت پر ایکریمین پرچم لہراتا نظر آیا تو وہ اور بھی حیران رہ گئے۔ لیکن عمارت کے سامنے پہنچنے پر جب انہیں وہاں کسی ایکریمین فش کمپنی کا بڑا سا بورڈ نظر آیا تو ان کی حیرت دور ہو گئی۔ عمارت خاصی بڑی تھی۔ ایک سائیڈ پر باقاعدہ انکوائری کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ جس کے پیچھے ایک نوجوان ایکریمین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہاں کون صاحب منیجر ہیں۔" کرنل فریدی نے لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاکسے ڈان۔ ادھر بائیں طرف ان کا کمرہ ہے۔" لڑکی نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے بائیں طرف جانے والی راہداری کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ کرنل فریدی نے عمارت میں داخل ہونے سے قبل چونکہ دوسرے ساتھیوں کو باہر رہنے کا ہی اشارہ کیا تھا۔ اس لیے اس وقت کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ہی عمارت کے اندر موجود تھے اور چند لمحوں بعد وہ مینیجر کے دفتر میں پہنچ چکے تھے۔ مینیجر ایک ادھیڑ عمر ایکریمی تھا۔ لیکن آنکھوں میں چمک اور چہرے کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی مکار اور عیاش فطرت آدمی ہے۔

"جی فرمایئے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" منیجر نے کاروباری انداز میں ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"جو لوگ جزیرہ مساٹا سے آبدوز کے ذریعے یہاں آئے ہیں۔ وہ کہاں ہیں۔" کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مم۔ مگر۔ مگر۔ آپ کون ہیں۔" مینیجر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری مسکراہٹ کرنل فریدی کے ایک ہی سوال پر غائب ہو گئی تھی۔

"ہمارا تعلق بھی ایکریمیا کی ایک سرکاری تنظیم سے ہے۔ اور ہم نے ان سے مل کر مشن مکمل کرنا ہے۔" کرنل فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ تو جا چکے ہیں جناب، آپ لیٹ ہو گئے ہیں۔" مینیجر نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ شاید کرنل فریدی کے

سرکاری حوالہ دینے کی وجہ سے اسے اطمینان ہوا تھا۔

"کہاں گئے ہیں اور کب۔ پوری تفصیل بتاؤ۔" کرنل فریدی کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

"جناب وہ آبدوز پر آئے تھے۔ جزیرہ مساٹا کے جنرل شیرف کا خاص آدمی انہیں چھوڑنے آیا تھا۔ میں یہاں کا انچارج ہوں۔ انہوں نے فوری طور پر دو بڑی لانچیں مہیا کرنے کو کہا تو میں نے انہیں لانچیں مہیا کر دیں۔ لانچیں تو انہیں ساحل پر چھوڑ کر بھی واپس آچکی ہیں۔" مینیجر نے جواب دیا۔

"ان لانچوں کے ڈرائیورز کو بلاؤ۔ مجھے اس سے پوری تفصیل پوچھنی پڑے گی۔" کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر ایک آدمی تو یہاں موجود ہے۔ اسے بلواتا ہوں۔" منیجر نے کہا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجا دی۔

"جی صاحب۔" چند لمحوں بعد ایک نوجوان نے اندرونی دروازہ کھول کر دفتر میں آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"راجرک کو بلاؤ فورا"۔ سرکاری آدمی آئے ہیں۔ جلدی کرو۔" منیجر نے چیخ کر اور لہجے کو انتہائی بارعب

بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔" نوجوان نے جواب دیا اور تیزی سے اسی دروازے میں غائب ہو گیا۔

"آپ جناب مجھے ایکریمیا واپس بلوا سکتے ہیں۔ میں یہاں جزیرے پر گذشتہ دس سالوں سے رہ رہا ہوں۔ یہاں ویسے تو دنیا کی ہر

نعمت موجود ہے۔ لیکن جناب ایکریمیا تو ایکریمیا ہی ہے۔ میں اب مستقل طور پر وہیں جانا چاہتا ہوں۔ لیکن میرا تبادلہ صرف ڈیفنس سیکرٹری صاحب ہی کر سکتے ہیں اور ان تک میری اپروچ نہیں ہے۔" منیجر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہارا یہ کام کر سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے میری اپروچ ڈیفنس سیکرٹری تک نہ ہو۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب، میں تو آپ کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ آپ بہت بڑی شخصیت ہیں۔ آپ کی شخصیت میں جو وقار ہے وہ عام لوگوں میں نہیں ہوتا۔ اسی لیے تو جناب آپ سے کوئی شناخت طلب کرنے کی بھی ہمت نہیں کر سکا۔ حالانکہ مجھے حکم ہے کہ میں بغیر شناخت طلب کیے کسی پر اعتماد نہ کروں۔ مگر جناب آپ کی تو شخصیت ہی ایسی ہے کہ آپ کو جھوٹا سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔" منیجر نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے میں تمہارا کام کرا دوں گا۔ بے فکر رہو۔ لیکن تمہیں میرے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"بالکل جناب، ہم تو آپ کے خادم ہیں۔" منیجر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بیرونی دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"یہ راجرک ہے جناب، یہ لانچ ڈرائیور ہے۔ اور سنو راجرک یہ

صاحب ایکریمیا کے بہت بڑے سرکاری افسر ہیں۔ جو کچھ یہ پوچھیں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا۔ ورنہ ان کے پاس اتنا اختیار ہے کہ یہ تمہاری کھال اتروا کر اس میں بھس بھی بھروا سکتے ہیں۔" منیجر نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ راجرک اچھا آدمی ہے۔ بیٹھو راجرک۔"

کرنل فریدی نے کہا اور راجرک جو مینیجر کی بات سن کے بے اختیار سہم سا گیا تھا۔ سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے سرکاری آدمیوں کو کہاں ڈراپ کیا ہے۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ماشورا پر جناب۔" راجرک نے جواب دیا۔

"یہ ماشورا کہاں ہے۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"جناب یہ تساکی کا مغربی ساحل ہے۔ اسے ماشورا کہتے ہیں۔ ویران سا ساحل ہے۔ وہاں قدیم کھنڈرات بھی موجود ہیں۔" راجرک نے جواب دیا۔

"وہاں ساحل پر ان کے لیے جنہیں تم لے کر گئے ہو، آگے جانے کا کیا انتظام تھا۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"کوئی انتظام تو نظر نہیں آ رہا تھا جناب۔ ویسے راستے میں وہ جرگن صاحب اپنے ساتھی ٹیلسن صاحب سے کہہ رہے تھے کہ وہ اس وقت تک کھنڈرات میں رہیں گے۔ جب تک انہیں کسی سنٹر کے بارے میں ایڈمرل جوزف سے حتمی اطلاع نہیں مل جائے گی۔" راجرک نے

جواب دیا۔

"کیا تم ہمیں وہاں پہنچا سکتے ہو۔" کرنل فریدی نے کہا تو راجرک منیجر کی طرف دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ سرکاری آدمی ہیں۔ لے جاؤ انہیں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔" منیجر نے

فورا" جواب دیا۔

"شکریہ۔" کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ میرا کام یاد رکھیں۔ کب تک امید رکھوں۔" منیجر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب۔" منیجر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی راجرک کے ساتھ دفتر سے باہر آ گیا۔

"آپ دو ہیں جناب یا۔" راجرک نے عمارت سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہمارا گروپ ہے۔ ہم دو سمیت نو ہیں۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر مجھے بڑی لانچ لینی ہو گی۔ آیئے۔" راجرک نے کہا اور کرنل فریدی نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی لانچ میں بیٹھے ساحل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"سنو راجرک، تم نے ہمیں وہاں اتارنا ہے جہاں جرگن اور اس کے ساتھی ہمیں دیکھ نہ سکیں۔" کرنل فریدی نے راجرک سے کہا۔ تو راجرک نمایاں طور پر چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا۔ تو آپ ان کے دشمن ہیں۔" راجرک نے اٹکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں، وہ ہمارے ہی ساتھی ہیں۔ لیکن ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ ان کی خفیہ نگرانی کریں تاکہ اگر کوئی دشمن ان سے ٹکرائے تو ہم ان کی مدد کر سکیں۔" کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے جناب۔" راجرک نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا اور پھر تقریبا" دو گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد لانچ ساحل پر پہنچ گئی۔ لیکن یہاں دور دور تک ویرانی تھی۔

"یہاں سے چار کلو میٹر مشرق کی طرف وہ کھنڈرات ہیں جناب۔" راجرک نے کہا۔

"اوہ اچھا، ٹھیک ہے۔ شکریہ اب تم واپس جا سکتے ہو۔" کرنل فریدی نے کہا اور راجرک اسے سلام کر کے واپس لانچ میں سوار ہوا اور لانچ تیزی سے واپس جزیرے کی طرف جانے لگی۔

"افراسیاب تم دو آدمی لے کر پہلے جاؤ اور جا کر ان کو چیک کرو۔

اگر ان سے مڈ بھیڑ ہو جائے تو اپنے آپ کو سیاح پوز کرنا اور ہمیں واچ ٹرانسمیٹر پر ریڈ کاشن دے دینا۔ ہم آہستہ آہستہ تمہارے پیچھے آئیں گے۔" کرنل فریدی نے افراسیاب سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں اس کے ساتھ جاتا ہوں۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔ لیکن خیال رکھنا یہ انتہائی تربیت یافتہ کمانڈوز ہیں۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے بچہ سمجھ رکھا ہے۔ آؤ افراسیاب۔" کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر افراسیاب اور ایک اور ساتھی کو ساتھ لے کر وہ جاگنگ کے انداز میں دوڑتے ہوئے ریت پر مشرق کی طرف بڑھنے لگے۔

"ابھی رک جاؤ۔ جب یہ کچھ دور نکل جائیں پھر ہم روانہ ہوں گے۔" کرنل فریدی نے کہا اور باقی ساتھی خاموشی سے وہیں رک گئے۔

جرگن اور اس کے ساتھی بادوک پہاڑی علاقے میں ادھر ادھر مختلف چٹانوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ جب کہ ٹیلسن کے پاس سیاہ چمڑہ کا ایک بڑا سا بیگ تھا اور وہ جرگن کے ساتھ ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ماشورا سے جرگن نے سناجوک میں موجود جنرل شیرف کے ایک خاص آدمی کو ٹرانسمیٹر کال کر کے اسے ہیلی کاپٹر سمیت ماشورا آنے کا کہا تھا۔ اور وہ آدمی جس کا نام میر دم تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ہیلی کاپٹر سمیت وہاں پہنچ گیا تھا۔ میر دم سناجوک میں سیاحوں کو ہیلی کاپٹر کرایہ پر دینے کا کاروبار کرتا تھا۔ اس لیے اس کے لیے ہیلی کاپٹر سمیت ماشورا پہنچ جانا زیادہ مشکل ثابت نہ ہوا تھا۔ میر دم کے بارے میں ٹپ اسے مساٹا جزیرے کے انچارج جنرل شیرف نے ہی دی تھی اور میر دم نے انہیں

ہیلی کاپٹر کے ذریعے ایک گھنٹے کے اندر ہی بادوک پہاڑیوں میں پہنچا دیا تھا۔ جہاں ایڈمرل جوزف کے مطابق خفیہ ایٹمی بجلی گھر تھا۔ پھر جرگن کی ہدایت کے مطابق ہی میر دم ہیلی کاپٹر لے کر واپس چلا گیا تھا۔ جرگن نہیں چاہتا تھا کہ ان پہاڑیوں پر ہیلی کاپٹر دیکھ کر کوئی ان کی طرف سے مشکوک ہو جائے۔

"باس اگر ہیلی کاپٹر یہاں رہتا تو ہم اس بجلی گھر کو تباہ کر کے آسانی سے واپس جا سکتے تھے۔" ٹیلسن نے جرگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تباہی کے فوراً" بعد اس علاقے میں ہیلی کاپٹر کی پرواز ہمارے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے میر دم اور میر دم کے ذریعے ہمارے دشمن آسانی سے ہم تک پہنچ سکتے ہیں۔ جب کہ ہمارا مشن صرف بجلی گھر ہی تباہ کرنا نہیں ہے۔ اصل ٹارگٹ کے لیے تو ہم ابھی خاموشی سے ان پہاڑوں میں غائب ہو جائیں گے اور کافی فاصلے پر جا کر پھر کسی مناسب جگہ ہیلی کاپٹر بھی طلب کیا جا سکتا ہے یا بسوں کے ذریعے سناجوک پہنچا جا سکتا ہے۔" جرگن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ٹیلسن نے جواب دیا۔

"جرگن نے ساتھ پڑے ہوئے ایک جدید ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا، لیکن ٹرانسمیٹر خاموش تھا۔

"ایڈمرل جوزف کی کال نہیں آ رہی۔ حالانکہ اس نے کہا ہے کہ وہ ابھی سیٹلائٹ سے لنک کر کے اسے کال کرے گا۔" جرگن نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ٹیلسن کوئی جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔ اور جرگن نے تیزی سے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ اے۔ جے کالنگ اوور۔" ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس این۔ ایف اٹنڈنگ یو اوور۔" جرگن نے تیز لہجے میں جواب دیا۔"

"آپ اس وقت کس جگہ پر موجود ہیں۔ تفصیل سے ارد گرد کے ماحول کی شناخت کرائیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور جرگن نے ان پہاڑوں کا محل وقوع بتانے کے ساتھ ساتھ ارد گرد کی پہاڑیوں کی مخصوص نشانیاں بتانی شروع کر دیں۔

"آپ جس جگہ ہیں وہاں سے شمال مشرق کی طرف تقریباً" پانچ سو گز آگے بڑھ جائیں۔ وہاں ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی کسی بگلے کی چونچ جیسی ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپ کو نیچے ایک وادی نظر آئے گی۔ اس وادی کے جنوب کی طرف ایک مقام ہے جہاں تہہ در تہہ چٹانیں نظر آ رہی ہیں۔ ان چٹانوں کے نیچے وہ ایٹمی بجلی گھر بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ ایٹمی بجلی گھر جب کام کر رہا ہو تو اس پر ٹی تھری بم اثر نہ کر سکیں گے۔ یہ بجلی گھر رات کو بارہ بجے سے لے کر صبح چار بجے تک بند رہتا ہے۔ اس وقت ٹی تھری بموں سے اسے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ محل وقوع اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب ہم کام کر لیں گے۔ اوور اینڈ آل۔"

جرگن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"سب ساتھیوں کو اکٹھا کرو تاکہ ہم ٹارگٹ پر پہنچ جائیں۔" جرگن نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے ایک سیاہ رنگ کے تھیلے میں رکھتے ہوئے کہا اور ٹیلسن نے اٹھ کر ہاتھ سے مخصوص اشارے کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ان کے سب ساتھی مختلف چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر ان کے پاس پہنچ گئے۔

"ہمیں آگے جانا ہے آؤ۔" جرگن نے کہا اور پھر وہ سب اس طرف روانہ ہو گئے۔ جدھر کا ایڈمرل جوزف نے بتایا تھا۔ اور تقریباً" ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اس جگہ پر پہنچ گئے۔ اب وہ تہہ در تہہ چٹانیں ان کی نظروں کے سامنے تھیں۔

"ٹیلسن تم دو آدمی لے جاؤ اور ٹی۔ تھری بم لے جا کر ان چٹانوں کے نیچے نصب کر کے ان کے ساتھ وائرلیس ڈی چار جر لگا دو اور باقی افراد ادھر ادھر کوئی ایسی غار تلاش کریں جہاں رات کو رہا جا سکے۔" جرگن نے کہا اور ٹیلسن وہ سیاہ رنگ کا بڑا سا تھیلا اٹھائے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اتر گیا۔ جب کہ جرگن کے باقی ساتھی ادھر ادھر پھیل کر غار کی تلاش میں لگ گئے۔

پھر تقریباً" ایک گھنٹے بعد ٹیلسن کی واپسی ہوئی۔

"میں نے انہیں نصب کر دیا باس۔" ٹیلسن نے کہا۔

"اچھی طرح نصب کیا ہے ناں۔" جرگن نے پوچھا۔

"یس باس بے فکر رہیں۔" ٹیلسن نے جواب دیا۔ اسی لمحے ان کے ایک ساتھی نے آکر غار کے متعلق بتایا۔

"باس میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے کافی فاصلے پر رہنا چاہیے۔ وائرلیس چارجر کی مدد سے ہماری ڈی چارجنگ رینج خاصی وسیع ہے۔ کیونکہ ٹی۔ تھری کے دھماکوں کے ساتھ ہی وہ ایٹمی بجلی گھر بھی پھٹ جائے گا اور ہر طرف تابکاری پھیل جائے گی۔ جو ہمارے لیے خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔" ٹیلسن نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ گڈ شو۔ واقعی تمہاری تجویز بہترین ہے۔ یہاں آدھی رات تک بیٹھے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے قصبہ بادوک واپس چلا جائے۔ وہاں سے بھی ان بموں کو آپریٹ کیا جا سکتا ہے۔" جرگن نے کہا۔

"یس باس۔ ابھی تو ویسے بھی رات ہونے میں کافی دیر ہے۔ ہم آسانی سے بادوک قصبے پہنچ سکتے ہیں۔" ٹیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جرگن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بادوک قصبے کی طرف روانہ ہو گئے۔

"عمران صاحب ایک ہیلی کاپٹر کو میں نے ان پہاڑیوں میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔" چوہان نے اچانک

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ جہاں عمران دوسرے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ یہ بادوک قصبے کا ہوٹل تھا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں پہنچا تھا۔ چونکہ بادوک قصبے میں یہی واحد ہوٹل تھا۔ اس لیے عمران کو یقین تھا کہ جرگن جب یہاں پہنچے گا وہ پہلے لازما" اس ہوٹل میں ہی رکے گا۔ اس لیے اس نے یہاں کمرے لے لیے تھے۔ ہوٹل خاصا بڑا تھا اور چونکہ اس ہوٹل میں کئی ملکوں کے سیاح رہ رہے تھے۔ اس لیے عمران کو معلوم تھا کہ جرگن اور اس کے ساتھی انہیں یہاں دیکھ کر چونکیں گے نہیں اور وہ چونکہ جرگن کی آواز سن چکا تھا اور پھر اسے اس کے ساتھیوں کی تعداد کا بھی علم تھا۔ اس لیے اسے یقین تھا کہ وہ انہیں آسانی سے شناخت کر لے گا۔ ویسے تساکی کا وہ

ساحل جہاں یہ لوگ موجود تھے یہاں سے کافی فاصلے پر تھا۔ اس لیے عمران کا خیال تھا کہ وہ شام سے پہلے کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور ابھی شام ہونے میں کافی دیر تھی۔ اس لیے وہ اطمینان سے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کمرے میں بیٹھا گپیں مارنے میں مصروف تھا کہ چوہان باہر ادھر ادھر گھومنے چلا گیا تھا۔ اس نے اندر آکر یہ اطلاع دی اور عمران ہیلی کاپٹر کا لفظ سن کے بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"ہیلی کاپٹر۔ کیا وہ پہاڑیوں میں اترا ہے یا آگے چلا گیا ہے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اگر وہ آگے نکل جاتا تو پھر تو میں نہ چونکتا۔ لیکن وہ پہاڑیوں میں اترا ہے۔" چوہان نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ہو سکتا ہے۔ سیاح ہوں۔" نعمانی نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر پر تو واقعی سیاحتی کمپنی کا نام درج تھا۔ لیکن عمران صاحب ان خشک اور ویران پہاڑیوں پر سیاح کی آمد کچھ جچتی نہیں ہے۔" چوہان نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں بہر حال چیکنگ ضرور کرنی چاہیے۔ دوربین نکالو اور جا کر کسی پہاڑی سے جائزہ لو کہ کیا واقعی یہ لوگ سیاح ہیں۔ کتنی تعداد میں ہیں۔ پوری تفصیل معلوم کرو۔" عمران نے چوہان سے

مخاطب ہو کر کہا۔اور چوہان سر ہلاتا ہوا ایک طرف پڑے ہوئے اپنے سامان کے پاس پہنچا اور سامان میں سے ایک طاقتور دوربین نکال کر اس نے اسے گلے میں لٹکایا اور باہر کی طرف مڑ گیا۔

"میں بھی چوہان کے ساتھ جا رہا ہوں۔" نعمانی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اور ان دونوں کے باہر جانے کے بعد عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے سامان میں سے ایک عجیب سی ساخت کی مشین گن نکالی اور اسے لا کر میز پر رکھا اور پھر اسے آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"یہ کیا چیز ہے عمران صاحب۔کیا ٹرانسمیٹر ہے۔" صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر کیچر ہے۔اگر جرگن اور اس کے ساتھی یہاں پہنچے ہیں تو لازماً" وہ ایڈمرل جوزف سے رابطہ کریں گے۔کیونکہ اس جرگن نے مجھے یہی بتایا تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد ایڈمرل جوزف اسے خفیہ ایٹمی بجلی گھر کے متعلق بتائے گا۔" عمران نے کہا۔

"آپ کو اس کال کو کیچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔صفدر اور دوسرے ساتھی جو خفیہ سنٹر میں موجود ہیں آپ ان کو کال کر کے اس ایٹمی بجلی گھر کا محل وقوع معلوم کر سکتے ہیں اور پھر اس محل وقوع کو گھیرا جا سکتا ہے۔" صدیقی نے جواب دیا۔

"نہیں اس طرح تو وہ سنٹر اوپن ہو جائے گا۔نار کوئین جہاز میں موجود مشینری اور سیٹلائیٹ کا رابطہ ہے۔جیسے ہی اس سنٹر سے کال ہوئی۔سیٹلائیٹ فوراً" اس کا محل وقوع دریافت کر لے گا۔اس لیے میں نے صفدر اور دوسرے ساتھیوں کو خاص ہدایت دی تھی کہ

وہ سنٹر کے اندر سے نہ خود کال کریں اور نہ سنٹر کے کسی دوسرے آدمی کو ٹرانسمیٹر کال کرنے دیں۔"عمران نے کہا اور صدیقی نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے اب اس بات کا علم ہوا ہو، کہ اس سارے کیس کے

دوران عمران نے کیوں ایک بار بھی سنٹر کے اندر موجود اپنے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ نہیں کیا۔

عمران خاموش بیٹھا اس کال کیچر مشین کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک مشین میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز سنائی دی اور عمران اور صدیقی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"ہیلو ہیلو اے۔جے کالنگ اوور۔" ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔وہ سمجھ گیا تھا کہ اے جے سے مطلب ایڈمرل جوزف تھا۔

"یس۔این۔ایف اٹنڈنگ یو اوور۔" چند لمحوں بعد مشین سے جرگن کی آواز سنائی دی۔جرگن بھی نائٹ فائٹرز کا مخفف کوڈ کے طور پر استعمال کر رہا تھا۔اور پھر ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو عمران اور صدیقی وہیں ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے سنتے رہے۔جب گفتگو ختم ہو گئی تو عمران نے مشین کو آف کر دیا۔

" جاؤ اب جا کر چوہان اور نعمانی کو بلا لاؤ۔تاکہ اب ان فائٹرز کے ڈے فائٹنگ بھی دیکھ لی جائے۔"عمران نے مسکراتے ہوئے صدیقی سے کہا اور صدیقی بھی ہنستا ہوا کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ چوہان اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔

وہاں پہنچنا ہے۔اس طرح کہ انہیں وہاں ہماری موجودگی کا معمولی سا شبہ بھی نہ ہو سکے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامان کے تھیلے میں سے ایک رول شدہ نقشہ نکالا اور لا کر میز پر پھیلا دیا۔یہ اس علاقے کا تفصیلی نقشہ تھا۔عمران نے جیب سے پنسل نکالی اور پھر اس بادوک قصبے کو مارک کرنے کے بعد اس نے اس علاقے کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔جس کے متعلق کال میں بتایا گیا تھا۔تھوڑی دیر بعد وہ اسے مارک کر لینے میں کامیاب ہو گیا اور پھر تھوڑی سی بحث کے بعد وہ وہاں تک پہنچنے کا راستہ طے کر چکے تھے۔سب کچھ طے کرنے کے بعد وہ ہوٹل سے باہر آئے۔جہاں ان کی جیپ موجود تھی اور چند لمحوں بعد جیپ انہیں لیے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔اپنے ساتھ موجود سامان بھی انہوں نے جیپ میں منتقل کر لیا تھا۔جس

میں ضروری اسلحہ کے ساتھ ساتھ دوسرا سامان بھی موجود تھا۔ پھر تقریبا'' تین گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے۔ انہوں نے جیپ کو وہیں ایک چٹان کے نیچے اس طرح چھپادیا کہ اوپر سے وہ کسی کو نظر نہ آسکے۔ سامان کھول کر ہر ایک کو تقسیم کیا گیا اور اس کے بعد وہ بکھر کر سامنے موجود پہاڑی چٹانوں پر چڑھتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھنے لگے۔ تقریبا'' ایک گھنٹے کی چڑھائی کے بعد وہ پہاڑی چوٹی کے اوپر پہنچ گئے تھے۔ یہ وہی پہاڑی تھی جس کے نیچے وہ علاقہ تھا جہاں کال کے مطابق خفیہ ایٹمی بجلی گھر بنایا گیا تھا۔ عمران نے ایک چٹان کی اوٹ میں رک کر گلے میں موجود دوربین آنکھوں سے لگائی اور پورے علاقے کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ لیکن کافی دیر تک جائزہ لینے کے باوجود اسے نہ ہی کہیں نائٹ فائٹرز نظر آئے اور نہ ہی کہیں ان کی موجودگی کا شبہ ہوا۔

"کمال ہے۔ یہ لوگ کہاں چھپے ہوئے ہیں۔" صدیقی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں یہاں ٹھہرتا ہوں۔ تم سب پھیل کر نیچے اترو۔ لیکن پوری طرح محتاط رہنا۔ کسی بھی لمحے تم پر فائر ہو سکتا ہے۔ زیرو ٹو سب کے پاس موجود ہیں۔ اس سے رابطہ رہے گا۔ میں یہاں سے تمہاری نگرانی کروں گا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے مختلف چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔ عمران بڑے چوکنا انداز میں ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ لیکن جب اس کے سارے ساتھی نیچے پہنچ گئے اور کسی طرف سے بھی ان نائٹ فائٹرز کی طرف سے نہ ہی کوئی وار کیا گیا اور نہ ہی کوئی نظر آیا تو عمران بے حد حیران ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھ پڑے ہوئے زیرو ٹو ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہو گئی۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو نعمانی۔ کالنگ اوور۔" نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ یو اوور۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب یہاں عجیب وغریب شکل کے دس بڑے بڑے دیو ہیکل بم موجود ہیں۔ انہیں زمین میں دفن کیا گیا ہے اور انہیں وائرلیس چارجر کے ساتھ کنیکٹ کیا گیا ہے۔ اوور۔" دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ وائرلیس چارجر۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ وہ وائرلیس چارجر نصب کر کے یہاں سے دور نکل گئے ہیں۔ تم وہیں ٹھہرو میں آرہا ہوں۔ یہ انتہائی خطرناک بم ہیں۔ میں خود انہیں آپریٹ کروں گا اوور اینڈ آل۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں انتہائی طاقتور اور خوفناک ٹی تھری بم زمین میں مخصوص انداز میں دفن کیے گئے تھے۔ نعمانی وہاں موجود تھا جب کہ باقی ساتھی ادھر ادھر چٹانوں میں چھپے ہوئے تھے۔

"چوہان کو بلاؤ۔ اس کے تھیلے میں مخصوص اوزار موجود ہیں جن کی مدد سے اس وائرلیس چارجر کو بھی علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور بموں کے فیوز بھی آف کیے جا سکتے ہیں۔" عمران نے ان بموں کو غور سے دیکھتے ہوئے نعمانی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے زیرو ٹو ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک مخصوص بٹن پریس کر کے اس نے چوہان کو کال کیا۔ تھوڑی دیر بعد چوہان اپنے بیگ سمیت وہاں پہنچ گیا اور پھر اس کے بیگ میں موجود سامان کی مدد سے عمران نے تقریبا'' ایک گھنٹہ لگا کر نہ صرف وائرلیس چارجر کو ان بموں سے علیحدہ کر لیا، بلکہ ان تمام بموں کے فیوز بھی آف کر دیئے۔ اب یہ بم بیکار ہو چکے تھے۔

"یہ وائرلیس چارجر بھی تو آف کر دیں عمران صاحب۔" نعمانی نے کہا۔

"نہیں یہی تو ان نائٹ فائٹرز کو ٹریپ کرے گا۔ جب یہ لوگ اسے آپریٹ کریں گے تو یہ انہیں باقاعدہ کاشن دے گا کہ یہ کام کر رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جب بم پھٹنے کا کاشن نہیں ملے گا تو وہ لازما'' یہی سمجھیں گے

کہ کسی کنکشن میں گڑ بڑ ہو گئی ہے۔اس لیے وہ یہاں ضرور آئیں گے اور اگر اس وائر لیس چارجر کو بھی میں نے بیکار کر دیا تو پھر انہیں شبہ ہو جائے گا کہ وہاں تک کچھ لوگ پہنچ چکے ہیں۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نعمانی اور چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن یہ لوگ تو اسے آدھی رات کے بعد ہی آپریٹ کریں گے۔" چوہان نے کہا۔

"ہاں تب تک ہمیں یہاں بکھر کر چھپنا پڑے گا۔ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ رات سے پہلے ان میں سے کوئی اکیلا یہاں چیکنگ کے لیے آجائے۔" عمران نے کہا اور پھر باہر آکر اس نے سب ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور انہیں باقاعدہ ہدایات دنی شروع کر دی اور اس کے بعد عمران سمیت سب ساتھی ادھر ادھر چٹانوں کے پیچھے اس طرح چھپ گئے کہ اس غار تک آنے والے انہیں چیک بھی نہ کر سکیں

اور وہ ان کے نشانے پر بھی رہ جائیں۔عمران کو یقین تھا کہ آج رات وہ ان نائٹ فائٹرز کو انجام تک پہنچادینے میں کامیاب ہو ہی جائے گا۔جس کے لیے اس نے اس قدر طویل تگ و دو کی تھی۔

کرنل فریدی اور اس کے ساتھی مشورا ساحل والے کھنڈرات میں پہنچ کر کافی دیر بھٹکتے رہے۔لیکن وہاں آدمی تو آدمی کوئی جانور تک بھی نظر نہ آرہا تھا۔

"اس راجر نے ہم سے دھوکہ کیا ہے۔" کیپٹن حمید نے آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"نہیں اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دھوکہ نہیں کر رہا۔اب یہ اور بات ہے کہ ہمارے یہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی یہ یہاں سے نکل گئے ہیں۔" کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی بات کے درست ہونے کے آثار انہیں نظر آگئے۔کھنڈرات کے دوسرے کنارے پر ایسے آثار موجود تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ یہاں کچھ لوگ موجود رہے ہیں۔

"سر یہ ہیلی کاپٹر کے پیڈز کے نشانات موجود ہیں۔" اچانک

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ایک طرف سے افراسیاب کی آواز سنائی دی۔

"اوہ" کرنل فریدی نے چونک کر کہا اور چند لمحوں بعد وہ سب وہاں پہنچ گئے وہاں واقعی ایک بڑے ہیلی کاپٹر کے لینڈ کرنے کی وجہ سے اس کے پیڈز کے واضح نشانات موجود تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ یہاں سے ہیلی کاپٹر سے نکلے ہیں۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اب ہمیں فوری طور پر سناجوک پہنچنا ہو گا۔وہیں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں آنے والے ہیلی کاپٹر کا تعلق کس سے تھا۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن یہاں سے سناجوک تو کافی فاصلے پر ہے۔ہمیں وہاں تک پہنچتے پہنچتے تو شام ہو جائے گی۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہاں سے قریب ہی ایک قصبہ ہے،وہاں سے ہمیں سناجوک جانے کے لیے جیپیں مل سکتی ہیں۔" کرنل فریدی نے کہا اور اس کے بعد وہ سب کرنل فریدی کی رہنمائی میں اس قصبے کی طرف چل پڑے۔ایک گھنٹے کے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد آخر کار وہ اس قصبے تک پہنچ ہی گئے۔قصبہ چھوٹا سا تھا۔وہاں ایک ہی ہوٹل تھا۔ان سب نے ہوٹل میں جا کر پہلے کھانا کھانے کا پروگرام بنایا۔

"یہاں کوئی ایسی کمپنی ہے جس سے ہیلی کاپٹر کرایہ پر مل سکیں۔" کرنل فریدی نے کھانا کھاتے ہوئے ویٹر سے پوچھا۔

"یہاں تو ایسی کوئی کمپنی نہیں ہے جناب،البتہ ایک بڑی کمپنی

سناجوک میں ہے۔وہ سیاحوں کو ہیلی کاپٹر کرایے پر دیتی ہے۔وہاں سے آپ کو ہیلی کاپٹر آسانی سے مل سکتے ہیں۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"یہاں سے سناجوک پہنچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا پڑے گا۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"یہاں سے آپ کو وہاں تک جانے کے لیے جیپیں کرایے پر مل سکتی ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں انتظام کروں۔" ویٹر نے جلدی سے کہا۔

"ہاں۔" کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ویٹر نے مسرت بھرے انداز میں سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور پھر جب کرنل فریدی اور اس کے ساتھی کھانا کھانے اور چائے پینے سے فارغ ہوئے تو واقعی دو جیپوں کا انتظام ہو چکا تھا۔ کرنل فریدی نے کرایہ ادا کیا اور وہ لوگ جیپوں پر سوار ہو کر سناجوک کی طرف روانہ ہو گئے۔

"یہاں سے کچھ دیر پہلے ایک ہیلی کاپٹر سناجوک کی طرف گیا ہے۔ وہ کس کمپنی کا تھا۔" کرنل فریدی نے اپنے ساتھ بیٹھے جیپ ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو ایک مقامی آدمی تھا۔

"جناب سناجوک میں ایک ہی کمپنی ہے جو ہیلی کاپٹر کرائے پر دیتی ہے۔ آپ کے ملک کی ہی کمپنی ہے۔ میر دم اس کا مالک ہے اس کے ہیلی کاپٹر یہاں صحرا میں گھومتے رہتے ہیں۔" مقامی آدمی نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے بعد تقریباً" تین

گھنٹوں کے سفر کے بعد وہ سناجوک پہنچ گئے۔ سناجوک کافی بڑا شہر تھا۔

"ہمیں اس کمپنی کے دفتر کے سامنے ڈراپ کر دو۔" کرنل فریدی نے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک عمارت کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ جس پر ہیلی کاپٹر کرایے پر دینے والی کمپنی کا بورڈ موجود تھا۔

"تم لوگ باہر ٹھہرو، ہم معلومات حاصل کر لیں کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں۔" کرنل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر کیپٹن حمید کو ساتھ لے کر وہ دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ مینیجر کے دفتر پہنچ چکے تھے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"فرمایئے جناب میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" منیجر نے بڑے اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ہیلی کاپٹر کرایہ پر چاہئے۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"یس سر ضرور۔ ہمارا تو کاروبار ہی یہی ہے۔ حکم فرمائیں کتنی سیٹ کا ہیلی کاپٹر چاہئے اور کہاں کے لیے۔" منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے مغربی ساحل کی طرف سے سناجوک آتے ہوئے آپ کی کمپنی کا ایک بڑا ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ کیا وہ ہیلی کاپٹر مل سکتا ہے۔ وہ ہمارے لیے مناسب رہے گا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"مغربی ساحل کی طرف سے سناجوک آتے ہوئے۔ ایک منٹ مجھے

معلوم کرنا پڑے گا۔" مینیجر نے کہا اور سامنے رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"مینیجر بول رہا ہوں۔ کیا کوئی ہیلی کاپٹر مغربی ساحل کی طرف سیاحوں کو لے کر گیا تھا۔" مینیجر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے اچھا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"جی ہاں مل سکتا ہے۔ ویسے آپ وقت پر آئے ہیں۔ وہ ہیلی کاپٹر ہماری کمپنی کے مالک میر وم ذاتی طور پر لے گئے تھے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ واپس آئے ہیں۔" مینیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ بھی دفتر میں موجود ہیں۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"کون مالک۔ نہیں وہ اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں۔ اس وقت وہ دفتر میں نہیں بیٹھتے۔ آپ فرمائیں آپ کو کتنی دیر کے لئے یا کہاں کے لیے ہیلی کاپٹر چاہیے تاکہ کرائے کی تفصیلات طے ہو سکیں۔" منیجر نے کہا۔

"کیا آپ ہمیں وہ ہیلی کاپٹر ایک نظر دکھا سکتے ہیں۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"جی ہاں کیوں نہیں جناب۔" منیجر نے کہا اور ایک بار پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیا۔

"راڈرک یہاں میرے دفتر میں آجاؤ۔ اے سکسٹی کو کرایہ پر لینے کے لیے ایک پارٹی آئی ہے۔ انہیں ساتھ لے جا کر اے سکسٹی دکھا

دو۔" منیجر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کی جانے والی بات سنتا رہا۔ لیکن کرنل فریدی نے دیکھا کہ دوسری طرف سے بات سنتے ہوئے اس کی پیشانی پر شکنیں پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ویری سوری جناب وہ ہیلی کاپٹر تو آپ کو نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مالک نے اسے فوری طور پر کرایے پر دینے سے خاص طور پر منع کر دیا ہے۔ انہیں شاید پھر اسے کہیں لے جانا ہو گا۔ آپ دوسرے ہیلی کاپٹر دیکھ لیں۔ گو وہ اتنے بڑے تو نہیں لیکن پھر بھی کافی بڑے ہیں۔" منیجر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کے مالک اسے خود پائلٹ کرتے ہیں۔" کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں وہ بہترین پائلٹ بھی ہیں۔ ایکریمین ایئر فورس میں طویل عرصہ رہے ہیں۔" منیجر نے جواب دیا۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ میرا بھی تعلق ایئر فورس سے رہا ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ مجھے نام یاد نہ رہا ہو اور ہو سکتا ہے کہ ان سے تعلقات رہے ہوں۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ان کی رہائش گاہ تھری ون جازم کالونی ہے۔" منیجر نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ پھر پہلے ان سے ملاقات کر لیں۔ ابھی ہم ایک ہفتہ یہاں ہیں۔ کل یا پرسوں بھی ہیلی کاپٹر کرایے پر لیا جا سکتا ہے اور اگر

ان سے کوئی تعلق نکل آیا تو ہو سکتا ہے کہ کرایے میں کوئی رعایت بھی ہو جائے۔ سیاحوں کے لیے تو معمولی سی رعایت بھی کافی ہوتی ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"جی ہاں۔ ٹھیک ہے جناب لیکن اس وقت مالک شاید آپ کو نہ ملیں وہ دفتر میں ہی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔" منیجر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم کل یہاں دفتر میں آ کر ان سے مل لیں گے شکریہ۔" کرنل فریدی نے کہا اور پھر منیجر سے مصافحہ کر کے وہ کیپٹن حمید کے ساتھ عمارت سے باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب دو ٹیکسیوں میں سوار جازم کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کالونی کے آغاز میں انہوں نے ٹیکسیاں چھوڑ دیں اور پیدل ہی آگے بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ چکے تھے۔

"تم سب ادھر ادھر ہو جاؤ۔ صرف میں اور کیپٹن حمید ہی اندر جائیں گے۔ بلکہ ایسا کرو۔ سڑک پر جو بڑا ریستوران ہے۔ وہاں بیٹھ جاؤ۔ ہم وہیں آ جائیں گے۔" کرنل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔ کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ کا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"میروم صاحب اندر ہیں۔" کرنل فریدی نے سخت لہجے میں

کہا۔

"جی ہاں مگر۔" ملازم نے کچھ کہنا چاہا۔

"انہیں جا کر کہو کہ ایکریمیا سے ایک خصوصی پیغام ہے ان کے لئے جاؤ۔" کرنل فریدی نے اسے درمیان میں ہی ٹوکتے ہوئے کہا۔

"جی ٹھیک ہے۔ پھر آ جائیں اندر۔ میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں۔" ملازم نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی کیپٹن حمید کے ساتھ کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ ملازم انہیں ایک خوبصورت سے ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

"اس سے زبردستی اگلوانا پڑے گا۔ کیونکہ یہ بھی ایکریمین ایجنٹ ہی لگتا ہے۔" کرنل فریدی نے ملازم کے جاتے ہی کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس طرح آپ نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ ایکریمین ایجنٹ ہے۔" کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جرگن اور اس کے ساتھیوں کو وہاں کھنڈرات سے لینے خود گیا ہے۔ اگر اس کا تعلق حکومت سے نہ ہوتا تو یہ کسی بھی پائلٹ کو بھیج سکتا تھا۔" کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کا اندازہ درست ہے لیکن یہاں نجانے کتنے ملازم ہوں۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"جتنے بھی ہوں بہر حال ضرورت پڑنے پر انہیں کور کرنا ہو گا۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات ہوتی۔ دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ایکریمی اندر داخل ہوا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور رسمی تعارف کے بعد وہ سب دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے ایکریمیا سے کسی پیغام کا حوالہ دیا ہے۔ کیا بات ہے۔

میں سمجھا نہیں۔ کیا میرے کسی عزیز نے کوئی پیغام بھیجا ہے۔" میروم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے عزیز نے نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے پیغام ہے۔"

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حکومت کی طرف سے۔ اوہ۔ اوہ کیا مطلب۔ مم۔ میں سمجھا نہیں۔" میروم نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پیغام یہ ہے کہ آپ نے نائٹ فائٹرز کی پوری طرح امداد کرنی ہے۔ ان کی امداد میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔" کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا تعلق کس سے ہے۔ کس نے پیغام دیا ہے۔" میروم نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹریٹ سے۔" کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب میں تو کسی نائٹ یا ڈے فائٹرز سے واقف نہیں ہوں۔ آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" اس بار میروم نے کہا۔

اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"حالانکہ یہ اطلاع مل چکی ہے کہ آپ نے مغربی ساحل سے نائٹ فائٹرز کو اے سکسٹی پر پک کیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو علم ہی نہیں ہے۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ مگر آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ کا تعلق واقعی حکومت سے ہے۔" میروم نے اور زیادہ چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ثبوت بھی موجود ہے۔" کرنل فریدی نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا اور کرنل فریدی کے ریوالور نکالتے ہی کیپٹن حمید بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا ہے۔ کون ہیں آپ۔" میروم نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو گے تو تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔ ہم سرکاری آدمی ہیں۔ ہمیں غلط نہ سمجھو۔" کرنل فریدی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اس اطمینان بھرے لہجے کی وجہ سے میروم کا تنا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا سا پڑ گیا مگر دوسرے لمحے کرنل فریدی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور میروم اچھل کر نیچے قالین پر جا گرا۔ ضرب اس قدر جچی تلی اور بھرپور تھی کہ میروم کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور وہ نیچے گر کر تڑپ بھی نہ سکا اور ساکت ہو گیا۔ کرنل فریدی نے اس کی

نبض چیک کی اور پھر ہاتھ

میں ریوالور پکڑے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ دروازے سے باہر نکلا ہی تھا کہ اس نے کیپٹن حمید کو واپس آتے دیکھا۔

"دو ملازم تھے۔ دونوں کچن میں تھے۔ اس لیے میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے اور کوئی گھر میں موجود نہیں ہے۔ میں نے ساری کوٹھی چیک کر لی ہے۔" کیپٹن حمید نے قریب آکر پوری تفصیل بتا دی۔

"کوئی رسی تلاش کر کے لے آؤ۔ اس میروم سے اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔" کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید واپس مڑ گیا جب کہ کرنل فریدی واپس ڈرائنگ روم میں آیا۔ اس نے قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے میروم کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور ایک ہاتھ سے اس کے جسم کو اس وقت تک تھامے رکھا جب تک کہ کیپٹن حمید رسی کا بنڈل اٹھائے اندر داخل نہ ہوا اور چند لمحوں بعد میروم کرسی کے ساتھ بندھا بیٹھا ہوا تھا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ۔" کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے میروم کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی میروم چیختے ہوئے ہوش میں آ گیا۔

"ہونہہ تو تم نے حکومت ایکریمیا سے غداری کی ہے۔" کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں یہ غلط ہے۔ میں نے کوئی غداری نہیں کی۔ تم کون

ہو۔ تم نے کیوں مجھے باندھ رکھا ہے۔ دیکھو میرا کوئی تعلق کسی بات سے نہیں ہے۔ تم غلط جگہ پر آ گئے ہو۔ میں کسی نائٹ فائٹرز کو نہیں جانتا۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" میروم نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے جرگن اور اس کے ساتھیوں کو مغربی ساحل پر واقع کھنڈرات سے ہیلی کاپٹر پر سوار کرایا۔ کہاں پہنچایا ہے تم نے انہیں۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کسی کو کہیں نہیں پہنچایا۔" میروم نے جواب دیا تو کرنل فریدی ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میروم کے دائیں کان کو اس طرح پکڑا کہ اس کے کان کی لو اور کان کے اوپر والا حصہ مڑ کر اکٹھے ہو گئے۔ دوسرے لمحے کرنل فریدی کی انگلیوں نے مخصوص انداز میں حرکت کی تو میروم کے حلق سے یکلخت انتہائی کربناک اور تیز چیخیں بلند ہونے لگیں۔ اس کا چہرہ اس قدر تیزی سے بگڑا جیسے اس کے کان کو مروڑنے کی بجائے اس کی روح کو کچلا جا رہا ہو۔

"بولو۔ کہاں ڈراپ کیا ہے تم نے انہیں۔" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"بادوک قصبے کے قریب پہاڑیوں میں۔ پہاڑیوں میں۔" میروم نے انتہائی تکلیف بھرے انداز میں چیختے ہوئے جواب دیا۔

"کن پہاڑیوں میں پوری تفصیل بتاؤ۔" کرنل فریدی کا لہجہ اسی طرح سرد تھا اور میروم نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ اس کا انداز

ایسا تھا جیسے وہ سب کچھ لاشعوری طور پر بتائے چلا جا رہا ہو۔ کرنل فریدی نے اس وقت تک اس کا کان نہ چھوڑا جب تک کہ اس سے حسب منشا تمام ضروری تفصیلات معلوم نہ کر لیں اور پھر وہ ہٹ کر دوبارہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ میروم اب اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے کرنل فریدی نے اس کا کان پکڑنے کی بجائے اس کا گلا دبا رکھا تھا اور اس کا سانس رک گیا تھا اور اب وہ رکے ہوئے سانس اکٹھے لے رہا ہو۔ اس کی باہر کو نکل آنے والی آنکھیں اب دوبارہ اپنی جگہوں پر جا رہی تھیں۔ بگڑا ہوا اور مسخ شدہ چہرہ بھی تیزی سے نارمل ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا تھا۔ اوہ اوہ۔ گاڈ۔ اس قدر خوفناک تکلیف اوہ۔ یہ۔ یہ۔ تم نے کیا تھا۔ کون ہو تم۔"

میروم نے اپنے حواس میں آتے ہی کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا لیکن اس بار اس کے لہجے میں خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

"یہ ہمارے لیے معمولی بات ہے اور سنو۔ اب تم نے سب تفصیلات تو بتا دی ہیں۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ تمہیں گولی مار دی جائے یا زندہ چھوڑ دیا جائے۔" کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو پلیز۔ مجھے مت مارو۔" میروم نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک شرط پر تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے کہ تم اپنے مینجر کو فون کرو اور اسے کہو کہ وہ اے سکسٹی ہیلی کاپٹر یہاں کوٹھی پر پہنچا دے۔ جب ہیلی کاپٹر یہاں پہنچ جائے گا تو ہم ہیلی کاپٹر لے کر چلے جائیں گے۔ پائلٹ کو تم پہلے ہی واپس بھجوا دینا۔ تمہارے ملازموں کو ہم نے صرف بے ہوش کیا ہے۔ باندھا نہیں ہے۔ وہ ہوش میں آکر تمہیں ان رسیوں سے نجات دلا دیں گے۔ بولو شرط منظور ہے یا تمہیں اور تمہارے دونوں ملازموں کو گولی سے اڑا دیا جائے۔ ہیلی کاپٹر ہم ویسے بھی حاصل کر لیں گے۔" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ تیار ہوں۔ میں ابھی ہیلی کاپٹر منگوا لیتا ہوں پلیز مجھے زندہ چھوڑ دو۔" میروم نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنے مینجر کا فون نمبر بتاؤ۔" کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن حمید کو ایک طرف میز پر پڑا ہوا فون اٹھانے کا اشارہ کر دیا۔ کیپٹن حمید نے فون سیٹ اٹھایا اور پھر میروم کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر کے اس نے رسیور کرسی سے بندھے ہوئے میروم کے کان سے لگا دیا۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو۔" کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے فون سیٹ کو کرسی کے بازو پر اٹکا کر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔

"یس ایکریمین ایئر کمپنی۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میروم بول رہا ہوں مینجر سے بات کراؤ۔" میروم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" چند لمحوں بعد مینجر کی آواز سنائی دی۔

"اے سکسٹی ہیلی کاپٹر کو پوری طرح تیار کر کے یہاں میری کوٹھی پر بھجوا دو اور پائلٹ کو کہہ دینا کہ وہ ہیلی کاپٹر کوٹھی میں چھوڑ کر خود بھی واپس چلا جائے۔ فوراً بھجوا دو۔" میروم نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور کیپٹن حمید نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے فون سیٹ کو دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

"تم نے واقعی اپنی زندگی بچا لی ہے۔ اب وہ فریکونسی بتاؤ جس پر اس جرگن نے تمہیں کال کرنا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کال یہاں سے کسی سنٹر سے کیچ ہو سکتی ہے۔ اس لیے وہ فون کرے گا۔" میروم نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد باہر سے ہیلی کاپٹر کی پر شور آواز سنائی دی تو کرنل فریدی دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ کوٹھی کے وسیع و عریض لان میں ہیلی کاپٹر لینڈ کر رہا تھا۔ پھر پائلٹ نیچے اترا اور ایک نظر کوٹھی پر ڈال کر وہ خاموشی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائیڈ پھاٹک کھولا اور پھاٹک سے باہر نکل گیا۔

"جا کر ساتھیوں کو بلاؤ۔" کرنل فریدی نے پائلٹ کے پھاٹک سے باہر جانے کے بعد کیپٹن حمید سے کہا اور خود وہ کرسی پر بندھے بیٹھے میروم سے مخاطب ہو گیا۔

"اس علاقے کا تفصیلی نقشہ تو موجود ہو گا۔ جہاں تم نے انہیں

ڈراپ کیا تھا۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں میرے دفتر کی بڑی الماری میں موجود ہے۔ راہداری کا سب سے آخری کمرہ میرا دفتر ہے۔" میروم نے جواب دیا تو کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راہداری کے آخری کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ کمرہ واقعی دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ کرنل فریدی نے الماری کھولی تو نقشہ وہاں موجود تھا۔ لیکن الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس پر باقاعدہ ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی گئی تھی۔

کرنل فریدی نے نقشے کے ساتھ ساتھ ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر اس دفتر سے نکل کر واپس برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس وقت کیپٹن حمید کے ساتھ اس کے ساتھی کوٹھی میں داخل ہو رہے تھے۔ کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا
ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا۔

"تم نے مجھے بتایا تھا کہ جرگن فون کرے گا۔ جب کہ تم نے باقاعدہ یہاں ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کر رکھی ہے۔" کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ اور فریکونسی ہے۔ جرگن کا اس سے تعلق نہیں ہے۔" میروم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر میں اسی فریکونسی پر جرگن سے رابطہ کر لوں تو پھر تو تمہیں جھوٹ بولنے کی سزا دی جاسکتی ہے۔
کیوں۔" کرنل فریدی کا لہجہ

سرد پڑتا جا رہا تھا۔ اس نے جیب سے ایک بار پھر ریوالور نکال لیا تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ یہ۔ یہ واقعی جرگن کی فریکونسی ہے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں ٹرانسمیٹر پر یہ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس کے پاس موجود رہوں وہ کسی بھی وقت مجھے کال کر سکتا ہے۔ اس لیے میں دفتر سے یہاں آگیا تھا۔" میروم نے کرنل فریدی کے لہجے میں موجود سرد مہری سے

متاثر ہو کر آخر کار سچ اگل دیا۔

"اسے کال کرو اور اس سے صورت حال معلوم کرو۔ تم بہانہ کر سکتے ہو کہ تم نے انتہائی ایمرجنسی میں کہیں جانا ہے۔" کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو تم کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔ مجھے ہلاک مت کرو۔" میروم نے کہا۔

"تمہاری موت اور زندگی کا فیصلہ تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی یا کوئی غلط بات کی تو نتیجہ تم ہی بھگتو گے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ مجھے ہلاک مت کرو پلیز۔" میروم نے گھگھیاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور ٹرانسمیٹر اس کے کاندھے پر رکھ دیا۔

"کال دو بٹن آف آن میں خود کر لوں گا۔ لیکن تم نے اوور ضرور کہنا ہے تا کہ وہ تمہارے بندھے ہونے کا تاثر نہ لے لے۔" کرنل
فریدی نے کہا۔

"ہیلو ہیلو میروم کالنگ۔ ہیلو ہیلو میروم کالنگ اوور۔" میروم نے کال دینا شروع کر دی۔

"یس جرگن اٹنڈ نگ یو کیوں کال کی ہے اوور۔" چند لمحوں بعد ایک تیز آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"جناب میں آپ کی کال کے لیے بندھا بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ نے کال ہی نہیں کی۔ اب مجھے ایک ایمرجنسی کے سلسلے میں جانا ہے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں اوور۔" میروم نے کہا اور کرنل فریدی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔

"تم اپنے کام نمٹاؤ۔ ہمارا فوری طور پر واپسی کا فی الحال پروگرام نہیں ہے اوور۔" دوسری طرف سے جواب دیا

گیا۔

"پھر بھی آپ بتادیں جناب کہ کب تک آپ کی کال آنے کا امکان ہے اوور۔" میر وم نے کہا۔

"رات بارہ بجے ہمارا مشن مکمل ہو گا۔اس سے پہلے تو ویسے بھی ممکن نہیں ہے اور رات کو ہیلی کاپٹر کی آمد مشکوک ہو سکتی ہے۔اس لیے کل صبح تمہیں کال کیا جا سکتا ہے۔اس وقت تک تم فارغ ہو اوور۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"شکریہ جناب اوور اینڈ آل۔" میر وم نے کہا اور کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"اب یہ نقشہ دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے انہیں کہاں ڈراپ کیا

تھا۔" کرنل فریدی نے رول شدہ نقشہ اٹھا کر اسے کھولا اور میر وم کی نظروں کے سامنے کر دیا اور میر وم نے اشارے سے وہ جگہ بتادی تو کرنل فریدی نے اسے مارک کیا اور پھر غور سے اس مارک شدہ علاقے اور اس کے ارد گرد کے محل وقوع کا جائزہ لیتا رہا۔

"اب تم یہ بتاؤ کہ جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ اسے کوئی اشارہ نہ کرنا تو تم نے اسے کیوں کہا کہ تم بندھے بیٹھے ہوئے ہو بولو۔" کرنل فریدی نے ریوالور اس کی کنپٹی پر رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔وہ تو میں نے محاورتاً کہا تھا۔ میں نے اشارہ تو نہیں کیا۔ میر وم نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کو اشارہ کہتے ہیں۔ وہ تربیت یافتہ کمانڈو ہے اور ایسے اشارے کا مطلب بخوبی سمجھتا ہے۔اس لیے تم چھٹی کرو۔" کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور میر وم کی کھوپڑی کے پرزے اڑ گئے۔ کرنل فریدی نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر نقشہ اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ ڈرائنگ روم سے باہر آ گیا۔ کیپٹن حمید اور اس کے دوسرے ساتھی ہیلی کاپٹر کے قریب موجود تھے۔

"کیپٹن حمید ان دونوں ملازموں کا بھی خاتمہ کر دو۔" کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر کے قریب جا کر ٹرانسمیٹر اور

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نقشہ افراسیاب کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

"اپنے ہتھیار وغیرہ تیار رکھو۔ ہو سکتا ہے۔ ہمیں ٹارگٹ پر پہنچتے ہی فائر کھولنا پڑ جائے۔" کرنل فریدی نے دوسرے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر سوار ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید بھی واپس آ کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"میں نے انہیں آف کر دیا ہے۔" کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

"وہ لوگ بادوک قصبے سے کچھ فاصلے پر پہاڑیوں کے اندر اترے ہیں اور مشن کے لیے وقت بھی رات کے بارہ بجے کا طے کیا گیا ہے اس لیے ہمیں ایک لمبا چکر کاٹ کر ان پہاڑیوں سے دور عقبی طرف اترنا پڑے گا اور پھر وہاں سے ہم کمانڈوز انداز میں آگے بڑھیں گے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"وقت کے بارے میں آپ کو کیسے علم ہو گیا۔ کیا میر وم نے بتایا ہے۔" کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا تو کرنل فریدی نے اسے ٹرانسمیٹر کال کے متعلق تفصیل بتادی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں رات بارہ بجے تک انتظار کرنا ہو گا۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں انتظار کا تو مطلب ہو گا کہ وہ اپنا مشن پورا کر لیں۔ ہمیں مشن سے پہلے انہیں کور کرنا ہو گا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کی انتہائی طویل پرواز کے بعد کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر ایک پہاڑی کے دامن میں اتار دیا۔

"بڑا لمبا چکر کاٹا ہے آپ نے۔ میں تو بیٹھا بیٹھا تھک گیا ہوں۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی سے۔ ابھی تو ابتدائے عشق بھی نہیں ہوئی۔ لمبا چکر اس لیے کاٹنا پڑا کہ اگر انہیں ہیلی کاپٹر نظر آ جاتا تو

لازماً وہ محتاط ہو جاتے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اتنا لمبا چکر کاٹنے کی وجہ سے اب رات پڑنے والی ہے اور رات کے وقت ہم ہی ان کا شکار ہو سکتے ہیں۔" کیپٹن حمید نے اسی لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ وہ ہماری طرف سے بے خبر ہیں۔ اس لیے جب تک ہم سے کوئی غلطی نہ ہو۔ انہیں ہمارے متعلق معلوم نہیں ہو سکتا۔" کرنل فریدی نے کہا اور اس کے بعد وہ سب اسلحہ لیے کرنل فریدی کی ہدایات کی روشنی میں پہاڑیوں کے اندر انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھتے رہے۔ کرنل فریدی جگہ جگہ رک کر گلے میں لٹکی ہوئی دوربین سے ماحول کا ساتھ ساتھ جائزہ لیتا چلا جا رہا تھا اور پھر کافی دور آنے کے بعد اس نے دوربین اتار کر افراسیاب کو واپس کر دی اور اس سے نائٹ ٹیلی سکوپ لے کر اس کا تسمہ گلے میں ڈالا اور اس سے ماحول کا جائزہ لینا شروع کر دیا کیونکہ اب تاریکی کافی ہو گئی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے مزید سفر کے بعد اچانک کرنل فریدی ٹھٹھک کر رک گیا۔

"اوہ اوہ ایک آدمی نظر آ رہا ہے۔" کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمید اور دوسرے ساتھی بھی یکلخت چوکنا ہو گئے۔ کرنل فریدی کافی دیر تک ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو بکھر کر اس علاقے کو گھیرے میں لینے کی ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"جب تک میں فائر نہ کھولوں تم میں سے کسی نے فائر نہیں کھولنا۔ اور اگر کوئی اور آدمی نظر آ جائے تو مجھے زیرو ٹرانسمیٹر پر فوراً اطلاع دینی ہے۔" کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید کے علاوہ باقی ساتھی تیزی سے بکھرتے چلے گئے۔ وہ سب انتہائی محتاط انداز میں بکھر کر آگے بڑھ رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی کو چیک کر لیے جانے کی اطلاع آ گئی۔ کرنل فریدی نے اس کے رخ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور مزید ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ چار افراد کو چیک کر لیے جانے کی اطلاعات مل گئیں

اور کرنل فریدی کی ہدایات کی روشنی میں اس کے ساتھیوں نے ان چاروں افراد کو اس طرح گھیر لیا کہ انہیں ان کی موجودگی کا شبہ نہ ہو سکے۔

"میرا خیال ہے ان میں سے ایک کو زندہ پکڑ لیا جائے۔ پھر اس سے اس کے باقی ساتھیوں کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اس گروپ میں دس گیارہ آدمی ہیں جب کہ سامنے صرف چار ہی آئے ہیں۔" کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتائیں یہاں سے قریب کون ہے۔ میں خود اسے کور کرتا ہوں۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں تم یہاں رکو۔ میں خود جاتا ہوں۔ معمولی سی غلطی سے سارا سیٹ اپ خراب ہو سکتا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا اور نائٹ ٹیلی سکوپ اس نے اتار کر کیپٹن حمید کو دی اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا اور چٹانوں کی اوٹ لیے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ہر طرف گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ لیکن کرنل فریدی کے ذہن میں وہ جگہ موجود تھی جہاں ایک چٹان کے پیچھے ایک آدمی موجود تھا۔ وہ احتیاط سے آگے بڑھتا رہا۔ لیکن اچانک دور سے شعلہ لپکا اور اس کے ساتھ ہی پہاڑیاں مشین گن فائر سے گونج اٹھیں اور کرنل فریدی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ ایک فائر ہوتے ہی ہر طرف سے خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی۔ گولیاں چلنے کی وجہ سے پہاڑیاں گونجنے لگیں اور ہر طرف شعلے سے چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"نانسنس نجانے کس نے فائر کھول دیا ہو۔" کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹان کے عقب میں پہنچ گیا جس کی اوٹ میں ایک سایہ چھپا ہوا تھا۔ وہ فائرنگ نہیں کر رہا تھا بلکہ دوربین آنکھوں سے لگائے صرف جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ کرنل فریدی نے اپنے جسم کو سمیٹا اور دوسرے لمحے اس نے اس سائے پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سایہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور کرنل فریدی کے پہلے حملے کو بچا لینے میں کامیاب ہو گیا۔

مگر کرنل فریدی نے راستے میں ہی اپنا رخ موڑا اور دوسرے لمحے وہ ایک دوسرے کے ساتھ لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے نیچے ایک چٹان پر دھماکے سے جا گرے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ دونوں ہی بجلی کی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

دونوں نے ایک دوسرے کو ڈاج دے کر ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ لیکن دونوں ہی ڈاج کھا کر ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے اس سائے کو ایکشن بریک کے ذریعے بے بس کرنے کی کوشش کی لیکن وہ آدمی بھی حد درجے کا پھرتیلا تھا۔ اس نے نہ صرف اپنے آپ کو اس خوفناک داؤ سے بچا لیا بلکہ الٹا اس نے کرنل فریدی کی پنڈلیوں پر ضرب لگا کر اسے کلاؤن کراس میں جکڑنا چاہا۔ مگر ظاہر ہے اس کے مقابل کرنل فریدی تھا۔ کرنل فریدی نے بجلی کی تیزی سے اپنے جسم کو قوس کی صورت میں حرکت دے کر اچھل کر اس آدمی کی گردن میں قینچی ڈالی اور خود وہ دونوں ہاتھوں کے بل چٹان پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو فضا میں اٹھا کر اسے الٹانے کی کوشش کی۔ یہ ڈیشنگ گرپ کا وہ خوفناک داؤ تھا جس سے یا تو مد مقابل کی گردن ٹوٹ جاتی یا وہ الٹ کر قلابازی کھاتا ہوا پوری قوت سے پشت کے بل چٹان پر گرتا۔ لیکن دوسرے لمحے کرنل فریدی کو بے اختیار اپنا یہ داؤ چھوڑ کر خود ہی الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہونا پڑا۔ کیونکہ مد مقابل نے گردن میں قینچی پڑتے ہی اپنے نچلے

جسم کو انتہائی برق رفتاری سے نیچے گراتے ہوئے دونوں ٹانگیں آگے کی طرف کر کے اس کے چٹان پر جے ہوئے دونوں ہاتھوں پر مارنی چاہیں اور اگر اس کا یہ جوابی داؤ کامیاب ہو جاتا تو کرنل فریدی کراس کریپ میں پھنس کر یقینی طور پر بے بس ہو سکتا تھا۔ اس لیے مجبوراً کرنل فریدی کو الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہونا پڑا۔

"واہ آج پتہ چلا ہے کہ ابھی دنیا میں مارشل آرٹ کے ماہر موجود ہیں۔" اچانک اس سائے کے منہ سے نکلا تو اس پر حملہ کرنے کے لیے تیار کرنل فریدی بے اختیار لمبی چھلانگ لگا کر سائیڈ پر جا کھڑا ہوا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تم۔ تم عمران۔ تم ہو یہ۔" کرنل فریدی کے منہ سے حیرت بھرے لہجے میں نکلا۔ کیونکہ وہ عمران کی آواز پہچان گیا تھا اس لیے اس پر حملہ کرنے کی بجائے اس نے سائیڈ پر چھلانگ لگا دی تھی۔

"ارے۔ پیرو مرشد۔ آپ۔ اوہ۔ اوہ۔"

ایک طرف پڑے ہوئے سامان میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں جیسے ہی بلند ہوئیں کمرے میں موجود جرگن اور ٹیلسن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ یہ کس کی کال آ گئی ہے۔" جرگن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تو ٹیلسن کرسی سے اٹھا اور جلدی سے سامان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سامان میں موجود ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے لا کر جرگن کے سامنے رکھ دیا۔ جرگن نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو سمتھ کالنگ باس اوور۔" ایک تیز آواز سنائی دی اور سمتھ کی آواز سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ سمتھ ان کا ہی ساتھی تھا جسے انہوں نے احتیاطاً ایک نزدیکی اونچی پہاڑی پر نگرانی کے لیے بھیجا تھا۔ تاکہ مشن کے مکمل ہونے تک وہ ارد گرد کے علاقے کی نگرانی کرتا رہے۔ وہ اس وقت بادوک قصبے کے ہوٹل کے ایک

کمرے میں موجود تھے۔ سمتھ کے علاوہ دو ساتھی اس ہوٹل کی بھی نگرانی کر رہے تھے۔ کیونکہ جرگن ہر لحاظ سے محتاط رہنے کا عادی تھا۔

"یس جرگن اٹنڈنگ اوور۔" جرگن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ٹارگٹ پر زبردست فائرنگ ہو رہی ہے۔ اوور۔" دوسری طرف سے سمتھ نے کہا تو جرگن اور ٹیلسن بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"ٹارگٹ پر فائرنگ ہو رہی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم نیند میں تو نہیں ہو اوور۔" جرگن نے دوبارہ کرسی پر

بیٹھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس میں سب سے اونچی پہاڑی پر چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہاں ایک ایسی غار تھی جہاں میں سردی سے بھی بچ سکتا تھااور دور دور تک کے علاقے کی نگرانی بھی کر سکتا تھااور پھر اچانک مجھے اس وادی میں شعلے لپکتے دکھائی دیے۔ جہاں ہمارا مشن مکمل ہونا ہے۔ پھر فائرنگ کی ہلکی ہلکی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔ یہ فائرنگ ابھی تک جاری ہے۔

یوں لگتا ہے جیسے دو متحارب گروپ آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ فائرنگ مشین گنوں سے کی جارہی ہے کیونکہ شعلے ایک تواتر سے لپک رہے ہیں۔ میں نائٹ ٹیلی سکوپ کی وجہ سے انہیں صاف طور پر دیکھ رہا ہوں اوور۔" دوسری طرف سے سمتھ نے کہا تو جرگن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ دو متحارب گروپ کون سے ہو سکتے ہیں۔" جرگن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد پریشانی تھی۔

"باس سمگلر بھی ہو سکتے ہیں۔" ساتھ بیٹھے ہوئے ٹیلسن نے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔" جرگن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سنو سمتھ۔ تم نگرانی جاری رکھو۔ جب یہ فائرنگ بند ہو جائے تو مجھے دوبارہ کال کرنا اوور اینڈ آل۔" جرگن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہاں واقعی یہ سمگلر ہی ہو سکتے ہیں۔ یہاں منشیات کی سمگلنگ انتہائی خفیہ طور پر ہوتی ہے۔ لیکن اس طرح ہمارا ٹارگٹ بھی تو خطرے کی زد میں آسکتا ہے۔" جرگن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس فائرنگ بند ہونے کے بعد ہمیں خود وہاں جانا چاہیئے۔" ٹیلسن نے کہا۔

"لیکن اگر وہاں سمگلر موجود ہیں تو پھر وہ لوگ فوراً تو وہاں سے نکل نہ جائیں گے اور ہمارے وہاں جانے سے تو

ان سے ہمارا ابھی ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ وہ وائرلیس چارجر اٹھاؤ۔ تاکہ چیک کر لیں کہ کہیں اسے تو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔" جرگن نے کہا اور ٹیلسن ایک بار پھر کرسی سے اٹھ کر ایک کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے الماری کھولی اور اس کی سب سے نچلی دراز باہر کھینچ کر اندر موجود خفیہ خانے سے اس نے وائرلیس چارجر باہر نکال لیا۔ جرگن نے

اسے اس خفیہ خانے میں احتیاطاً رکھوا دیا تھا۔ جرگن نے وائرلیس چارجر لے کر اس کا ایک بٹن دبایا تو چارجر پر سبز رنگ کا ایک بلب جل اٹھا اور اس بلب کے جلتے ہی ان دونوں کے چہروں پر یکلخت گہرے اطمینان کے تاثرات چھا گئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ٹارگٹ محفوظ ہے۔" جرگن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور بٹن آف کر کے وائرلیس چارجر ایک طرف رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آنی شروع ہو گئی اور جرگن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو سمتھ کالنگ اوور۔" دوسری طرف سے سمتھ کی آواز سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے اوور۔" جرگن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس ابھی ابھی فائرنگ اچانک بند ہو گئی ہے اور باس فائرنگ دونوں طرف سے ہی اکٹھی ہی بند ہوئی ہے۔ یوں لگا ہے جیسے اچانک ان کے درمیان صلح ہو گئی ہو اوور۔" سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے نگرانی جاری رکھو۔ اوور اینڈ آل۔" جرگن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ایک پارٹی کو شکست ہونی چاہئے تھی۔ یہ دونوں طرف سے اچانک فائرنگ بند ہونے والی بات سمجھ میں نہیں آرہی۔" جرگن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"واقعی باس یہ بات مشکوک ہے۔" ٹیلسن نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں وہاں جانا چاہیئے۔" جرگن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باس اگر سمتھ کا خیال درست ہے کہ ان کے درمیان اچانک کسی وجہ سے صلح ہو گئی ہے تو پھر وہ اتنی جلدی وہاں سے نہیں جائیں گے۔ ہمیں بارہ بجے تک انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر بارہ بجے کے بعد وائرلیس چارجر نے کام نہ کیا تو پھر ہم وہاں جا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس بہر حال صبح تک کا وقت تو موجود ہے۔" ٹیلسن نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی بارہ بجنے میں تو کافی وقت رہتا ہے اور میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں نامعلوم کیوں بجنے لگ گئی ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں بہر حال یہاں بارہ بجے تک بیٹھ کر انتظار کرنے کی بجائے یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم براہ راست اس وادی میں نہ جائیں لیکن ہم کچھ فاصلے پر نگرانی تو کر سکتے ہیں۔ ہمارے وہاں تک پہنچتے پہنچتے یہ سمگلر بہر حال وہاں سے نکل ہی جائیں گے۔ ویسے بھی فائرنگ کے بعد سمگلر ٹائپ کے لوگ فوراوہ جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس علاقے میں سمگلروں کی آمدورفت ہے تو لازماوہاں قریب ہی کوئی نہ کوئی پولیس چیک پوسٹ بھی موجود ہو گی اور اگر پولیس کے آدمی ہمارے ٹارگٹ تک پہنچ گئے تو پھر سارا مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا۔" جرگن نے کہا۔

"یس باس آپ درست کہہ رہے ہیں۔" ٹیلسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو چلو باقی ساتھیوں کو بلاؤ۔ ہمیں اب فورا یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ میں سمتھ کو بھی بلا لیتا ہوں۔ جرگن نے کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوٹل سے نکل کر پیدل ہی چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سیاہ رنگ کے بیگ ان کے کاندھوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ قصبے کی حدود سے نکلنے کے بعد انہوں نے اپنا رخ پہاڑیوں کی طرف کر دیا۔

"انتہائی احتیاط سے چلنا ہو گا۔" جرگن نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے ٹارگٹ والے علاقے کے قریب ہوتے چلے گئے۔ لیکن راستے میں انہیں نہ کوئی مشکوک آدمی نظر آیا اور نہ ہی انہوں نے کسی جگہ کوئی معمولی سی حرکت دیکھی۔ حالانکہ جرگن بار بار رک کر نائٹ ٹیلی سکوپ سے علاقے کا مسلسل جائزہ لیتا چلا جا رہا تھا اور پھر تقریبا دو تین گھنٹوں کے بعد وہ اس علاقے کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں ان کا ٹارگٹ تھا۔ جرگن نے سب کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر دوربین کی مدد سے سارے علاقے کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"باس اب بارہ بجے والے ہیں۔" کچھ دیر بعد ٹیسلن نے سرگوشی کے سے انداز میں جرگن سے کہا اور جرگن نے چونک کر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا۔

جب بارہ بج کر پانچ منٹ ہو گئے تو جرگن نے اپنی

جیب سے وائرلیس چارجر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور جرگن اور ٹیلسن دونوں کے چہرے کھل اٹھے۔ کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ وائرلیس چارجر واقعی کام کر رہا ہے۔

"بلاسٹنگ ہوتے ہی ہمیں فوری طور پر واپس جانا ہو گا۔" جرگن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دوسرا بٹن دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سبر رنگ کا بلب ایک جھماکے سے بجھ گیا۔

لیکن اس کے ساتھ والا سرخ رنگ کا بلب نہ جلا۔ جرگن بار بار بٹن دباتا رہا لیکن وہ بلب نہ جلا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب چارجر کام کر رہا ہے تو بلاسٹنگ کیوں نہیں ہو رہی۔" جرگن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی عجیب سی بات ہے۔ کوئی کنکشن تو لوز نہیں رہ گیا۔"

ٹیلسن نے کہا۔

نہیں میں نے خود فائنل چیکنگ کی تھی۔ ضرور کوئی خاص گڑ بڑ ہی ہو سکتی ہے۔" جر گن نے کہا۔

"باس اگر کوئی گڑ بڑ ہوتی تو وائر لیس چار جر بھی کام نہ کرتا۔"

ٹیلسن نے کہا۔

"پھر"۔ جر گن نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں نیچے جاؤں۔" ٹیلسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ زیرو ون ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے۔ ہم یہاں سے تمہاری نگرانی کرتے رہیں گے۔"

جر گن نے چند لمحے

خاموش رہنے کے بعد کہا اور ٹیلسن سر ہلاتا ہوا چٹان کے پیچھے سے نکلا اور بڑے محتاط انداز میں چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ جر گن نائٹ ٹیلی سکوپ کی مدد سے اس کا مسلسل جائزہ لیتا رہا۔ لیکن کسی طرف سے بھی کوئی مداخلت نہ ہوئی اور پھر ٹیلسن اس کی نظروں کے سامنے ان چٹانوں کے نیچے غائب ہو گیا۔ جہاں بم لگائے گئے تھے۔

جر گن نے جلدی سے جیب سے زیرو ون ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اسی لمحے زیرو ون ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ٹیلسن بول رہا ہوں اوور۔" بٹن دبتے ہی ٹیلسن کی آواز سنائی دی۔

"یس جر گن بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ بموں کو۔ اوور۔"

جر گن نے تیز لہجے میں کہا۔

"بم بھی درست حالت میں ہیں باس اور وائر لیس چار جر بھی درست ہے۔ سب کچھ اوکے ہے اوور۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دوسری طرف سے ٹیلسن کی آواز سنائی دی۔

"پھر۔ پھر بلاسٹنگ کیوں نہیں ہو رہی اوور۔" جر گن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ سب کچھ تو اوکے ہے۔ بموں کے فیوز بھی درست ہیں۔ کہیں بم ہی خراب نہ ہو گئے ہوں اوور۔"

دوسری طرف سے ٹیلسن کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تم نے ٹارچ جلا کر چیک کیا ہے۔

اوور۔" جر گن نے کہا۔

"یس باس پنسل ٹارچ کی مدد سے چیکنگ کی ہے اوور۔" ٹیلسن نے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ اب اچھی طرح چیکنگ کرنی ہو گی۔ پہاڑیاں خالی ہیں۔ ورنہ اب تک لازماً کوئی نہ کوئی سامنے آ جاتا۔ ٹھیک ہے ہم آ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل۔" جر گن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کر اس نے باقی ساتھیوں کو نیچے آنے کا کہا اور تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ چونکہ اب اسے تسلی ہو گئی تھی کہ ان پہاڑیوں میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اس لیے اب وہ سب اطمینان سے نیچے اترتے چلے جا رہے تھے۔

عمران اور کرنل فریدی دونوں ایک چٹان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی نے نائٹ فائٹرز کو ٹریپ کرنے کیلیے نیا پروگرام ترتیب دیا تھا کہ اس نے ان بموں کے فیوز کھول کر ان کی اندرونی تاریں نکال دی تھیں اور اس کے بعد نہ صرف فیوز دوبارہ فٹ کر دیئے تھے بلکہ اس کے ساتھ ہی اس نے وائر لیس چار جر بھی پہلے کی طرح ان کے ساتھ ہی منسلک کر دیا تھا۔ کرنل فریدی کا خیال تھا کہ بم بلاسٹ نہ ہونے کی چیکنگ کے لیے سب اکٹھے یہاں نہیں آئیں گے۔ لازماً ایک آدمی آئے گا۔ باقی کہیں اور چھپے رہیں گے اور اگر اس آدمی نے

یہاں گڑبڑ دیکھی تو پھر وہ سب فرار ہو جائیں گے اور ایک آدمی کو پکڑ کر انہیں کچھ نہ ملے گا۔ لیکن اگر سب کچھ انہیں او۔کے ملا تو پھر وہ سب یہاں لازماً پہنچیں گے اور اس طرح اس پورے گروپ کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور عمران نے بھی کرنل فریدی کے خیال سے اتفاق کیا تھا۔ کرنل فریدی

نے اپنے ساتھیوں کو واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بھجوا دیا تھا۔ اس کے ساتھ صرف کیپٹن حمید تھا۔ کیونکہ زیادہ افراد کی موجودگی بھی صورت حال کو کسی بھی وقت خراب کر سکتی تھی۔ عمران کے ساتھی البتہ وہیں تھے لیکن وہ سب ایسی جگہ پر موجود تھے جہاں سے نیچے غار کی طرف کوئی راستہ نہ جاتا تھا۔ پہاڑیاں البتہ اسی طرح سنسان اور ویران تھیں۔ یہاں ہونے والی فائرنگ کے باوجود ابھی تک کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ لیکن بارہ بجنے سے پہلے اچانک عمران جو آنکھوں سے ٹیلی سکوپ لگائے ہوئے تھا، چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔" ساتھ ہی موجود کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مجھے ایک چٹان کے پیچھے نقل و حرکت کا شبہ ہوا ہے۔ اوہ ہاں۔ بالکل وہاں دو آدمی یقیناً موجود ہیں۔" عمران نے بات کرتے کرتے کہا۔

"کس طرف۔" کرنل فریدی نے کہا۔ کیونکہ وہ عمران سے مختلف سمت کا جائزہ لے رہا تھا۔ اپنا رخ اس طرف کو پھیرتے ہوئے کہا۔ جس طرف عمران دیکھ رہا تھا۔ اور عمران نے اسے نشانیاں بتانی شروع کر دیں۔

"فی الحال تو سکوت ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں لیکن بہرحال وہاں دو آدمی موجود ہیں۔" عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بارہ بجنے کے کچھ دیر بعد اچانک وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ کیونکہ انہوں نے ایک آدمی کو ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر نیچے اترتے ہوئے واضح طور پر دیکھ لیا تھا۔

"عمران صاحب ایک آدمی نیچے اتر رہا ہے۔" دور سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہاں۔ بالکل بے حس و حرکت رہو۔" عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ بارہ بجے سے پہلے یہاں پہنچ چکے تھے۔ ورنہ اگر یہ دور ہوتے تو اتنی جلدی یہاں تک نہ پہنچ سکتے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں لیکن بہرحال یہ فائرنگ سے بے خبر ہیں۔ ورنہ یہ اس طرح ایک آدمی کو نیچے نہ بھیجتے اور آپ کا آئیڈیا بھی درست نکلا ہے کہ وہ ایک آدمی کو بھیج کر اس کی چیکنگ کریں گے۔" عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے سر ہلا دیا۔ وہ آدمی چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے وادی کی طرف اترتا چلا گیا اور پھر نیچے پہنچ کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا اس چٹان کی طرف آنے لگا، جس پر عمران اور کرنل فریدی موجود تھے۔ اور جس کے نیچے بم نصب تھے اور پھر وہ آدمی ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ وہ اس چٹان کے نیچے پہنچ چکا تھا۔ وہ خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد ہی وہ ایک اوٹ سے نکل کر دیکھا۔ وہ سب انتہائی مطمئن انداز میں نیچے اتر رہے تھے۔

"گڈ اب وہ پوری طرح مطمئن نظر آ رہے ہیں۔" عمران نے کہا۔

پہنچ گیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے زیرو ون ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو صفدر عمران کالنگ اوور۔" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"یس صفدر اٹنڈنگ اوور۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جس جگہ موجود ہو وہاں سے ساتھیوں سمیت انتہائی ہوشیاری سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ کافی پیچھے۔ کرنل فریدی اے ایکس بم استعمال کر رہا ہے اور اس سے ٹی تھری بم بھی بلاسٹ ہو سکتے ہیں۔ جلدی کرو۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔ کم از کم دو سو گز پیچھے۔ فوراً اوور اینڈ آل۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور خود وہ تیزی سے کرالنگ کرتا ہوا کرنل فریدی کی مخالف سمت میں بڑھتا چلا گیا۔ نائٹ فائٹرز ابھی نیچے اتر رہے تھے۔ اس لیے عمران کو یقین تھا کہ جب تک وہ وادی میں پہنچیں گے وہ چکر کاٹ کر قدرے

سامنے پہنچ جائے گا۔اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑا سا چکر کاٹنے کے بعد وہ اس غار کے دائیں طرف ایک ایسی چٹان کے پیچھے پہنچ گیا۔جہاں سے بموں والا حصہ اسے صاف نظر آرہا تھا اور اس کی رینج میں بھی تھا۔اسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی کہاں سے اے ایکس بم فائر کرنے کا سوچے گا۔اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر ذرا سا بھی اینگل غلط ہو گیا تو اے ایکس بم ٹی تھری بموں کو بلاسٹ کر سکتے ہیں۔گو اسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی سے معمولی سی

غلطی بھی ممکن نہیں ہے۔لیکن اس کے باوجود وہ پوری طرح محتاط رہنا چاہتا تھا۔اب وہ بیک وقت اس چٹان کے نیچے کھڑے ایک آدمی اور وادی سے اس حصے کی طرف بڑھتے ہوئے دوسرے نائٹ فائٹرز کو بھی دیکھ رہا تھا۔اور پھر جیسے ہی وہ سب پہلے سے موجود آدمی کے پاس پہنچے۔اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے سائیں کی آواز کے ساتھ کوئی چیز ان کے قریب جا کر گری اور ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ اس جگہ تیز روشنی پھیلی۔اور عمران نے ان سب نائٹ فائٹرز کو اچھل کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا کہ کرنل فریدی سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہے۔لیکن اسی لمحے نیچے گرنے والوں میں سے ایک کی مشین گن چل پڑی اور مشین گن کے شعلے جیسے ہی اس بم کی روشنی میں شامل ہوئے یکلخت ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کئی آتش فشاں بیک وقت پھٹ پڑے ہوں۔زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے خوفناک زلزلہ آگیا ہو۔ اور وہ چٹانیں جہاں ٹی تھری بم نصب تھے ،ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑنے لگیں۔ان دھماکوں میں انسانی چیخیں بھی سنائی دیں اور عمران نے بے اختیار ان اڑتی ہوئی چٹانوں میں چھلانگ لگا دی۔ایک لمحے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم سینکڑوں گولیوں کی زد میں آگیا ہو۔لیکن وہ ہونٹ بھینچے بھاگتا چلا گیا۔پھر اس کے سر پر کوئی چیز لگی اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل نیچے گرا۔اس کے ذہن میں رنگ برنگے ستارے سے ناچ گئے۔ لیکن اس نے سر کو زور سے جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر اٹھنے لگا۔لیکن اب اس میں اٹھنے کی قوت باقی

نہ رہی تھی۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں بیک وقت ٹوٹ گئی ہوں۔لیکن اس کے ساتھ ہی اسے کرنل فریدی کا خیال آیا تو وہ یکلخت اچھلا اور پھر بجائے بھاگنے کے وہ تیزی سے گھسٹتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور تھوڑی دور اسے کرنل فریدی کا بے جان جسم ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں پڑا نظر آیا۔تو عمران کے جسم میں اور زیادہ تیزی آگئی۔اور چند لمحوں کی مزید کوشش کے بعد وہ کرنل فریدی کے قریب پہنچ چکا تھا۔کرنل فریدی کے جسم پر ایک بھاری چٹان پڑی ہوئی تھی۔عمران نے زور لگا کر اس چٹان کو ہٹانا شروع کر دیا۔لیکن اس کے اپنا ذہن قابو میں نہ آرہا تھا۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔لیکن ظاہر ہے اگر فوری طور پر چٹان کو نہ ہٹایا جاتا تو کرنل فریدی کی موت یقینی تھی۔اس لیے وہ دیوانہ وار کوشش کرتا رہا۔چٹان ایک ایک انچ کھسکتی کھسکتی آخر کار ایک جھٹکے سے سائیڈ میں گری اور پورا زور لگانے کی وجہ سے عمران بھی اس کے ساتھ ہی لڑھک گیا اور پھر اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھیری اور گہری غار میں گرتا چلا جا رہا ہو۔اس نے ایک بار پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔لیکن بے سود آخر کار موت کے اندھیرے نے اس کے ذہن پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔پھر جیسے گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح عمران کے ذہن میں روشنی کی کرن چمکی اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔چند لمحوں تک تو وہ بے خیالی کے عالم میں پڑا رہا۔پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ سی نکل گئی۔

"عمران صاحب۔عمران صاحب۔ہوش میں آیئے عمران صاحب۔"چوہان کی آواز سنائی دی اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔اس طرح اچانک اٹھنے سے اس کا ذہن ایک بار پھر چکرایا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھا کہ وہ انہی پتھروں پر موجود تھا اور عمران کے سارے ساتھی

وہاں موجود تھے۔

"کرنل فریدی بچ گیا ہے ناں۔" عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں وہ بچ گئے ہیں۔" چوہان نے جواب دیا اور عمران اٹھ کر کھڑا ہونے لگا تو چوہان اور نعمانی نے اسے سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔

"تم نے آج میری زندگی بچالی ہے عمران۔ پتھروں کی اس خوفناک بارش میں اس طرح اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تمہارا میری طرف آنا اور پھر میرے جسم پر موجود وہ وزنی چٹان تم نے جس طرح ہٹائی تھی۔ میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس چٹان کی وجہ سے میرا سانس رکا ہوا تھا اور اگر تم چند لمحے مزید اسے نہ ہٹاتے تو نتیجہ میری موت کی صورت میں ہی نکلتا۔" ایک چٹان کی اوٹ سے نکل کر آتے ہوئے کرنل فریدی نے انتہائی ممنونانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اپنے پیر و مرشد کی زندگی بچانے کی کوشش کرنا مریدان باصفا کا پہلا فرض ہوتا ہے جناب۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آج پہلی بار مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ عمران کی اس قدر فیور کیوں کرتے ہیں۔ عمران نے برستے ہوئے پتھروں میں جس طرح چھلانگ لگائی تھی اور آپ کو بچانے کے لیے دوڑا تھا۔ اس سے واقعی میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ دوڑا تو میں بھی تھا لیکن میں کافی فاصلے پر تھا۔ جب کہ عمران براہ راست پتھروں کی زد میں تھا۔" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ ٹی۔ تھری بم ان کا کیا ہوا۔" عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"وہ محفوظ رہے ہیں۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ اسی لیے یہاں کوئی لمبی چوڑی تباہی نظر نہیں آ رہی۔ ورنہ تو یہ ساری وادی اور پہاڑیاں ہی اب تک ریزہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ریزہ ہو چکی ہوتیں۔

"عمران نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ دھماکے دراصل نائٹ فائٹرز کے پاس موجود اسلحے کے بلاسٹ ہونے کی وجہ سے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں موجود مشین گن نیچے گرتے ہوئے چل گئی۔ گولیاں اس کے ساتھی کے اس بیگ پر پڑیں جس میں اسلحہ تھا وہ پھٹ گیا اور پھر باقی سارے افراد کے پاس موجود اسلحہ بھی بلاسٹ ہو گیا۔ اس طرح وہ چٹانیں جن پر میں
موجود تھا وہ ان خوفناک دھماکوں سے تباہ ہو گئیں۔" کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے آپ کا مشن بہر حال فیل ہو گیا۔" عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"میرا مشن فیل ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ نائٹ فائٹرز اور ایکریمیا کا مشن فیل ہوا ہے۔ میرا کیسے ہو گیا۔" کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"وہ جرگن کو زندہ پکڑنے والا مشن۔ ظاہر ہے اس اسلحے کے پھٹنے سے اگر چٹانیں تباہ ہو سکتی ہیں تو وہ کیسے زندہ بچ سکتا ہے۔" عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں واقعی میرا وہ مشن فیل ہو گیا۔ ان سب کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب کہ میرا مشن سو فیصد کامیاب رہا ہے۔" عمران نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ "کون سا۔" کرنل فریدی نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔ "آپ کی زندگی بچانے کا۔" عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور اس بار کرنل فریدی کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شُد